

شماره نمبر 1

ادبیات پنجاب



اکادمی ادبیات پاکستان



ادبیات پنجاب

شماره نمبر-1، جنوری 2021ء

نگران: ڈاکٹر یوسف خشک

مدیر منتظم: محمد عاصم بٹ

مجلس مشاورت:

(پنجابی) پروین ملک، زبیر احمد، ڈاکٹر نوید شہزاد، خالد فرحاد و حار یوال

(سرائیکی) رفعت عباس، محمد حفیظ خان، سلیم شہزاد، ڈاکٹر جاوید چانڈیج

مجلس ادارت:

جمیل احمد پال (پنجابی)، مسرت کلانجی (سرائیکی)، شیراز طاہر (پشتوہاری)

اکادمی ادبیات پاکستان

299 پر مال، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش نظر کتاب ہمارے واٹس ایپ گروپ کے سکالرز کی طلب پہ
سافٹ میں تبدیل کی گئی ہے۔ مصنف کتاب کے لیے نیک خواہشات
کے ساتھ سافٹ بنانے والوں کے حق میں دعائے خیر کی استدعا ہے۔

زیر نظر کتاب فیس بک گروپ ”کتبِ حنائہ“ میں بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے۔
گروپ کالک ملاحظہ کیجیے :

<https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share>



میر ظہیر عباس روستمانی

03072128068



ضروری گزارش

شامل اشاعت نگارشات کے نفس مضمون کی تمام تر ذمہ داری لکھنے والوں پر ہے۔ اس کی آراء کو اکادمی ادبیات پاکستان کی آراء سمجھا جائے۔

قیمت موجودہ شمارہ: 150 روپے (اندرون ملک)، 140 امریکی ڈالر (بیرون ملک)
رسالہ اندرون ملک بذریعہ رجسٹری اور بیرون ملک بذریعہ ہوائی ڈاک بھیجا جاتا ہے۔

طباعت و سرکولیشن: محمد رضوان گل
لے آؤٹ ڈیزائننگ: محمد اعجاز/عبدالستار
مطبع: مکتبہ جدید، لاہور

ناشر

اکادمی ادبیات پاکستان، 299 پر مال، لاہور
ای میل: academylhr@gmail.com
فون: 042.35751714

فہرست

7	جناب شفقت محمود	پیغام
	وفاقی وزیر تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن	
9	جناب ڈاکٹر یوسف خشک	پیش لفظ
	چیرمین اکادمی ادبیات پاکستان	
		حمد و نعت
11	دعا	محبوب تابش
12	حمد باری تعالیٰ	ڈاکٹر رزاق شاہد
13	حمد	سید طارق مسعود
14	نعت	رحیم طلب
15		ناول
17	کہانی اک ماں دی	زاد حسن
25	بھورا بھورا خاب	سلیم شہزاد
27	موتیا	شیراز طاہر
31	ماندری	مرزا اطہر بیگ
45		کہانی
47	ناری داد	امجاز
53	ہک پھیزی جنی خاب	امجد علی مرزا
55	ای بھن بھن توں چھنیا سے	پروین ملک
59	ساگری موڑ	تنویر احمد راجا
63	پنھدر	جاوید آصف
67	رابہ	جمیل احمد پال
71	لچی چپ	حمید رازی

75,74	پرفیوم/دنیا دکایت تھیونزا چاہندی	(سرائیکی)	رفعت عباس
76	چونک	(پنجابی)	زبیر احمد
79	مرد	(پنجابی)	صابر علی صابر
81	کھیٹ	(پنجابی)	ڈاکٹر صفرا صدق
84	آردے نہ پار دے	(پنجابی)	طاہر سندھو
89	بابا رحمتا	(پنجابی)	عبدالوحید
94	مفتو مفتی	(پنجابی)	علی انور احمد
99	پیار کو taboo مین	(سرائیکی)	ڈاکٹر غزالہ احمدانی
100	بتری دھاراں	(پنجابی)	محسن ملکھیا نہ
107	حاصل جمع	(سرائیکی)	محمد حفیظ خان
112	پہلی اڈاری	(پنجابی)	محمد ناصم بٹ
117	گ گوا چا آدی	(پنجابی)	محمود احمد قاضی
118	مشینی اتھرو	(پنجابی)	مخدوم نیو سلطان
122	چھتی چو بارہ	(پنجابی)	مدثر بشیر
127	کچی کوشی	(سرائیکی)	مرید عارف
130	نکے دی	(سرائیکی)	مسرت کلا نچوی
135	کرچاں	(پنجابی)	نصیر احمد

ترجمہ

138	عسان کنگانی (فلسطین) انگریزی توں ترجمہ: ملک مہر علی (پنجابی) اُداس سنگتیاں دی جوہ		
142	لیوگی پراند لیو/ترجمہ خالد فرہاد دھار یوال (پنجابی) ریل گڈی دا بلاوا		
147			شاعری
149	نظم	(پوٹھوہاری)	آل عمران
149	جس نے ہیکھے پھانڈیں ہونڈیں سیاں	(پوٹھوہاری)	اختر رضا سلیسی

150	آخر مٹان	(پٹھوہاری)	نیر تر وڑی، باٹے پوڑی بڑا ہونیاں
150	ارشاد چہال	(پٹھوہاری)	اُس نے مہکیت پھر وے لکڑو
151	اشرف جاوید ملک	(سرائیکی)	عشق ہے بارش
152	بابا نجی	(پنجابی)	جنگیاں وچ دی پھیرا پا کے وکھ لوے
152	تابش کمال	(پٹھوہاری)	مورتاں اکھیوں لٹھیاں تے پر چھاویں ری گئے
152	قبل کلیم	(پنجابی)	کیہو اہتھ نہیں جردامس
153	جام شوکت عزیز	(سرائیکی)	سٹاڑی وتی ہے بن ہتر
153	جاوید آصف	(سرائیکی)	بھالا
154	سلطان کھاروی	(پنجابی)	روز و زوات حیات
155	سلطان محمود چشتی	(پٹھوہاری)	بڑھیا کی ایں رسیاں ڈسنے
156	سلیم اختر	(سرائیکی)	نظم
157	سلیم ساگر	(پنجابی)	تجدو لے
158	شبانہ ایم فیض	(پنجابی)	نظم
158	شعیب خالق	(پٹھوہاری)	مہمیری چپ
159	شفیق احمد خان	(پنجابی)	تیرے شہر وچ راہواں بھل گئے
159	شکور احسن	(پنجابی)	ماہیا
160	شیراز اختر مغل	(پٹھوہاری)	کپاں نے ساک
160	شیراز طاہر	(پٹھوہاری)	نوراں
161	عاصر عبداللہ	(پنجابی)	بولیاں
162	عزیز شاہد	(سرائیکی)	ادھیہ انخیال دی روح کوں حرارتاں ڈیندے
162	گل عباس اعوان	(سرائیکی)	سوچھل خاب
163	محمد بن اکبر	(پنجابی)	اس مشنی دور دے اندر کہنوں دل دی دساں
163	مسعود اعوان	پنجابی	غدری بابیاں دی ویل
164	مزل حسین	(سرائیکی)	تیرے میرے دلان وچ

164	بولیاں	(پنجابی)	ممتاز راشد لاہوری
165	میاں محمد بخش	(پنجابی)	نذیر قیصر
165	صدیاں سنگھن آئے آں	(پنجابی)	ڈاکٹر نوید شہزاد
167			مضمون
169	پنجابی زبان دی قدامت، اوکڑاں تے اُپا	(پنجابی)	اکرم باجوہ
172	بلھے شاہ اک صوفی تے سماجی دانشور	(پنجابی)	اکرم شیخ
183	علامہ اقبال دا پنجابی زبان تے ادب نال پیار	(پنجابی)	تنویر ظہور
186	”جدید سرائیکی شاعری“ تے ہک جھات	(سرائیکی)	رحیم طلب
190	اجوکی سرائیکی تنقید: نویں تناظر	(سرائیکی)	ڈاکٹر منزل حسین

جناب شفقت محمود
برائے تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت،
قومی ورثہ و ثقافت ڈویژن، پاکستان

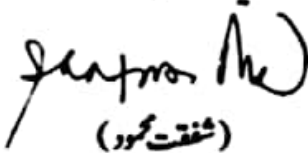
وفاقی وزیر جناب شفقت محمود کا پاکستان کے تمام صوبوں سے ”ادبیات“ کے شماروں کے اجرا کے موقع پر خصوصی پیغام

اکادمی ادبیات پاکستان کے زیر انتظام ہنگامی بار تمام صوبوں سے ”ادبیات“ کے شماروں کا اجرا ایک نہایت خوش آئند منصوبہ ہے۔ خوش گوار بات یہ ہے کہ ان پرچوں میں پاکستانی زبانوں کا ادب ان ہی زبانوں کے رسم خط میں شائع کیا جا رہا ہے۔ ایسا منفرد اشاعتی منصوبہ جاری کرنے پر اکادمی داد کی مستحق ہے۔

یہ منصوبہ لسانی و تہذیبی ہم آہنگی کو تقویت دینے اور زبانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی طرف ایک نہایت مؤثر اقدام ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ملکی ثقافتوں اور زبانوں میں موجود حکمت و دانش کی روایت سے براہ راست استفادے کی ایک کامیاب کوشش بھی ہے جو رواداری، محبت اور یکجہت کے پیغام کی حامل ہے۔ پاکستانی زبانوں میں بکھرے ہوئے ان حکمت و دانش کے موتیوں کو ایک لڑی میں پروانے کی ضرورت ہے جسے اکادمی ادبیات پاکستان کا زیر نظر اشاعتی منصوبہ کما حقہ پورا کرتا ہے۔ یہ اشاعتی منصوبہ پاکستان بھر میں لکھنے والوں کو قریب لانے کے عمل کو بھی تقویت دے گا اور ان کے لیے ایک دوسرے کو جاننے اور سمجھنے کے مزید مواقع پیدا کرنے کا باعث بنے گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ کسی ملک کو ترقی کی دولت تب تک نصیب نہیں ہوئی جب تک کہ اس نے اپنے اہل قلم طبقے کی صلاح اور فروغ اور ملکی ثقافتوں اور زبانوں کے لیے ترقی کی راہیں نہیں کھولیں۔

پاکستان کے تمام صوبوں سے علیحدہ علیحدہ جریڈوں میں مختلف پاکستانی زبانوں کے ادب کی منتخب تحریروں کی اشاعت سے ملکی ادبی منظر نامے کی جامع تصویر سامنے آتی ہے اور یہ اندازہ ہوتا ہے کہ لسانی اور ادبی سطح پر ہمارا ملک کیسا خوش رنگ اور ہمہ جہت ہے۔ بہت ضروری ہے کہ ان رنگوں اور خوش بوؤں کو ہر سو پھیلایا جائے تاکہ معاشرتی محضن کا خاتمہ ہو، مکالمے، آپسی افہام و تفہیم اور ہم آہنگی کی فضا کو تقویت ملے، بنیادی انسانی اقدار کو فروغ حاصل ہو اور ادبی سطح پر مزید ثقافتی اپنائیت پیدا ہو۔

میں خلوص دل سے چیئر مین اکادمی ادبیات پاکستان ڈاکٹر یوسف خشک کی ملکی ثقافتی اور ادبی ترقی کے لیے کاوشوں کو سراہتا ہوں اور ان کے جاری رہنے کی امید کرتا ہوں۔

نیک خواہشات کے ساتھ

(شفقت محمود)

پیش لفظ

زیر نظر شمارے میں صوبہ پنجاب میں لکھے جا رہے پاکستانی زبانوں کے ادب کو انہی کے رسم خط میں شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ صرف صوبہ پنجاب ہی میں نہیں، ملک کے تمام صوبوں سے اکادمی ادبیات پاکستان کے تحت ایسے ہی شمارے شائع کیے جا رہے ہیں جن میں ان صوبوں میں پاکستانی زبانوں میں لکھے جانے والے ادب کو انہی زبانوں کے رسم خط میں شامل کیا جا رہا ہے۔

زیر نظر اشاعتی منصوبہ ان تحریروں کو پاکستانی زبانوں کے رسم خط میں شائع کر کے اکادمی کو پاکستانی زبانوں کے ادب کا حقیقی ترجمان بنانے کی ایک مخلصانہ کوشش ہے۔ اس شمارے کے لیے پنجابی، سرائیکی اور پٹوہاری زبانوں کے تازہ ترین ادب کا انتخاب، جو میسر ہو چکا ہے، پیش کیا جا رہا ہے۔ ایک ہی پرچے میں مختلف پاکستانی زبانوں کے متن کی موجودگی قومی ہم آہنگی کی ایک مثال ہے۔ آئندہ شمارے ”ادبیات پنجاب“ کے لیے صوبہ پنجاب میں مقیم دیگر تمام زبانوں کے ادبا و شعرا کو بھی گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنی تخلیقات مدیر ختم کو ضرور ارسال کریں۔

”ادبیات پنجاب“ سالانہ کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کوشش پاکستانی زبانوں کے ادب اور ادیبوں کو ایک دوسرے کے زیادہ قریب لانے کی حکمت عملی کا بھی ایک حصہ ہے۔ اس سے پاکستانی ادب کی رنگارنگی اور ہمہ جہتی کا اظہار بھی مقصود ہے۔ اس سلسلے میں ہم اکادمی کے بورڈ آف گورنرز، اس رسالے کی مجلس مشاورت، مجلس ادارت کے ساتھ تمام تخلیقی کارروں کا جنہوں نے صوبہ پنجاب سے شائع ہونے والے اکادمی کے اس اولین شمارے کے لئے ہمیں بروقت اپنی تخلیقات فراہم کیں، اور ان تمام اکابرین علم و دانش کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی رہنمائی و تعاون کے بغیر اس شمارے کا بروقت اجرا ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔

میں خصوصی طور پر صوبہ پنجاب کے ریزیڈنٹ اسسٹنٹ ڈائریکٹر محمد عامر بٹ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس رسالے ادبیات پنجاب کی ذمہ داری بطور مدیر ختم خوشی سے قبول کی اور احسن طریقے سے نبھائی۔ یہ ابتدائی کوشش ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ کارکنین کرام ہماری اس کوشش میں بہتری لانے کے لیے اپنی تجاویز سے نوازیں گے۔

ڈاکٹر یوسف خشک میریٹورس پروفیسر

چیمبرمین

محبوب تابش

دعا

میڈا مولانا! فقیریں دی سن التجا ہک دعا
شالا رو ہی دے راوے کوں سادل ملے
شالا روہ دے رو پیلے سکھیلے رہن
شالا کھی تمیں نت سکھ دے ملے رہن
شالا داماں دے درد سارے نلن
شالا سندھو دیاں چھولیاں تے چھل رہ
ونجے

شالا سنج تے ہکوہ ولا پون
شالا قصل دے قصلو چڑ تے جالیں دس
شالا پیلے تے جھیں کوں ست سانسیں دس
بندہ شالا وطن تے نہ بے دس ملے
شالا دھرتی تمیں ڈکھ دی نہ کوئی دس ملے

حمدِ باری تعالیٰ

ہم اللہ پڑھ حمد کراں اُس سوئے رب دی
جیہدے سر سجدی اے شای شرق غرب دی

سوہیا رہا! تیرے اگے رو رو عرض گزاراں
کدی تے ساڈی دی سن، توں سنا ایں سبھ دی

یہ جاندا اے بندا رب نال آڈھا لا کے
اوڈک نوں تے فنی چندی اوے رب دی

تیرے کرم دی آے، کیہ کیہ نہیں اساں کیتا
پردے بکس سبھ دے، عزت رکھیں سبھ دی

اوہنوں چھڈ کے بندا کوڈی دا نہیں رہندا
اوہدا در چھڈیاں نہیں ڈھوئی کدھرے لہدی

ایہو چنٹا پچھلے پھرے سؤن نہ دیوے
کنج ہووے گی بخشش شاہد جے اڑبھ دی

حمد

جیہڑا کل بلونزیاں نال
پھو انڈیاں کھانزاں
ست آسمان سوں دی اگے گاش رھیا سا
اوہ وی تہاڑا
جیہڑا آج
بانٹاں توں کھنی
اُچیاں ٹکٹاں نگر
ساہو ساہ
گھیاں بزاراں بیڑیاں اندر
اوہ وی تہاڑا
جیہڑا شے آلاکل دی
آس زاس نے کوڑے سچے خواب کھنی کے آسی
اوہ وی تہاڑا ہوئی
مولا
نئی رسول امام اتام
تے دو آں جہاناں اندر باہر
جوج دی آتہاڑا
مھاڑا کہہ آ
میں تے خورے کھڑی صدی نے دیگر ویلے
ہک سِلے وچ گنوی گیا ساں
روز یوں روز یوں مٹی گیا ساں
فر میں تہاڑے کولوں
کُن قیون نی ہک آواز نے سنو نے آسے
سنتیوں سنتیوں مری گیا ساں

نعت

محمد محمد میں اہر دم پکاراں
ایہو ناں میں دل توں نہ اصلوں و ساراں
دروداں سلاماں دے نذر آنے ڈے کے
چماں جالیاں کوں تے قسمت سنواراں
خدا تے نبی دا زناں ذکر کرے
دروداں دی تسبیح میں ہاں تے شکاراں
نبی زندگی سادے روئے کوں ڈیہدے
مدینے دے شہر اچ بھویریں تے گزاراں
مدینے ونبجاں تاں پیریں چھالے ہوداں
وہن چھالیاں توں لبو دیاں دھاراں
کڈاں آسی او ڈیہنہ طلب زندگی وچ
مدینے دیاں پھر ساں گلیاں بزاراں

ناول

پیش خدمت ہے کتب خانہ گروپ کی طرف سے
ایک اور کتاب -
پیش نظر کتاب فیس بک گروپ کتب خانہ میں
بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے

📌 <https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share>

میر ظہیر عباس دوستمانی
0307-2128068 📞

@Stranger ❤️ ❤️ ❤️ ❤️ ❤️ ❤️ ❤️

کہانی اک ماں دی

(نویں ناول دا اک باب)

گھر جیسوہ یاں کندھاں دے کھر چل سکیاں داں لے اڈیاں تے جیسوہ یاں اماں داروخن ہوئی میری لہجہ ڈکدا اے جیویں دہہ نکلن گھروں کول دے پتریں توں ترلیں۔

ایس ای گھر دے اک کمرے دج اوز نانی راہندی ہائی۔ نال ای اک ہور کمرہ دی اوہ دے خستے دج آیا۔ جیسوہ دے دج دوئی تک ٹک پئی رہندی۔ ایس زبانی دے ۶ تھے راہن نال ایہ دوئیں کمرے گھر بن گئے ہاؤن۔ پر ایہ گھر، گھر کدی کدی ای لکدا خاص کر اوہوں جدوں اوہ ایہ دے اندر ہوندی تے جدوں اوہ ایہ دے اندر نہ ہوندی۔۔۔ ایہ دی گل ایس اگے جا کے کر سائیں۔ ایہی گل دن آسے تاں اسان ایس زبانی دی گل چھیڑی ہے۔

تاں ایس ای گھر، بن جیسوہ دے ڈھلے دے کھر چڑھاں تے ڈگرے روخن تیک اپڑن دی گل کرناں ویلا دجاون آلی گل ہو دے کی، جیسوہ دے دج

اوس آہنی بھجیاں بھری حیاتی نوں آون والے سے دے خستیاں نال بنیا تے جدوں اتھوں ٹری تاں آکھیا گیا۔ اگے اوہی اڈیک کیتی جاری آئی۔ "تاں جوادہ سکے جوئل ای نہیں پئے ہوندے اوہتاں نوں مل کرن دج اوہی صلاح لئی جاوے۔"

سنیا ایہ جاندا ہے پئی جدوں اوہ اپنے کچے پیڑے وجود تے بھرے پرے حسن نال گھروں کے کم آسے نکھدی تے ایہ گل دی اوس حوتی دے لوکیں چنگی طرحاں جاندا ہے ہاؤن جولا زم طور تے کوئی اجیہا کم ہے جو اوہوں گھروں آپ نکھتا ہے۔ تے ایہ کدی کدی ای ہوندا۔ کئی واریں اوہ دے نال اوہا سائیں ہوندا۔ ٹکڑا اندا ہویا۔ دوہاں ہتھیاں نال لکڑ دے اک کندھے سونے نوں پکڑی۔ اوہ لہسوں انج پکڑی رکھدا جیویں اوہ اوہ دے وجود ای کوئی حصہ ہو دے تے اوہ دے ہتھوں چھٹ جان گھروں اوہ دے نالوں ترٹ کے چٹھاں جا پوی۔۔۔ پر اوہ زبانی بھادیں اگلی تے بھادیں آپ دے سائیں نال، ایہدھروں اوہ گھروں نکھدی اوہروں دتی دیاں بزاراں تے خستیاں تے جمیاں مٹھلاں دج چٹھیاں وڈیاں بڑھیاں زباناں، اوہ دی خستے دی نئی جیہتاں دے سونہ دج ہوندی تے جو چوڑھیاں بھر کے سوار اپنیاں ناساں دج بھر رہیاں ہونداں۔ اپنے سونہ دجوں خستے دی نئی کندھ کے تے کچھ وڈیاں تک دج جاسکن والی سوار نوں آچنیاں چادران دے پلوواں نال ملدیاں ہوئیاں آکھیاں:

ایہ چھوہرتاں خیر دامہاندرا ہے، اکا ٹھکی ورھیاں دی عمر دے وی جس عمر دا غور تے دیکھن آلیاں داحسد دل کے شر داروہپ دہلیہن۔"

ایہیاں ای سنیاں تے ان سنیاں رہ جان آلیاں گلاں دچکاری اوہ سکیاں لوواں ٹر کے چل پوندیاں جیہتاں دے بلور یاں دچکاری ایہ چھوہراک ابھارن زبانی دج دہلیہن آلی ہائی۔ مڑ کے کئی دن آسے ازن چھوہو جاندی۔ دتی دے گھرتے بزار اوہتاں بڑھیاں دیاں دوہراں دے انیدر دے دی اگلاہٹ دج کندھ دے اندر۔۔۔ نیندر پوری کرناں اوہتاں دے لکھ دج تاہیں۔ اتھوں تیک جواسوں گھراں دے کھر چڑھتے اماں داروخن ڈگن لگ پوندا۔

دستی دے بچے جیہناں دے جگیاں دیاں کٹاں تے دامن اُکھرا لیاں تے جمواں دے نہ دھین آ لے داگاں نال بھرے
راہندے ڈیر پنڈا کر کے شاہراں وچ محنت مزدوری تے جاگے ہاں۔ اوہناں دے پڑکھاں دیاں گوراں اُتے ستیاں لوواں انج ای
بوسدیاں ہر سال۔ ویلے دا چلن اجیہا کڈھا جو اوس زبانی مگروں کوئی ہو نہ ہوئی۔ جیہدے بارے حقے دی نزی مونہہ وچ لین تے سوار
سنگھن والیاں اکھ دیاں: ایہہ جھوہرتاں خیر دامہاندرا میرا۔“

اپنے ویلے وچ رہندیاں ہویاں من اسیں ذرا کچھ جانندے آں۔ یاداں دیاں کھوکھلاں وچ ڈھلے اپنے اپنے ماؤں دے ہتھ
چنن آسے۔ جیہناں نوں اسیں بولی بولی بھلائی جھڈیا تے جیہڑے ساڈیاں یاداں وچوں گھراں دیاں کدھاں دے کھرچڑاں آنگ ای
جھڑ گئے۔ یاداں دیاں کھوکھلاں نے اوہناں وچ ساہلیہ دے کچھ پیارے لوک کدی جیہناں نوں اسیں دی پیارے ہوواں گے۔ پرایہ
زمانہ، ساڈے تے ساڈے پیاریاں وچکار بھل جان دے ہتھ میل گندا۔ اسیں کچھ ویلے آسے اوس زمانے دے کسے ہوئے پنے وچوں
اپنا ہتھ چھڑاندے آں تے بھل بھلکیاں دے ایہہ ہتھ میل لٹھدے آں۔ اک اک کر کے دکھ دکھ کر کے یاں اسیں اوہناں نال تے اوہ
ساڈے نال، جیویں کچھ سال پہلے ہویا کردا آہا۔ تے اتھے میں جو بیان کرن والا ہاں، حقیقت دے فرش توں اٹھ کے یاد دی کھوکھلاں وچ
لہندیاں تسمیں زمانے نوں جو ساڈے وچکار جڑے رہن دا اک وسیلہ ہے۔ اوہنوں پھڑکھٹاں۔ اوہ تھاہر جتے پڑ کے ہر شے بھل جاندی ہے
کھوکھلاں جیسی اوس تھاہر وچ موجود زمانے نال تعلق جوڑناں لازم ہے۔ ایہہ میرا وعدہ ہے۔ میں اوس زمانے نال تعلق جوڑ کے پرتاں گا تے
میں جد پرتاں گا تاں اوس بھلے زمانے دی پوری تصویر میریاں اکھاں وچ نقش ہووے گی تسمیں ایس تصویر نوں کاگت تے لیک سکدے او
پھر ایس کاگت نوں تہہ کر کے اپنے کول رکھ سکدے او ہمیش ہمیش آسے۔ جتے چاہوں سنوں کڈھو۔ ایہد یاں تہاں کھولتے جیہنوں چاہو
بھلے ویلے دی ایہہ تصویر دکھا دیو، تے یاد رکھناں چپ چاپ کھوکھلاں وچ میرے ایس لبھن نوں موت نہ آکھناں۔ میں تاں موت نال
جھو جھد یاں ہار جاون والیاں توں کچھ ویلا ادھار لین چلیاواں۔ ویلا جیہدے اتے یاداں دیاں ان گنویاں تہاں حمیاں نیں۔ ایہہ تہاں
کھلیاں تاں یاداں مڑ کے جیو پون۔ اپنی ساری چک دکھ نال۔ تسمیں کھٹاں جو ایہہ یاداں نوں کھوجن دا اک جتن ہے۔ جیہڑا میرے
دلوں ہے۔ اپنی اپنی تھاہراں تے راہندیاں جیہد اجتن ہراوہ پرکھ کر دا ہے۔ جیہدے سینے وچ دل دھڑکدا ہے۔

ماں آکھیا آہا ”میں اس ویلے دے نیڑے ہاں۔ جدوں میں وجودی ایس عارضی کھوکھلاں نوں جھڈ کے روح دیاں اجڑیاں
بیریاں تے جا بیٹھاں گی اوس ویلے دی میں ہری دھند یاں ایہناں ہریالیاں وچوں نکل کے لیاں کالیاں مڑکاں تے جانداں تیوں نکلیا
کراں گی۔ جیہدے آسے پاسے گھیریاں چھاواں آ لے رکھاں وچکار توں ٹریا کریں گا۔ توں سمجھیں یاں نہ، میں تیوں انج ای دیکھیا کراں
گی جیویں بن دیکھدی آں۔۔۔ تہہ بھار آنگ میرے کناں وچ اک اک کر کے اوہ اکھڑ گدے جیہڑے ماں دے ایس عارضی کھوکھلاں
نوں جھڈ کے روح دیاں اجڑیاں بیریاں تے جا بیٹھن مگروں جیہناں مڑاں میرے نال ساٹھے کیجے ہاں۔“

”پتہ نہیں ایہہ ماواں بناں تسمیں دی گل وچکار کتھوں آگئی توں تے جاندی ایں جو بھل جاون والی کھوہ وچ ڈھن مگروں اسیں
سارے اک برابر واں۔ ماواں دے ہوند یاں وی کئی داری تسمیں تے بے آسے۔“

”تے ماواں؟“ اوس پچھیا۔

سنن والی آکھیا جو میری ماسی ہائی۔

میں اوہدے سوال وچ چھی ڈھنگی چوٹ نوں دڈے جیرے نال سنیاں سنیاں سنیاں کر دتا، تے اوس دکھنوں وی جو کتنی آنگ میرے
تیک پڑیا آہا۔ اوہ میرے دکھنوں ساٹھا کر ن آسے پچھلے بننے دی لاہور آئی ہائی۔ تے اسیں دوہیں رل کے یاداں تے بھل جان دے عمل
نوں کھٹاواں آسے مونہہ نہاراں فرشتے تے جھی چٹائی تے آں تھدے تے اوہوں تیک گھاں کر دے جاندے۔ جدوں تیک ساٹھ دی چھایا

پر، اوہنوں پہ آجا جو بیماری ایسی ہے جسیدے توں اوہنوں میں بچائیں سکد اں۔“
 اوہنوں اک امید دس رہی آئی تے اوہ توں سیں "میری گل دے وچکار ایہ گل کیتی۔ تا امید دی وچ ایہ دی اک حد
 ہوندی ہے۔"

اوہنوں کینر آہا، تے ایہدے توں کائی امید رکھنی، تینوں پہ ہے۔۔۔ جیکر ایہدے وچ بہتری آوے تاں ایہدے کے معجزے
 توں گھٹ نہیں۔"
 "معجزے دی صرف آس رکھی جاندی ہے۔" میری ایہ گل سن کے اوہ اک سہم چھجے دارنگ اپنے کھ تے اکھیر دی ہوئی چپ
 ہو گئی۔

میری بیوی جیہڑی نیڑے ای سوالی پئی کردی آئی اپنے کم نوں جھڈ کے کھناک نال شین نوں بند کردی ہوئی چھلھانی دل نوں ر
 پئی۔ اس پانی آلا تھکا کھولیا تے برتن دھون دی وچ کچھ جے واسطے بھد جاواں اپردہ گئی۔
 "توں کیو سوچدی ایں اوہ زندگی نال محبت کردی آئی بہت جے کے ماسی دی وچ آئی۔"
 "ایہدے عجیب جیہی گل کیتی ہے توں۔؟ میں جیہڑا اصل وچ اوہدے ایس سوال تے بھونچل گیا ساں

اپنے طور تے ایس ایس گل دا اندازہ نہیں کر سکدے۔ جو اوہنوں زندگی نال محبت آئی یاں نہیں آئی۔ پر اک طریقہ ہے ایس
 دیکھیں کہ زندگی نال جڑیاں شیواں تے زندگی نوں زندگی دے روپ وچ بدلیاں شیواں نال اوہ کئی محبت کردی آئی۔ اوہنوں اپنے کھان چین دا
 کناں دھیان راہندا آہا۔ اس زندگی دے نظام نوں کیوں ترتیب دتا ہویا آہے۔ ایہ اوہ گھاں نہیں جسیدے توں اس اوہدے زندگی نال
 محبت دے طریقے نوں جانچ سکدے آں۔۔۔۔۔ تے ایہ جیہی کائی گل اوہدی حیاتی وچ سانوں نہیں دسدی ہے۔ اوہ آپ کئی داریں تیرے گھر
 جا کے راہندی رہی ہے تینوں پہ ای ہووے گا۔۔۔ آخر اوہ دارو حایت نال اک قفل آہا تے اس آہیاں مبادتاں آسٹے بہت سخت نظام بنا رکھے
 ہاں جسیدے اندر ہل چمن دارا گے پچھے ہو جاواں اس نوں قبول کائی ناہ جتنوں تیک کھان چین دا قفل ہے، چھاو دیا، میز تے پیایا ٹھنڈا
 ہو جاندا۔ تھوڑے تھوڑے جے مگروں جسیدے اتے اوہ اپنا ہتھ جھلا دیندی جیوں کھیاں اڈاری ہووے۔۔۔ میں سمجھاں ایہہ گل کردیاں مینوں
 اپنی وچ تے اوہدی ترتیب بدلی ہوئی جیہی لگی۔۔۔ آخر میرا خیال ہے کھانا کھان وچ بے پرواہی تے بے قاعدگی اوہدے وجود دی کمزوری دا
 اک کارن بنی۔ اتوں شیخ جنسن دین اینڈ سنز دے ٹریڈ مارک آلی سرخ نسوار اوہدے اندر اپنے پچھے سخت کردی گئی۔۔۔ میں سمجھاں اوہنوں
 اپنے کھان چین وچ باقاعدگی لیان دی لوڑ آئی، پر شاید اوہنوں زندگی نال محبت نہیں آئی۔۔۔ توں پچھیا ہے تاں میں ایہی سمجھاں۔"

"پر میں سمجھدی داں اوہنوں زندگی نال محبت آئی تے ایہہ محبت اوہدے اپنے بچیاں کارن آئی" ماسی جس ماں جی دے قرآن
 دے رطل وچ قبیٰ تسبیح کدھ لئی آئی تے اس نوں پڑھدی جاری آئی۔ ماں دیاں بہت ہور نشانیاں آئیک ایہ تسبیح دی اک ایسی نشانی آئی
 جہینوں دیکھدیاں ای تسبیح آکھ دیو گے ہاں، ایہہ اوہدی ای ہے۔ لگد تسبیح دے داناں اپرا اوہیاں انگلاں دے نشان آکر آئے ہاں
 اوہدے داناں وچ اوہدے وجود دی مہک رچ دس گئی آئی، تسبیح نوں دیکھ کے کچھ انج ای لگدا آہا مینوں۔"

اک گل ہے "میں زک زک کے گل شروع کیتی تاں جو میری بیوی دی ایس گل بات وچ دل جاوے۔ جو بڑے چڑ توں میرے
 جھکے دی کف اپر بن لائن لئی سوئی وچ دھاگہ پاؤن دا جتن پئی کردی آئی۔ انج لگ رہیا آہا جو شاید سوئی دا نکا ای نکا ہے ہاں اوہدی نظر ڈھیر
 کمزور ہو گئی ہے۔"

۔۔۔ جدوں اوہ بہت ڈھیر بیمار ہو چکی آئی تے بردو جے تیجے دیہاڑ اوہنوں لے کے نیا کٹر کول جادواں پوندا آہا تاں اک شام
 جون دیاں اخیر لیاں شاماں وجوں اک شام جون دیاں اخیر لیاں شاماں وچوں اک شام آسیں گلبرگ دی وڈی سڑک توں کیلری دل جادوں
 والی سڑک تے مڑے تاں ساڈے کچے ہتھ اک گھنیرا باغ آیا۔ رکھ دی گھنیرے ہاں تے اوں موسم دی سہانا آہا۔ شام ہون دھوون ایہہ حصہ

”میرے اندروں کو ٹکلی، ماں واسطے، جیو ہیں، بن اوہنوں لگ رہیا ہے کہ شاید اوہ دنیا چھوڑ کے جاوے والی، دنیا چھوڑ دے وچ اوہ بچے دی ہون گے جیو ہیں کہ تو آکھدی ایس، بھادیں کجھ ایس جانے دی آں جو اوہنوں دنیا دی پرواہ ای کدوں آئی۔۔؟“

انسان نوں دنیا دی پرواہ نہیں دی ہوندی تاں وی دنیا اپنی پرواہ کروان داڑھک جاندی ہے۔۔“

”ٹھیک آہندی ایس، شاید اوس توں ودھ اپنی پرواہ کروان داڑھک کے نوں وی نہیں آؤندا۔۔۔ پر جتنوں تیک مینوں یاد آؤندا ہے۔۔۔ کجھ ہوند یاں اوس مینوں اک گل کجھی آئی، چھیدے توں لگدا آہا جو اوہنوں دنیا دی ایس ہریالی تال ڈھیر لگاؤ تاہیں۔۔“

اوہ کہہ؟“

”تیرا، تاں خیر لوکاں نال میل ملاپ بہوں ڈھیر رہیا ہے۔۔۔ میں تاں نہیں جاندی جو کسے ہور نے حیاتی وچ اپنے ذکرے جالے ہون گھٹ دودھ میری زندگی وچ تاں کوئی ایسی زبانی نہیں آئی۔ تینوں تاں یاد ہوئی۔ جدوں تیک ٹیسس لاہور نہیں آئے ہاں اوہ دوستی وچ اپنے سوہریاں دے غلم جبری چلی وچ ای پس دی رھی۔ اوہنوں مارا یا کلتیا جاندا۔ انج جیویں اوہ اوہلی وارثی اکوئی نہ ہووے۔ دو اک وار میں تاں اوہنوں مار مار کے اوہ سویاں کر کے چھڑ گئے۔ آخری عمرے جیسو اوہ یاں ہڈیاں وچ پڑ راہندی آئی، تاں اوہ دی وڈی وجہ وی تاں انہی مار آئی۔ پر بہت آئی اوس اللہ دی بندی دی جیسو ایسی انصیری تے مظان اگے کھلوتی رھی۔ آپنے حصے وچ آن والی بھوک دے نوئے، بھماں تے بھینڈاں بکریاں دی بھال بھال وچ زبھی رھی۔ تے ایہ تاں رجھویاں دے نکال وچے ای اپنی جوانی روزہ چھڑی۔ اک سویر جدوں دودھ چنن آسے ڈھاری تے ایڑی تاں کیہ ویکھو، لپاری مجھ دے قہن دا تری نال وڈے پنے مہمین۔ بے دوسے بے زبان جانور تے ایڈا وڈا غلم تے اوہ وی اکی میرے تے کاؤ کڈھن آسے اوس مینوں دیا بھوکیں رت نال رتور تے ہوئی پئی آئی۔ مجھ دے وجھے تے مجھ جیساں نکاں نال مینوں ویکھیا س، دس ماہوں سکدی۔۔۔ اوہ اوس وراثت نوں جیسو بہوں گھٹ ہاس پر اخیر میں قصانوں ڈھونڈی آئی آئی اپنی جان بدلے ہوئے اوہ دی را کھی نر دی رھی۔“

”بابہ۔ ایسے گل تان ہائی اوہ اپنا آپ لوزمی جاوندی آئی، تان، اوہ جو کجھ ساڈا ہے اوہنوں سانجھ سکے۔ ایہ اوہدی فطرت مذہلو دی آئی۔ مینوں یاد ہے جدوں ایس جائے گئے گئے آہے۔ اک شامیں جدوں تھی ترنی گھر اپڑی تے اسان تریوے بھین بھراواں نوں بھکھ نال کڑل کدھ نال لگیں دیکھیں تان برواشت نہ کر سکی تے ویرا سے وج ڈگ پئی۔ جدوں کہ ساہویر ای ساڈیاں پچھیاں تے چاچے، بابے کھا، پئی کے حقہ بھکھدے تے مس مس گھاں پئے کر دے ہان۔؟ اوہ ساڈے آسٹے آگھ کے دروئیاں پکاؤن لگ پئی۔ مینوں روئی کھاندے نوں کئے آریں اوہندے ال وکھ کے تیاں آپا، بھادیں تان اوہندے آسٹے روئی بڑی گٹ بھئی۔ اپنی گٹ جواوہنوں کھا

کے بھادریں اودھنوں خیندر دی نہ آوے۔ میں اپنے حصے دی روٹی اودھن دے ال کھس کائی تاں ہسدے کھ چنگیر پر تاندیاں ہویاں بولی "جدوں میں بہت کئی ساں، تاں ساڈے گھر وچ بہوں غریبی آئی۔ ایس گل نوں میں جاندی آئی۔ ایس آسلے میری ماں مینوں کھان آسلے میں انج ڈری لگی ہوئی جاندی جیویں کوئی جرم کرن جارہی ہوداں۔ ماپیاں دیاں نگاہاں توں بچ کے کھاندی، مگر ابیاں ہولی ہولی چھدی تے مگر انہہ ہتھ وچ انج پکڑ دی ہوندی جو ماں دی نظر پے جاندی

تاں مگر ایسی ہتھوں ڈگ پیندی۔ بھادریں میں کھانا، ماں ہتھوں مگروں ای شروع کردی پرداہ حالے کھادی رہے ہوندے جو میں مکا کے اٹھ بیہندی۔ مینوں یاد نہیں کہ کسے روز میری ماں مینوں روک کے آکھیا ہودے۔ بس کھادی لیا، تھوڑا جیہا تے ہو رکھالے۔ "ایہ اودھ وچ آئی جیہڑی میں کدے نہ کئی، پردیہڑے وچ، گھر دی چھت تے، تے رات نوں سون لگیاں میرے کن ایس وچ دی آؤ یک وچ راہندے۔ ہوتاں تے نہیں چاہیدا آپا پر ایس وچ نہ آؤن واک خوف لاجے ای میرے من وچ جا گدرا ہندا۔"

۔۔۔۔۔ میری ایس گل مگروں دیر تک چپ جان جیہی رہی۔ جیہنوں ایس پوری طرحاں من سکدے ہادے۔ اودھ جیویں آکھدے میں تاں، کئی واریں تاں چپ دی بولدی ہے۔

"توں جان سکدی ایں جو بیماری دی اودھنوں پیڑ ہوندی ہووے گی؟"

نبوں۔۔۔۔۔ بے حد۔ "نیر یوں میری زبانی بولی، جیڑی سوئی دے کئے وچ دھاگہ کھیتی جیٹی آئی اودھ اپنی وچ مینوں اوس پیڑ نال پرچی لگی، جیہڑی ماں دے وجود وچ بھکھدی آئی۔" تیرے میرے درگا چنگ بھلا انسان ایہد اندازہ نہیں لاسکدا۔ خاص طور تے گرم راتاں وچ کھلن آلیاں لوداں، جس تے چپ چان وچ۔ رات دے اخیرے، جدوں اڈھاسوتا لنگھ جاندی۔ مینوں تے شاید ماں نوں وی، آلیوں دوالیوں اکھراڑیاں دیاں وچاں آن لگ پمدیاں۔ اوس جیویں میرے تے چکر کیتی ہووے (اجیہی حالت وچ میں اودھے ہو گئے دی وچ پوری طرح تاں نہ سن سکدی، پر میں اودھنوں محسوس کر سکدی آئی جڑتاں اودھ ری ہندی آئی پرداں مینوں کدی آکھیا نہیں مینوں پیڑ پئی ہوندی ہے۔"

بماری دے ایہہ اخیرے دیہاڑ اصل وچ حیاتی بھر دے دکھاں ورداں دا وکیلہ آہا جیہنوں اودھ وکیلے وانگری بھوگناں چا ہوندی آئی اودھے بارے دس کے اودھ اثواب ضابطہ میں نامکس جاون دیوناں چا ہوندی۔ پیڑ بھل لینی پردکشی تاں بہوں ہمتی انسان آئی اودھ۔۔۔۔۔ پر اودھے بارے ایہہ گھاں سانوں بہوں مگروں پنے لگیاں اودوں جدوں اودھ اپنی حیاتی داوی اخیر آہا، ماسی میرے الوں دیکھدیاں ہویاں آکھیا۔

میں کئی آریں دیکھیا جو ماسی گھاں کردے کردے اکھاں اک خاص طریقے نال گھماندی، تے منہ بدل لہندی تے اکھاں گھمان داکم اودھ اپنی جھبہ دے کردی جو ایس گھاں کرن اک دوجے نوں بہت ای گھٹ دیکھ سکدے۔۔۔۔۔ ایہہ دینے کمرے وچ بیٹھے، میرے سنے ماسی، میری زبانی تے اودھتاں ساریاں آسلے جو ماں دے اخیرے دتاں وچ ساڈے نال رہے۔ ساڈے سجاں دیاں ذہناں دیاں پلیٹاں پر اکردتے گئے نیں۔ جیہاں نوں سختیاں تے بھل جان آلیاں کڑیاں توں کڑیاں کھرچتاں دی محال ہے۔ ایہہ انج ای ہے جیویں تسمیں کے جنگ دی تباہی وچوں گئے ہودب۔ بھکھ پنے گی ہودے یاں بہت وڈا ہڑہ آیا ہودے تے سارا کچھ ایناں نواں نواں تے حرا ہودے جو اودھے نشان ہر کھڑے تے ہر جے تے صاف دیکھے جاسکدے ہودن اخیر کی دتاں وچ اودھ اوکھناں دی دکھ دین آلا ای ہودندا آہا۔ حیاتی دی سدھر نال بھریا۔ بھریا یاد کرداں تاں یاد آندا آہا۔ جو اودھتاں اکھاں دا دیکھن ہمیش توں انج دانہیں آہا۔ اک بے پردہ ای آئی اوس پہلے دیکھن وچ تے دیکھن وچ ایہہ بدلا آؤن وچکار سے ای کینا لنگھیا آہا۔ سارے رلا کے داہینے دی نہیں۔ دیکھیا جادے تاں اٹھاٹھ درحیاں دی حیاتی ایہناں داہ میناں دی معیاد ای کیہ ہندی پر سارا کچھ ای بدل گیا آہا۔ ایس بدل گئے آہے۔ میں بدل گیا آہا تے منزہ، میری زبانی جیس ایہہ اٹھار تاں کدے دی نہیں کیتا آہا، پر میں سمجھداں جو اندر ای اندر کوئی تبدیلی آگئی آئی اودھے وچ دی۔" ایہہ تبدیلی تیرے وچ

وی تاں آئی ہے۔ دیکھیا جاوے تاں تسیں دوہیں ای دہرے صدے وچوں لکھے او۔۔۔" ماسی جدوں ایہ گل کیتی تاں منزہ رون لگ پئی۔
 "ایس اپنے ترے پچیاں وی ماسم سوت دیکھی۔" میں بن منزہ بارے پیا گل کروا آہا۔ اوہ ایس سے دوران جس دکھ وچوں لکھی ہے، اوہ سے
 مگروں اپنے ہوس حواس وچ رہتاں وی وڈی ہمت آئی گل ہے۔ ایس دکھ دا اثر پیرے اتے ایہہ ہویا ہے جو لہنوں اک سنے دی باری
 وچوں دوئے سنے وچ وڑ جاوے دی عادت ہو گئی ہے۔ تے خنیاں وچ کجھ بولن تے ہکلا دن دی۔ بن پڑ نہیں خنیاں وچوں خنیاں ول نگھ
 جاوے جھوں ہے یا پھیر ہکلاوئی وچوں اوہ خندروں جاگن مگروں پکلی گل ای ایہہ کردی ہے۔ "خنیاں دیکھیاں تاں میں بڑا چکدا ہویا ہے
 پر جاگن مگروں اوہدی کوئی اک گل وی یا نہیں۔۔۔!" پر چنگی گل ایہہ جو ایس سارے دے ہوندا یاں وی ایہدی دانائی تے معاملہ فہمی دیاں
 صفات وچ گھٹا نہیں گیا۔ کئی معاملیاں وچ اوہ میٹھوں ڈیر باغ، حساس تے مسلیاں نوں مل کرن وچ ڈیر جیج نال ورتدی ہے۔
 "میں بھدی آں جولائی دیاں عس بھریاں دا میں ماں دی بڑا وچ کی و جہاں بنیاں تسیں سوچ نہیں سکدے جیکر ایسی بیماری
 دہرتے جنوری دے دن وچ وڑھ جاندی تاں۔ اخیر لے چھ مہینے تاں میں اوہ سے ہر سادہ نال ری۔ میں جاندی آں۔" منزہ دی گل
 کھدیاں ای ماسی آکھن لگی، ماسی دی گل دا

انداز ایہو جیاں آجیویں اوہ اپنے آپ گل کردی ہووے۔ انج جیویں ساڈے دوہاں دا ہووے اوہ سے آسٹے بے معنی ہوندا جا
 رہیا آہا۔

"اک ویلا آندا ہے جدوں انسان بھدا ہے جو دجیاں دے آسے بنیاں جیو یا نہیں جاوے گا۔۔۔" تیری ماں ایہہ نہیں
 قبول کیتا۔ اوہ وڈی اتار پرست زبانی آئی، تے اوہدی اتار اک تھانہ آئی ایہہ آہا۔
 ماسی دی کیتی ہوئی ایس گل دے اگے تاں کجھ بولیا ای نہیں جاسکدا، آہا میں، جاندا ساں جیہی طور تے اوہدی ایس گل وچ پوری
 سچائی آئی! مڑدی۔۔۔"

میں اٹھیا تے اٹج کے دیکرے وچ پئی جھٹکا جیہی منھی تے لہاں پے گیا۔ بن تاں ایہی کئی راتاں توں میری عادت جیہی ہو گئی
 آئی جو منزہ مینوں سون توں پہلاں داوے کس دا آکھدی۔ پر ماں دی موت میرے اندرون جین دی سدھردی جیہی میں ہت بھڑی آئی۔
 میں کجھ انجھہ کم کرن توں جی بھڑا ہوں جو میری روز وادہ جاتی دے کم ہاں اوہ اگلی شے خندہ ہائی جیہی توں میری جان، میں جیہی۔ اوس
 رات وی کجھ انج ای ہویا میں منھی تے چندے ساراں سوں گیا تے سنے دیکھن لگ گیا۔ سنے وچ میری حالت کجھ انج دی اس جیویں میں
 جاگدا ای ہوں اوہ کجھ سنے انجھہ جیہی سے جاگدے ہونداں جو اوہ سنے لگدے ای نہیں جین۔ جیویں آکے میری سر ہاندی ال بہہ جاندی ہے۔
 ہوئی جیہی کسور کردی ہوئی اک داریں مڑ کے مینوں داوے کس دا آکھدی ہے تے مڑ جیویں جب گئی ہووے۔ جیہی وچ آکھدی ہے۔
 لے تو دی سن انج راتیں آون والا سناں جیہو امینوں پوری طرحاں چیتے ہے۔ تے یاد رکھو کہ وچ نہ بیا کر برا لے بچم میرے سناں وچ
 آون لگ پئے نیں۔۔۔ اوہ آکھدی ہے۔ میں دیکھدی ہاں جو اوہ دھپ تے پر چھائیاں وچکار کھڑے رہے ہونداں جدوں اوہ دھپ وچ
 ہونداں تاں لہماں ای پر چھائیاں وچ جانداں۔ اوہ مینوں آکھداں: گھر وچاں ایس تارے لہمن ٹرے آہے پر اوہ وچ جنگل تے دشت
 بیابان آنداں جیہاں وچ رات پئے جاندی ہے۔ تاں ایہاں جنگلاں، بیابان وچ گواچ جانداں ہاں۔۔۔ میں سمجھدی ہاں۔ ایہہ دھپ
 تے امید ہے وچوں لکھدیاں پر چھائیاں؟ "ایہہ تاں کجھ وی نیں ایہہ دھپ تے پر چھائیاں تاں تیرا ویم نہیں ماں" مینوں احمد وسدا ہے "اوہ
 اپنے سمجھتوں پٹھی دے پتر دا ناؤں لکھدی ہے۔ پر عجیب گل تاں ایہہ ہوندا ہے۔ اے میرے درد مند میرا اوہ کھڑے دے ہوئے میرے
 نال گلاں کر دے تے مڑا کجھ پچیاں آلا ہاں سلسلہ سے اوہ جانداں جیویں پکیر دایہ کجھ جیہاں صفات ہے توں امید دی تعبیر دس سکدا ایں
 ہاں پھیر کسے کھالے سنے دیاں تعبیراں دن آئی کتاب اتے اکھس نوٹ کے شہادت آئی انگلی دھر کے کھینچے؟"

میرے اوہ سے اوہ جاگدے دیاں اکھاں کھل جاندیاں نیں۔ میں دسدہاں اوہ حالے ماسی نال بیٹھی اے تے سناں

جودو ہیں ماں لوں کھتی جون والی اوس تیاری بارے گھاں پنیاں کر دیاں نیں جو اوہ ایران زیارتاں تے جاون توں پہلاں کر دی رسی، میں سوچداں: ”کیہاں ہک ہو زارت آسے نوں چنڈے پے گئی؟“ کئے لاتوں اوہ دے نال سوندیاں، اپنی بھنویں تے دھگی نوں تاں میں ایہی دسیا ہو یا ہے۔ اماں جن تے ٹر گئی اے جتے اوہ تھانوں سوندیاں، کھنڈیاں تے پڑھدیاں دیکھدی راہندی اے۔ جدوں تسمیں وڈیریاں ہو جادو کھیاں تے اوہ مڑ آوے گی، ایہ سن کے میری بھنویں آکھیا آہلا جن تے میرا تکی اے، میں جیہدہر جہدہر جادوئی آں، اوہ دی میرے نال نال یا جادو اے۔ میں جن نوں آکھساں، اماں نوں ہک واریں ملن آسے ساڈے ال گھل دے میں اوہندے توں بڑا اودری ہوئی آں تے تسمیں جیہڑے ہر ایلے مینوں ستاوندے راہندے او، اوہنوں دساں گی، مڑ تسمیں دیکھتاں!“

بھورا بھورا خاب

(نویں ناول دا ہک باب)

اوکرڑی دی اکھ اچ پٹھا۔ اوں نامراد کوڑے کوں تریڑھیاں پایاؤ بیہا پیا۔ جیڑھاؤ لاؤلا اوندی اکھ تے حملہ کرن دی کوشش وچ ہا۔ آہاں اوں جیڑھا اکی پیا جو اوں کوڑے کوں اپنی اکھ دی ٹکار تال بھالالتے کیری کرڈیوے۔ اچاچیت اوندی دیکھ فرس تے لڑی کوہلی تے پئی۔ کوہلی اپنی ہمیش نور پیتوں کجھ کھکی لڑی پئی پئی اوکوں بھوہا جو کوڑا اوندان نہ کھس گئے جیڑھا اوڈن آ لے سیالے کیچے سامن چا ہندی پئی۔

اوندی دیکھ کوڑے تے کوہلی تے پئی!

اوں جھری جھری تے کوڑہ کرڈے دا رنگ رنگ ڈاگدا۔ پر ہک رنگ آجھا ہنیکوں کوڑاوی سچان سکدا ہا۔ اتے اورنگ کوڑے دی دیکھ پٹھا پٹھا۔

کوہلی کو کھس کھس دھر وکڑی لینے۔ بڈ کجھ تے کوڑے دی اپنی جھکس کھیاں کرڈتیاں۔

چھت دیاں کڑیاں وچ لے ڈا نور دی نظر انہاں بڈ نہیں تے پئی پر اوہیں کالجھ کوں نہ چاندی پئی جو کئی کرڑی دی اکھ اچ پٹھا اوکوں وی بڈ اپنے گھور بند اپنے۔

او جیڑھا پئی ہمہ تے کرڑی دی اکھ اچ ٹک تے پٹھا اوکوں اوندی چکانی کس پئی۔

”ہئی اڈھ میڈا ہوے“

ہن وڈارا اوندے اتھ ہا۔

کرڑی ایس سارے منظر توں بے خبر اپنی جس اچ پئی۔

ایس جس اچ کرڑی اپنی جی اکھ کوں پھیریا۔

اوکوں ہر پاسوں ساداباغ نظر یا جتھ اوندے ڈیرن ڈیرن سارے لایہ کجھ دھجا چھوڑ یا ہنیکوں اوندے پرکھاں سانجھ رکھیا ہا۔

کجھ اکھ پھیر کس تاں زت ای زت پئی۔

اوہی اکھ توں نکل تے زت دی سڑک تے اوں وڈے کجھ کوں بولن تریا جیڑھا اوندے پرکھیں دی منڈی سانجھ نہ سکیا ہا۔

کرڑی دے پچھ زت تال چڑے پئے ہن اوں اکوں ٹرن دی کوشش کیتی۔ تے ڈھاہ کر کے کوہلی تے دھج ڈھکی۔

ہن سارے شہر دے ڈنگلی جھرتے چام جھپے، کوہلی دی لاش تے نکائی کجھ قرار داد پاس کرتے اپنے آپ کوں اچ چاہ

ٹھاؤن دی کوشش اچ ہن۔

اوں ہک ہلاکھ بھری تے کوڑے دے سرتے بہر تھیا لکھن تاں کوڑا ایہہ بھدار یہا جو اوندے سرتے تاج آن پئے اتے او

تخت تے دھج پٹھے پر جیڑھاں تاج توں کوڑہ کرڈے اوں رنگ دی جھال پئی جیڑھا اوندی دیکھ اچ اچے کجھ توں کھڑا ہا۔

اوہے خبر ہا جو کوڑا اوندی سچان توں واقف اے۔ کوڑا بھانہ ہا، بادشاہ دے بچوں۔

اچا چیت ٹر دے کوڑے کوں ایویں لکھیا جو صد ہی توں اوہدے سرتے پیا غلامی دا تاج ہمیشہ اوہدی آدر گھلید آندے
 ذل خیال آویں ایہہ بے آدری اصل اچ آدر دی نشانی ہے کیوں جو آدر دا دلوں اوکوں صد ہی پہلوں اوں اندھارے وچوں کڈھ کے گمن آیا
 ہا..... جتھ ہنس سو جھلا اسی سو جھلا ہوندا ہئی۔

ہن پتہ نہیں کیوں لگدا ہنس، جو آدر تاں کہیں ہے دی اے۔ او تاں چھڑا در توں وچ آئے اوکوں عزت دے خول اچ تھکی
 رو بوٹ نے قید کھتا ہا اوہدی کجی تاں تاج آئے کول اے۔

ایہ گمان دی کج اچ وٹج مکیا۔
 تاج دیاں آکھوں آلی ڈھک ساریاں جنکھیں نکل آیاں جیڑیاں کوڑے کوں کھٹن پئے مکیاں۔ کوڑے جنکھیں وچوں
 نکلن دیاں کوششاں کیتیاں..... آپنے آرے سنویں کھکھے ڈنڈیں نال چنک پاؤن پئے کیا..... ہک جنکھ کوں پیندا تاں ڈو جھی آن
 ولیدھی..... ڈو جھی توں جند چھڑویندا تاں تر بجھی..... تر بجھی دا زور گھدا تاں چوگی..... چوگی کوں چک مریندا تاں نویں سریوں پیاں
 جنکھیں جم پوندیاں۔ ڈانورا یہ تماشا ڈیہدا پیا ہا..... اوکوں پتہ ہا جو ادوں کیا کرنے؟

تاج توں چھٹکارے دی کوشش اچ کوڑے کوں ایویں لگدا ہا جو ادو بھورا بھورا تھی تے کھنڈ ویسی۔
 ہک واری تاں او حوصلہ ہار چھٹا..... ذل اوہدی اکھیں اکبوں او صدیاں پرلے اتاٹے پھرن پئے گئے۔ جیڑھے آکھوں
 سنویں جنکھیں آلیاں نکل گھدے ہن اتے اوکوں آپنے پڑکھیں دا اتاٹاٹا کھدا ہا۔

اوکوں پک ہا جو ہن فنا توں اوکوں کوئی نہیں بچا سکدا۔
 کوڑے دے من توں آون آئے الانے اوکوں ہلاڈ تا ہا..... اُلا وچوں اُلا نکھدا پیا ہا..... جے فنا ای قصوئے تاں آچا بان تاں
 پورا ماروں متاں کجھ بن ونجے۔

اوں منت بھری اکھیں نال ڈانور کوں ڈھا جینویں آہدا پیا ہووے..... جے توں وی تماشا ڈیہدا رہیوں تاں دل جیڑا تماشا دی
 ایویں ہنسی۔

کوڑے ہمت پدھ کے بھوکیں کو چھیا..... ایویں لگیس تو بھوکیں آہنی ساری طاقت اوہدی وجود اچ بھر ڈتی ہووے..... اوں
 وجود کوں ہلاڈ یون آلی انگریز بھٹی تے بدستی نال تاج لٹا دیا..... تلے شیا..... تے اوہدے اُتے ٹرن پئے کیا۔ ہر پاسوں کیری کھنڈ گئی۔
 ہن کوڑا آزاد ہا۔

ادھیاتی اچ پہلی وار کھلیا..... دلوں کھلیا۔ ڈانورا کوں کھلدا ڈکھ تے کمرے وچ چالا ان ڈتا..... چالے اندر سب ملج گیا۔

موتیا

نورجیٹاں دلا سا
سرگ اپنی ہونڈی گسٹی سی
مونہ چٹا خرہ ہٹی گیا سا
گلو بانگس دی بس کری رئے سے

چو یاں ناں نکا نکا رولاوی مضامنی گیا سا

رہتاں نیم فرشتے زنویں اپر روزی تقسیم کری ہوئی اللہ نی بارگاہ وچ بھٹی رئے سے۔ نمازی نماز پڑھی سستی نیم باہر قاضی صاحب نی اڈے وچ مونہاں اپر ماسک چاڑھے کدوئے سوس دور دور کھلتے اس بھیکڑی دواہ نے بارے گھاں کرنے پئے سے۔
"ایہہ دلاوی اسٹاں ساہجے مسیتیاں، خانگاہاں، امام بارگاہاں تے درباراں سوس بھٹی کے دینے جیاں ہر جاء بند ہوئی گئی۔ خورے قیامت اسٹاں آئی اے یا دلاوی آخر آ، بیکل بندیاں نے دل کدوئے سوس زور ہوئے خود وجودی کدوئے سوس دور ہونڈیں شروع ہوئی گئے۔ کدوئے وچ رہنڈیں آئے تھیں پترتے ماہ بیکو کدوئے گئے۔ لوکاں نی تے گل ای ناہہ کرو ناہہ کے نے اچھن ناہہ بھن ناہہ بیکل ناہہ ملاپ۔ بے بندہ کی اولادی کی دی بیکار ناہہ دی سکے تے فرسو پئے آئی گل تھی اے کہہ تھیں۔ ایہہ قیامت تھیں تے ہو کہہ آ۔ کدوئے دلا ساہجے کدوئے کول گئے ناں دلا تھیں سالہنڈاں، گلے تے تھورے بٹے رہنڈیں سے کوئی مری چھپے تے پورا بزار کہہ کدوئے بند تھیں سی ہونڈیں۔ خور کدوئے بزار کہہ پورا جہان بند ہوئی گیا۔ جس کدوئے جیل تھیں سی گلی یا کدوئے نظر بند تھیں ساہو یا، اج اوہ دی نظر بند آ، تے آپڑیں نظر بندی اپر احتجاج دی تھیں کرناں بلکہ چپ ہلوی گیا لی تے ڈاڈنگی پپ۔"

گھاں ختم کری سارے امام صاحب نی ڈکے وچ لٹی پئے بے اوہ نکلن تے کوئی صلاح بکی کر بے تھیں تے خود جیاں سارے بندے ماوریاں نیاں دعا بھن آ پڑیں آ پڑیں کماں اپر بھٹی رہنڈیں سے، بھلو پترو! اللہ نیک سب کرے۔ اچے سٹی تے بھاری دوا سستی نی بھٹی گلی وچوں آئی۔ ساریاں سستی آ لے پاسیوں نظراں ہٹائی گلی درختیاں۔ امام صاحب دی باہر نکل آئے سے۔ حاکم امام صاحب در مونہہ کری آخویر پئے سے۔

"قاضی جی! الحمد للہ، میں تجھ دی پڑھی تے نماز دی پڑھی رہیاواں، سچ پڑھن لگا ساں تے نماز یاں نی دوا آئی، باہر نکل آیاں واں، اللہ قبول کرنے آلا آ۔"

ٹساں نیک بندے او تے نا لے بھدار دی، چار دیہاڑے مسیت بند تھی رٹی تے کوئی پھاڑ تھیں نہنولٹا۔ میں ٹساں کی بھدار بلائی ساری گل بھکاری سی، بے سرکار تے نا لے پوری دنیا بھٹی پئی، بھدار سبج، بھدار سبج۔ بھارڈا خیال آٹساں اج کل خبراں شبراں کوئی تھیں نہنولٹے۔؟ ملک حاکم آپڑیں ساہجے نا لے نے ذمہ اچ گل کھتی۔"

"حاکم جی! میں ٹساں فی ساری گلے کی سمجھی کیا آں۔ پر کہہ خیال اسے ہے اللہ نہیں کھمرے کی تالاماری سیے۔" حاکم قاضی اور اس نے لہجے کی تھی تھوڑا نرم جیانی گیتے آختر لگا،

"نہیں نہیں محارز! ایہہ مطلب نہیں۔ ٹساں ایویں گلے کی دووئے پاسے کھنٹی گئے او۔ سارا گراں ٹساں نیاں خدمات کی جائز ناں دو بھائی سو سال سوں ٹساں ناں خاندان مسیت خانے فی خدمت اپر نسل در نسل چلا آستان، اساناں ناں جینواں مرناں موت مرگ شادی بیاہ تے حق نکاحے تک ٹساں نے سپرد آ۔ ٹس وارث اوتے اللہ وارث آ، پر ایہہ تے پتہ اسے ناں ہے جیہڑا اللہ ناں سب سوں بڑا کھمر سا۔ اوہ بندہ ہوئی گیا، حج عمرہ ختم ہوئی گیا، طواف رکی گیا، آخر اس فی کوئی وجہ تے ہوئی ناں؟ تے ایہہ وجہ ٹساں کی وی چٹنی طر تے پتہ یے۔ میں تانبہ چاہنڑاں ہے کل اساناں فی مستی نہیں ہوئے اگے ٹس کھلتی وے۔" حاکم خان بھی مجھے کی تھوڑا بیٹھ چار حنیاں ساریاں بندیاں درنگی گل کھیتی۔ بندے وی ملنے فی اکھی وچ اکھ باقی تھوڑے لٹے سے، جیہڑی اج راجاگی فی گل سی۔

"حاکم جی! اساناں دعا کرنے آں ہے ٹساں فی حکومت تے سرداری دوئے قائم رہنڑا۔ ایہہ سارے بندے محارزی ڈپکے وچ کھلتے وے۔ اج جیسے سوں بعد مستی نیاں ساریاں دریاں کی چائی سارے فرشتے کی جراثیم کش دوا کی نے مفلول تال تھوڑا یا کیسی۔ جہناں فی ڈیوئی لائی گئی سی اوہ سارے بندے وی بولی پنے۔ باہرے تے اندرے دواں کھاناں کی سنی تاز کھتا کیسی، جیسے برصے وچ وبہ نمازی کھٹیس سے اُتے جیہڑا نمازی کھلائے کیسن۔ سارے بندے کھروں وضو کری ماسک لائی، مستی ایسن۔ ہے کج حکومت آخوین، ان شاء اللہ اس اپر نسل ہوئی حکومت ناں وی ایسے دل آ ہے لاک ڈاؤن ایسا وے ہے نظام وی چلتا رہے تے جاتاں وی بچیاں رہنڑا۔ رکی گل ٹس فی اوہ نہیں اچھن لئی، ایہہ میں ٹساں کی گارنٹی دینڑاں آں" قاضی اور اس داڑھی اپر ہکھلا ہکھلا ہتھ پھیر نیاں جواب دتا۔

"محارز! مطلب آ، ایہہ تانبہ وے ہے پورا گراں سیل ہو یا وے، زمین دار بندے آں، کنڑکاں آلے مار نیاں پیاں، بدل بخرے جان نہیں چھوڑنے پنے، اپروں کروٹا فی ہک نوین معصیت بور تانبہ پئی گھپے۔ رار پار گراں در نظر ماری کھنڈ کہہ حال آ، اللہ معاف کرے۔"

حاکم خان اس واری کبھی مجھے کی تاہ دتا۔ باوا بخشو فزریں فزریں ڈنگر کھولی کولوں لٹتا، بندہ حارزاں سا پر ماسک لائی کستاں پیسا، اوکزی کے سلام کھتا س، پر ایہہ پتہ نہیں دواں وچوں کس کی؟ بحر حال حاکم خان خش ہوئی گیا۔ انیس ریز می اچ پاہ بای سنن خلیا سا، اس وی سلام کھتا پر حاکم ٹٹکے فی وجہ تال مونہہ پرے کری چھوڑ یا۔ اچے مانوین یونس ہنی ناں بوبا آنزنی کھولیا۔ لوکے لوکے دو جاتک پہل ای ہنی نے بو ہے اگے کھلتے وے سے۔ ہنی تال ای گرا میں ناں بڑا کھوہ سا، کج زانیاں اسنیاں تھی سارے اگے پچھے ہونز لٹی پئے۔ حاکم خان ہنی درگزی پیا۔

"اچھا اچھو ملک جی! مانواں یونس ملک درتے کج زانیاں درگزی بولیا۔ اج قاضی اور اس تال بڑی گفت گو ہونزی پئی سی، خیر تے قصی سی ناں؟"

"چھوڑا قاضی کی۔۔ اُستاں تے ہر ویلے دماغ خراب ای بھار ہنڑاں۔
توں سنا کوئی گرامیں فی نوین تازی۔" ملک اور اس اسے فٹکی تال گل کیتی۔ گرامیں نیاں ساریاں گھاں تے خبراں عطران فی اخبار مانوین یونس فی ہنی اپری چھپریں سی ہر خبر اتھوں ہوئی کے ٹٹکی سی، گرامیں نے ہر یکے سٹے، جوان تے بندھے جزوین زانیاں نہیں بہیمیت وی مانوین نہیں ہی کھاتیاں تال ای لٹے ہونزیں سے، جہناں کی مانواں زیراں زبراں مسیت پڑھی کے سناڑاں سا۔
"ہر بندہ آ پڑیں آ پڑیں اندر دڑیاوا۔ کوئی ہنی اپرا جیسے مجھے تے پتہ لٹے، ساریاں لوکاں دووہیں نیاں سودا اکھنڈ اندر باہی کدا، خنز تو کنڑکاں کی ہتھ لگاتے کوئی نوراجو لٹے۔" مانواں جاتکاں کی چیزاں دئی قارغ ہو یا تے بولیا۔

"نالے تہاڑے کھاتے وی تے نویں پرانزیں ہون ہاں۔ ملک آئی انھن لکھتے مانواں یوں بولیا خیر اے ہاں؟ کدھرے ہاں پکڑا؟"

"یرامیٹیاں آلے درجٹاں ساں کٹرک تیار اے۔" ملک اُراں بے دلیوں جی گل کیتی فرائی کھلتے۔ "میں سوچیا ساتو کوئی نویں پرانزیں باسیں پر۔۔۔۔۔"

"ملک جی کہہ سناں؟ آج کل کوئی گل سنوئی اے تے ماسی مہراں تے نمبردارنی گلفٹے کولوں سنو۔"

"اوہ پھاپ ٹھکیاں۔"

"ہاں۔"

"اوہ تے ناکی لائی وی جانزیاں تے لای وی۔"

پہلی داری حاکم کسے زانی کی دلوں تسلیم کچا سا۔ تیس تے اوہ بڑے بڑے کھڑوچاں کی آپے سوں اپر تیس سا بھٹاں۔

"پچھ اے آج کل اوہ کہہ گزے پھیاں تہہ حنیاں؟" مانویں فرائے طرے بڑی راز داری نال بوہے دوتھو یاں گل کیتی۔

"کہہ گزے پھیاں تہہ حنیاں؟"

"ایہہ تیس پچھ پر اندر خانے نے گل کوئی ضرور اے۔" ٹساں نے پھاپے سلطان نے کھرا بھل بیوں گیزے مارن دوزیہ پئے۔"

حاکم کسے ڈوڈگی سوچے وی پئی کیا، اس ناں خیال آ پڑیں پھری سو تیار چلا گیا۔ جیہڑی ڈاکٹری پاس کری ہاؤس جاب

کرنی پئی۔ اس ناں داخلہ ہے اس دے اوہ ناظم ناہہ ہونزاں تے ایہہ کم کسے صورت وی تیس سا ہوئی سکراں۔ تے ایہہ سارا کج

اس آ پڑیں جائے مار ہوں کچا سا، جیہڑا اس توں کوئی چار سال بڑا سا تے پر اپنی ناں کم کرناں سا۔

"ہلا ایہہ دو مانویں اس کی سوچے سوں باہر کڈھیا ملک اوراں ناں تھوڑ ترانہ لکھی گیا۔ ایہہ جیہڑا بڑا لپاڑہ آٹساں ناں جس

کی کدے کدے ست اناجیا آٹھویں سے، ایہہ کس باہنزیں اوہ پھاپا سلطان؟"

"جس لے فٹلے کیچے سے ایہہ لپاڑہ شروع ای سوں سلطان کول ای سا پچھ تیس آ پڑیں باہنزاں یا کوئی ہوا ایہہ گل مکی تیس پچھ؟"

"کھاڑا خیال آ ایہہ لپاڑہ نمبردار باہنزاں راہنزاں تے اپروں جیہڑی ہک خاص گل جیہڑی تیس ٹساں نال بانڈ لکھا

آں اوہ ایہہ بے لپاڑہ نمبردار تے آ پڑیں ناں وی لویا دا۔"

مانویں ایہہ گل بلکل گوشے نے انداز وی کیتی سی پر ملک اوراں نے کن جسرے نمبردارے نے ڈگ کنتیاں پھوکی پھوکی

ڈورے کری چھوڑے ہونز۔

"ایہہ کسے ہوئی سکراں؟" ملک سنگ پھاڑی کے بولیا۔

"بس ہوئی گیا آج کل کیہڑا کم تیس ہوئی سکراں۔" نالے سلطان جانزیں تے اس ناں کم۔ سلطان آج تک ٹساں کولوں

کیہڑی صلاح کدی۔ ٹساں اس نی گڑی پچھے کتنی دوز کیتی سی۔ اس دے پورے گرامیں ویج سلطان کول پیرے آ، یا فرتا جاں رنڈی

کول۔ اس ناں تے پتھری ڈاکٹر بنزی ہوئی۔ ملی لکھا۔ آج کل پیسے آ لے کدوں کسے کی بھنے۔ سکے ہونز یا غیر۔"

"مانواں! خیا پیسے وی بڑی طاقت اے پر سیاست ساریاں طاقتاں نی ماہ اے۔ جو کج ایہہ کرنی اوہ پیسہ وی تیس کری

سکراں۔ خنیا گئی جیہڑی اللہ کری۔ ہلا میں ہنوں جٹناں آں چکھ پھلا دیوں لکھی آ یا۔" ملک اور انھنی کھلتے، نالے خٹو ملکے ویج بہنویں

نی تاب وی تیس سی۔ مانواں ساریاں ناں مانواں سا، اس نی گل کسے کی چنگ لے یا مندی ملکے کی وی سرچاں ضرور لکھیاں ہون پر

مانویں ناں اصول سا، اوہ زیر زبر کر یا نزاں تیس سا،

مانواں اس گرامیں سوں ذرے بخرے ای سا، نانہ تے اس نی ذات کسے کی پی سی نانہ قوم قبیلہ۔ قاضی اور اکثر آخوئیں سے جے ایہ پہل پہل مستی نی کندے نال سودا لائی پچتاں ہونزاں سا، بولیں بولیں فراس لوکی جی ہئی باہی کدی، چمڑا چھانڈ سا، نانہ رن نانہ کن۔ تھیا کائیاں سا، ہر کے بڑے نی رگ جانزاں سا۔

بہوں بہلا پورے گرامیں کی کجھی گیا۔ خنڑوی ستریں بہتراں وچ آپر کہہ جال جے ہک چیرہ اگے پچھے ہونزدے۔ ہاں ہک گل ضرور اے جے مستی تے قاضی اوراں نی خدمت پورے گرامیں سوں بدھ کرناں۔ آخوئیں جے نیکی مسیت خانے نی دعائیں دی۔ نالے صھاڑے سوں بعد ایہہ دکان دی مستی نے ناکیں اپراے۔ قاضی اور جانزاں تے دکان جانزیں۔

قاضی اور دی جسرے مانواں کائیاں سا، اسے طرحے اوہ اوہ آپڑیں کے وچ کائیاں سے نماز روزے تے دین داری نے کماں وچ قرآن تے حدیث توں باہر نہیں سے کسیں، نالے دین اپڑنے آئے نذر بندے سے ایہہ چیزاں انہاں کی ورثے وچ لیاں سیان۔ جہاں کی گکھڑاں نی ہک گوتے سو گیاں جیہڑے سوہاڑے سوں اچھی اتھے آباد ہوئے سے انہاں اس خاندان کی آنزی اتھے بسایا سا۔ آخوئیں جدوں سوں ایہہ گرام آباد ہویا، ادھوں سوں قاضیاں ناں خاندان دی نال و نال چلا اسناں، اے واسطے کوئی انہاں کی غیر نہیں ساجھتیں۔ گرامیں نہیں چیر مین تے ناظم دی انہاں نی عزت کرنے سے۔ اس بجلی جی مستی کی انہاں آپڑیں کوشش نال جامع مسجد تک کھڑیا۔

آج دی مستی نے چار چغیری احاطے وچ چٹکی صفائی کرائی، کنڈا تار پھیری مئی، تاکہ کوئی مال ڈنگر لیا کبری اندر نانہ اچھے۔ بڑے گیلے تے اندرے بکے گیلے کی سنی نازر مین لائی گئی۔ فرشوں کی دی فیناں باہی چٹکی طرح تھوڑا گیا۔ مستی وچ جتے ٹپیاں رکھیاں سیان اتھے ای نال کری ماسک دی رکھے گئے، جیہڑے بندے ماسک نہیں لائے کے آئے اوہ اتھوں چائی کے لائی کھنڈ۔ احتیاطا ہک بندہ باہرے گیلے اپڑیوئی دیسی، جتنے نمازی اسن انہاں نیاں ہتھوں کی چنگا پورے ماری۔ پورے ناں سامان دی بہوں سارا رکھیا گیا، جس وچ ڈینول، پیرٹ تے صوفی آلیاں ناں تھوڑا صرف دی۔ بلکہ وضو آلی جائی سا بنڑی رکھیا گیا۔ مستی ناں اسے کی مکمل بند کری سنیا گیا، آپڑیں دھوں جیہڑیاں حفاظتی گھاں ہوئی سکڑیاں سیان اوہ ساریاں کیتیاں کھیاں۔ بلکہ قاضی اوراں مستی وچ حکومت نی طرفوں جیہڑیاں ہدائتاں دتیاں گھیاں سیان، انہاں اپر عمل کرنے بارے بار بار اعلان دی کہتا۔ نال ایہہ دی آخیا جے بکے بچے تے بندھے مستی اچ تراویح نانہ دی پڑھن اچھن ناں دی کوئی برج نہیں، اللہ معاف کرنے آلا آ۔

تا جاں نے جائے ڈاکٹر عدنان دی بہوں کج کہتا۔ ہسپتالے نی طرفوں دی اس کافی سامان آنزی لوکاں کی دتا، نال ای کور و تارے بچاؤنے طریقے دی سمجھائے۔ آکسولیشن کسرے کرنی، قرنطینہ کسرے کرنا، یا جس بندے کی ٹریٹمنٹ کرنی اس واسطے خود کی کسرے محفوظ رکھڑاں، ساریاں سوں بدھ اوہ آپوں دی ہوئے تھئے آئے سے، جدی پٹنچی امیر چلے آئیں سے۔ بہونے دلیاں سوں بلو ایریے اسلام آباد وچ کروڑاں نی جائیداد بنڑی دی سی۔ تا جاں نے کھرے آلا بابر اٹھلی جینس فورس وچ ملازم سا۔ پچھلے سال فوت ہوئے اتھی کافی سارا پیہہ حکومت نی طرفوں دی ملیا۔ انہاں نی ذات بارے دی لوک گھاں کرنے سے، کہیاں جے ایہہ دی باہروں اچھی آباد ہوئے سے، پر اچ کل ذات قبیلہ کنڑو تھوڑاں، آخوئیں رزق راجاتے رت رانزی۔ پورے گرامیں وچ اس دلیے پیہے داروں ساریوں سوں اپرے۔ تے نالے پڑھے لکھے دی۔

ماندری

(نویں ناول داک باب)

ماندری نال میری پہلی ملاقات پرے دی نسل و گدی دا اچھ پاوندی ساوئی دی زت اچھ ہوئی۔ دل نئے تے ٹسیں اس زت نوں برسات یا سون سون وی آکھ سکدے او، پر ساون بھادروں وچ پرے دی داتے ساوئی دی جھڑی دے کتر سو کھکھناں دی گھاں ای کھھ ہور نہیں۔ اُج ایہ زیاں میری آچیاں گھاں نہیں، ساون بھادروں نال ماندری دی گل جھوں اکا دکھ اے۔ اوہندی ہر گل سہ توں فردی اے تے سہ تے جٹکدی اے۔ ماندری دا کہنا اے۔

”ایہہ مینے سہ جاتی دے ملن دے مینے نہیں۔ ککھ کیز ایا راں چتاں دا ٹھنڈیک کلم کلا گز اردا اے۔۔۔ سہ توں ودھ کے کلم کلا کیز اہور کوئی نہیں سا مین۔۔۔ پر بارویں جن آخر زکیز، مادہ کیز اوویں اپنے جوڑی آس اچھ مست ہوندے نہیں تے اک دو جے دی ٹٹک تے پ کے پاگل جھار مار دے شوکر دے نکلدے نہیں تے اخیر اوہنوں جالیدے نہیں۔ کڈنل اچھ کڈنل ہو جان دے نہیں۔ اخیر سا مین اخیر۔“

”ہو۔۔۔ کلا۔۔۔ کارا۔۔۔ کلا۔۔۔ پلاشی۔۔۔ مالا۔۔۔ دیتا۔۔۔ ہو۔“

اوہو کسے انجانی اوہی زبان اچھ جھڑی شیدا کا کوئی زبان ای نہیں اک ڈرونی جھمی ہیک لاؤندا اے تے اپنی گل اگاں نوردا اے۔ ”مینہ وردا اے۔ پانی نہ دھرتی دی اوچھ دیکھ اے نہ بچ۔ سمو کھ سوار اک برابر ہو جاندا اے تے کڈنل اچھ لٹے سم ککھ کیزے باہر نکل آوندے نہیں تے پیلے دی مین پتری، جڑ بوئی، جھلا پتری، ڈھیلا مٹی دے اولسے چھوٹ لیدے نہیں۔۔۔ سہ ای سہ سا مین۔ سہ ای سہ۔“ ماندری کہہ اے۔ تے ماندری سہ پھرن آلا اے۔

ایہہ ہونی اوچھ ماندری لئی ہڈوں ودھیا اے۔ اوہ مینوں دسد اے کج دشمن نوں اک ہی لپا کے اچھ انج کا بو کرے پئی اوہنوں پتا ہی نہ لگے کہ اچھ پیلے اچھ ڈگے ککھ کان چھلے لپا آں یاں ماندری دی چھلی اچھ اچھ گیاں۔ بے ناں سوا دی گل۔ اوہسد اے۔

”لے ہن رہہ جیٹاوس گھولدا۔ تے سا مین ایہہ اچھ سے دی گل جھیا اچھ اے۔ تھاں تھاں تے اک توں ودھ کے اک پیل جیوت عیا اے۔ کروٹن یا ہووے کے سنگ چور، دانسی ہووے کے پدم۔۔۔ ششکارا، جھینپا، چھو، ادھامن ہووے کے روٹا اک تیر مار۔۔۔ اک توں ودھ کے اک سا مین۔۔۔ جانا ماندری چٹکدا اجاتے چھلیاں اپنیاں بھر دا جا۔ دشمن ای دشمن۔“

دشمن اک ہور اکھراے جھیز ماندری سہ لئی وردا اے۔ ککھ، کیز، اویری، تپلا سہ دو جے اکھر نہیں۔ مین سوچتاں شاید ایہناں ساریاں دے اکوای معنے نہیں سگوں ایہہ ماندری دے سہ نال دکھو کہ رشتیاں دے ناں نہیں۔ مینوں یاد آندا اے سہ نوں انسان دا سداوی دشمن تے آکھیا ای گیا اے تے دشمن توں ودھ کے وڈا تے گوڑھا رشتہ ہو کر یہ ہووے گا۔ شید ماندری گل نوں ایسے پدھرتے لینا چاہندا اے۔ تے فیر اوہ مینوں کھ سمجھاندا اے۔

”ٹٹک اچھ پاگل سہ سا مین۔۔۔ بڑا عالم دشمن اے۔ پر نہیں ٹٹک اچھ چھلی پھردی، سہ دی تاگھ کردی سہنی اوہندے توں ودھ کے وڈی دشمن اے۔۔۔ ودھ کے زہری۔۔۔ ڈھیر زہری۔۔۔ ہوخو۔۔۔ سہنی ڈھیر زہری اے“ ہن اوہنے کے نشے

اے پر نکدی ایہ ہر دی تیس اے اندرون مزن توں باز فیرو دی تیس آوندی۔ ہن ایہہ گل بھئی اوکھی نہیں کہ نئے آلیاں اوتے ایہہ دویں حال
 لاس اکو گزری اچ نہیں بیت سکدیاں۔ عوامی صوفی ڈیرے تے لوک اس دوجی حالت دیاں آ پیاں آ پیاں اوکڑاں لے کے آوندے سن
 تے جھپتی ای شانت ہو جانے سن تے اوہاں دی نظر تسلا نال اندر بچے جاکدی سی۔ ماندری نال ملاقات توں کجھ چہ پہلاں میں دوی
 آپنی اجی اوکھ مکان اوتھے گیا ساں تے اوتھے میرے نال اک عجیب گھٹنا گھٹی۔۔۔۔۔ خیر اس قصے دی واری دی شیدا گے چل کے کدھر آ
 جاوے گی، پر اے کرن آلی گل ایہہ دے کہ بھادویں ماندری تے دی ایہہ دویں حال اس اکو گزری بچ نہیں سن آوندیاں پر اوہ بڑی تیزی نال
 پلوں ایک دوجی دی تھاں ملدیاں تے تھڈیاں سن تے ایہہ اک بڑی اوندھت گل سی۔ اوہ ڈبڈی پر اگلی ای گزری جو یں کسی گل تے ترھ
 کے ٹٹ کے باہر پرت آوندی۔ تے فیر شاید ایہاں دواں سرتاں دی اوکھیاں بچ اوہندا اوہ منتر لاپ اُتیاں اُتھ اسی، تے آپنے دکھو کہ
 شوالی پر بھاد نال۔ کدے ڈو گھے نئے دی لور اچ جھوڈا تے کدے کڑل چندے پنڈے دی پوز نال چیکد ا۔

”ہو۔۔۔۔۔ کلا۔۔۔۔۔ کارا۔۔۔۔۔ کھکا۔۔۔۔۔ پلاشی۔۔۔۔۔ مالا۔۔۔۔۔ دیتا۔۔۔۔۔ ہو۔“

ہن اوہ فیر حیرے بچ سی۔

”اج اوہ آے گا سا میں۔“

”کون؟“

”دھمن۔ جھوا ہن آوندانیں۔ بڑا ساں بیت گیا اے پر اوہ نہیں آیا۔ جُسا ٹھہا اے۔ جسا وں سکد اے۔ پر دھمن
 نہیں آوندانیں۔ کنیاں ای سادیاں آئیاں، وریاں، اڈ پڑ گیاں، اوہ نہیں آیا۔۔۔۔۔ پر اج اوہ آوے گا۔ میرے اندر سہنی دی شوکر سنایاں
 سا میں۔ مَن سا میں مَن۔۔۔۔۔ میں کجھ داساں مرکپ گئی اے۔ پر میں اچے بنے آوندی شوکر سنی اے۔ مَن سا میں مَن۔ اج جی دالا بوضرور
 لکے گا۔“

”اوہنے فرش تے پٹھیاں پٹھیاں میرے نیرے ہون دی کوشش کیتی جاں بے میں کج مَن لوہاں تے فیر میرے نیرے تے تراونگن
 دی دا بھردی دکھ کے اُچی اُچی من لگ پیتا تے نال ای اوہندی باہواں تے ڈھڈ تے تھاں تھاں لکے ماس دے گولے برپاے نوں
 پھالاں مارن لگ پئے۔ اوہ گزری اوہندے نیرے پئی پلے جے کدھر دی قبلی اچ کسے شے نے تیزی نال مل جل کیتی تے میں خناں پئی
 میں فیر ڈر گیتے ماندری دے ہاے ہوروی اچے ہو گئے۔“

”اوہر جیو جو کھ دی نہر کولوں دوکھ پننے نہیں، پروائی دا اچ مست سوندے۔ اک سپ تے اک سہنی پرلن دا کوئی جھگر نہیں دکھ
 دکھ جاتی اے دواں دی۔ ماندری نے دویں چٹک لئے۔ ملاقات کرنی اے سا میں؟“ اوہنے اک اک ٹوٹ کے پچھیا تے قبلی ول ہتھ
 ودھایا۔

”نہیں۔“ میں اک ان چٹیا جھپٹا نکار کیتا تے نال ای شرسار ہو یا۔ ایڈی کھڑی گل اے سپ ویکھن اچ کیہ ہرت اے۔ پر ایس
 توں اڈ کجھ ہور سوچاں دھیک ڈھاڈیاں میرے مَن اندر اوگریاں۔ اک تے الیہ پئی ماں تے ماندری کوئی عام سپ آلا، سپاں دا تماشر
 دکھان آلا یاں سپ پھرن آلا“ اے تے ناں ای ایہہ ساں الیہ تھاں عام الیہ۔ میں اک اوٹی تھاں دی اچرن گزریاں دے نورے اچ جا
 بھسیاں پر جو ہور ہیا اے جو بیت رہیا اے اوہندا دوشی دی میں آپ ہاں۔ اوہیو گل جھڑی صوفی سا میں دے حرات توں فُری اوہیو گل جھڑی
 میں پچھے کیتی۔

پتے مٹھے اچ اک اوہ واریں صوفی سا میں دی ڈیرے تے جا کے نہال ہون دا کب کوئی نواں نہیں سی۔ کجھ یونیورسٹی دے
 زمانے دے پرانے سگی تے کجھ سول سروں اکیڈمی دے بیچ میٹ اے دل رلا کے بچاں جھیاں بندیاں دا اک ٹولا بندای جہاں دل
 کے واردات کرن آلیاں داسا نہی سی۔ تے اس سانجھ دا واری توں اڈاک دکھ چس سی۔ جدوں دن دی لومٹی جینی شام دا میرا ہر شے دے

"I love hash. You know it is the least harmful of all the drugs."
ایندے تے کسے نہ کے کوئی گل ضرور کرنی جویں کہ ہشری دے لیکچرار یاسین گوندل نے پرویز دی انگریزی ٹوٹ دگتا۔
”اوہ یہ اوائے اینوں harmful نونوں۔ لن سورا۔ ائے Harmful۔ او غنی نشائی کرنا اے تے فیر نفع کیہ تے نقصان
کیہ۔۔۔ آسو نہ جھاڑیں مریا۔“

”ہاں جی جنگ پلاسی دی فیئر لی جاندے او۔“

تے یاسین تے ظن آلی شے ای نہیں سی ادس آکھناں۔

ایس تے سبوںے خٹھا ہستا تے فیر دا داخلہ، خارجہ دے اکھراں نوں منکھ دے پنڈے تے اُسار کے کوتر سو گندیاں مندیاں تاویلاں مٹائیاں۔ اک شیطانی جے سوادے تے تگ اچ سھبناں لے لے ساہ لینے تے فیر کیہ ہوتا پئی اچھیت کے کوئی دھیک اٹھنچکول گل چا کرنی۔ فیر کے اُس گل نوں چا کے اجہی بھوانی دینی کہ کسے نہ کسے انہاں حالاں اچ دی مپ چٹا۔ لوچی فیر چل سوچل۔ اللہ دے تے بندہ لیے۔ دنیا جہان دے فلسفیاں، مہان گیانیاں دے وچاراں تے ہر کسے دی آہنی ہڈ جتی دے تختاریاں دا اجیا کہڑوس چٹا پئی رہے ناں سائیں دا۔ پروادی گل ہمیش ایہہ ہونی کہ واری دے پورنے ماٹے نوں بھڑک کے پھیر یوں باہر نہ جان دینا، سب کجھ اندراوی رہتا۔ ہر کسے آپنے دل دی گھڑس دی کدھی، دو جے نوں رگڑا دی لاٹا، ککھ۔ ککھ کے ڈنگے ٹیوے دی لانے، اوکھیاں سیانپاں دیاں سٹاں دی لائیاں پر واری دے لو راج نوجھ کے، آہنی نگیاں وار داتاں دی سانجھ اچ۔ تے فیر اچھے پورا چ پریز ندیم اکھتاں۔

"You know, thats what I love about hash. It is pure peace."

گوندل آچنیاں رتیاں اکھاں اوہندے دل پھیرنیاں تے آکھتاں۔ ”عجے بڑی گل اے تیری۔ آرا نہ کول آتیری منجی لوں۔“
عجے کول نہ آوانا تے گوندل او سے سارے پھمکتاں ”ہو رستافر ویاہد کوئی سبب بنایا اے کہ نہیں؟“

"I don't know" یا رکیں آخر settle down تے ہوتا ہی ناں۔ آخر تے سب نیں settle down ہوتا ہے یہ صورت حال زیادہ دیر تے جاری نہیں رہ سکدی۔ "بیچے دستا تے، ڈی ایم جی دے فیصل رفیق، ایجوکیشن دے مہار عالی تے میرے یونیورسٹی دے یار رفاقت علی جہا انکھ چر پہلاں ای ریڈیو پرڈیو بس بھرتی ہو یا سی، ستاں نے ایڈے گوڑھے سانجھ اچ سرہلانے کہ جو سی اصل مہان چھائی دی گل تے کسے بن بھائی ہوئے۔ settle down۔

ایسے اچے طلبہ کھڑے تھے ذمہ داریاں تھیں دیوانہ تھے ہال ای مزار وادیہ و سارا جمال دی دھمک ہال کسٹن لگ چیتا۔ اس اس دوی اپنی لٹویں تھاں جھڈ کے ذرا گیرے ہو کے بہہ جانا پر لوکا کی توں کچھ دور بیٹا ای رہتا۔ ایہہ دھڑکا کے نوں دودھ تے کے نوں گھٹ لگا ای رہندا سی پئی کوئی سانوں اتھے دیکھ کے پچھان نہ لووے۔ فیروز مال اچے رُجھے کے بندے نوں یا سوانی نوں حال پ کے جانتے او بنے حال کھینڈن لگ چیتا، بے عزت، اچنٹ، من دی کسی اندر لی مست تراٹ دے سامنے بے دس اوہاں دے خیاں بے لب جانتے انگ انگ نے اپنی

Scanned by CamScanner

"ہونا کیسے، تیری بھر جائی۔۔۔ مطلب ہوں آلی بھر جائی دانوں آیا۔" آپ وہاں ایسی جگہ پر کیا کرتے پھر رہے تھے۔ "سو! میں خیر کہانی پائی۔ ایہ کم تے فیر سانوں آوندے نہیں ناں۔" اونہنے اکھ مار کے کہیا۔
ایسے دیسے۔۔۔ گوندل جی۔"

"میں دیسا پئی ایہ اصل اج سانوں مستقبل دے ہور وکریس نوں لوکل کلچر دا ذرا نیڑے ہو کے مشاہدہ کران لئی ایس طرحاں دیاں جگہاں دے visit وی کراے جاندے نیں۔ ہور وکریس لئی cultural exposure بہت ضروری اے۔۔۔ کھپے تے سوا ضروری اے۔۔۔ خیر تے میں دیسا بی بی نوں۔۔۔۔۔ ایس پورے نوٹس لینے آں تے بعد اج بڑی زبردست ڈسکشن ہوندی اے۔ اگلے ہفتے بہن اندرون شہر دیاں جگہاں سٹڈی کرنیاں نیں۔"

میں بڑا ہسیا۔ "بڑی شے ایس توں گوندلا۔ فیر۔۔۔ من گنی ہونی اے وچاری؟"
"بالکل۔۔۔۔۔ لئے دس۔۔۔۔۔ لو جی فیر کجھ دیر ہور ایہو جی اٹھواٹھ مار کے میں پولا جیا آکھیا۔۔۔۔۔ ویسے ایہ دوسو میں تے خیر اوتھے سرکاری سٹڈی نور تے گیا ساں ایہ تہاڑے جاوید صاحب۔۔۔۔۔ جو یہ ناں اے شورے دا۔۔۔۔۔ اوتھے کیہ کر رہے بن؟ میری جوسی کر رہے سن یا آپ چرس بھنگ دے چکر اچ گئے سن؟ سنیا اے بن اوہندی وی کجھ پریت ہوری اے۔"
میرا ہنس کے بڑا حال ہو گیا۔

"اخیر ہو گئی اے۔ پراعتیاط فیر وی بہت ضروری اے گوندل جی۔"
"بلکہ لا ضروری اے۔ بس ایہ دیاہ ہو جائے فیر بھادیں آپ۔ جو یہ صاحب نوں پھڑ کے اتھے لیا ناں پیاسا دی بیان لئی۔"
"ویسے ہے کون ایہ بندہ؟"

"اویار نمبر برادری اج ایہو جیا کوئی نہ کوئی کیریکٹر ہوندا اے۔ بڑی مال مال لے کے دکھ ہو گئی سو۔ دوکاناں دا کرایہ گھریٹھیاں آ جاند اے۔ روٹی ٹکڑھیک ٹھاک چل رہیا اے۔ ہور کرن نوں کم کوئی ہے نہیں۔ بس سچے کھپے کھپیاں لینا، منوہ لیندے پھرتا تے ہر کے دی نوہ اج رہتا۔ پر۔۔۔۔۔ جیوں میرا بہتا کھیرا کیتیوس تے مھنڈ کھائے گا۔"

"نہیں ولا ای جاو گوندل جی۔ avoid ای کرو۔ انجو جے بڑے پھنڈے دی پواد بندے نیں۔"
جواب اج اوہ موڑھے چھنڈ کے چپ ہو گیا تے میں وی جگ دیر سوچیا تے فیر آکھیا۔
"ویسے میرا وی اتھے بن کوئی مینے دو مینے چکر نیں لگتا۔"
"کیوں۔ خیر اے؟" اونہنے حیران جہیا ہو کے پچھیا۔

"خیر ای خیر اے، اوہ میں سوچیا پئی ہور کرن نوں جگ نہیں تے۔۔۔۔۔" میں گل کر دیاں کردیاں بس پیا۔۔۔۔۔ "تیرے جو یہ صاحب طہراں ہر کے دیاں کنسویاں نوں لین دا شغل وی کوئی نہیں کیوں نہ آجی زبان ادب دی جگہ نوں لاواں۔ ایم اے پنجابی ای چا کراں۔ جگہ کے پڑھائی ای ہو جائے گی۔"

"great۔ یار ساندل ایہ کم تے توں اعلا کر رہیا ایں۔" گوندل نے بنا کے وڈی آجج توں آکھیا تے اپنے سل فون تے نیم دیکھیا۔ اوہ کالھو اتج سی تے میں وی بنا کوئی تھمید کرایاں آکھیا۔
"توں نکل فیر۔ احتیاط ضروری اے۔"

"یہ ابھی ایس احتیاط نے۔" گوندل نے پورے اپنے سجاوہ اج کہیا۔ "بس ایہ دیاہ ہو جان دے فیر ایہ مغللاں اج ای چلن گئیاں۔ توں وی تے اچے دو مینے پڑھائی کرنی اے۔ ایم اے پنجابی۔۔۔۔۔ جی؟ کیہ پڑھ رہیا ایں اج گل؟"
نہن اوہ آپ ای گل لگا رہیا سی۔ ایہ وی اوہندے سزاں اتج سی۔ کجھ دیاہازے پہلاں پڑھ دیاں اک شے میری نظرس پئی سی

تے میرے دماغ اچ جا کے چٹوای گئی سی، جیویں کدے کے گون نال ہوندا اے، اوہدھے بول لہجے تھاڈے اندر دے نہیں کہ گھڑی
 بچھوں آپنے آپ اسی وجہ لگ چنڈے نہیں۔ میں پہلاں انہواگا بچھا دیا پئی میں پنجابی بولیاں، اکھان، نپے وغیرہ پڑھ رہا ساں تے ایہہ
 بول نھریں پنے مجھ دے گوریاں دے nursery rhymes دے نہیں پر سنن آ لے نہیں۔
 ”آون دیو۔“ اُپنے تھوڑی جی اوکھیاں نال آکھیا تے میں دل اچ آکھیا، من نہکھ۔

”من۔“

ملی نے ساگ دھریا ہن پا کے
 کانو آئی ورتا دن ہر پا کے
 چو ہے آئے کھاون پگاں لاء کے
 ال چڑھی سانی نل و جا کے
 ہتھی چڑھیا پتل تھن پا کے
 کیڑی نے دتا دھالت اڑا کے

گوندل ڈارے باز تے ہے ای سی۔ اے بول من کے اہناں جہاں تے چلے بہ گیا۔

”اوے ہوئے ہوئے سائل ایہہ تے اخیر اے۔ واہ۔ چو ہے آئے کھاون پگاں لاء کے۔ اخیر اے۔ اخیر اے۔ ہتھی
 پتل۔۔۔ ملی نے ساگ۔۔۔۔“ آگوں اہنوں یاد نہ آیا پر ایترا دلا جوں پایا پئی آل دوالے لوک اپنے سرور بھل کے ساڈے دل دیکھن لگ
 پنے۔ میں اہنوں باہوں پھر کے اُٹھایا تے کنڈ تے تھاڑی دیندیاں آکھیا۔
 ”بس نہکھ من۔“

”آ۔۔۔ احتیاط۔۔۔“ اُپنے آپنے سل فون دی بلدی بھدی سکرین نوں دیکھدیاں کہیا تے صوفی بزرگ دے حرار دے
 بچھوڑے دل نس گیا۔

گوندل دی احتیاط پر اوہندے دیاہ توں بعد دی جاری رہی۔ اوہندے ویسے تے اگلے پچھلے سب یار بنی کٹھے ہوئے۔ روٹی
 کھلن اچ کھد دیری جس طرحاں ساڈھے اکثر دیاواں تے ہوندا اے، سب کول ٹیم لکھان لئی گلاں دی کوئی تھوڑی نہیں سی۔ پر مینوں تھوڑی دیر
 بعد انج جا بیا پئی جویں گلاں ساریاں بھوں چوں کے اوہی چوں پنجاب و شاں توں گاں نہیں لکھ رہیاں۔۔۔۔۔ باس، دفتر، گھر بار، بالاں دیاں
 سمیاواں، تھیاں دے آچے سیاپے۔ پردوسھاں، ٹرانسفر اں دے کوتر سوچھل چھدر۔ اوہی گلاں بار بار، مینوں انج لگا پئی چلو نوکری دے
 پنجیا پیاں پاروں تے میں دی کھد آہنیاں ہڈیتیاں داوا اندر اسب نال کر سکد آں پر نٹھ کے کن دے دو جے منڈ حلقے پد مطلب گھر گریستی
 تے میرے کول کرن نوں کوئی گل ہے ای نہیں۔ میں تھوڑا اک کے ایہہ دھر دیکھیا تے گوندل نھریں پیا۔ اوہ ساڈھے دل ای آرہیا سی تے
 دیاہ دے قہری چیں سوٹ اچ داہوا چسب رہیا سی۔ پر مینوں شرارت دی اچھی ہوئی۔ اوہ سب نوں کلا داما کے مل بیٹھاتے میں آکھیا۔

”ویسے یارا ک گل اے۔ دیاواں اچ سب دوہیاں اکو جہیاں گلہ یاں نہیں پر لاڑے ہر کوئی دکھو دکھانو باا۔“

ایہدے تے داواہا ساہیا تے گوندل نے جانی تھوڑی ڈھلی کردیاں آکھیا۔

”ساندل پتر تیری واری آوے گی تے دیکھاں گے۔“

”واری آوے دی تے سکی۔“ سعید بولیا۔

”آخو یار یہ کم ہن توں دی کرای چھڈ۔“ اک ہور وارج آئی۔

”کلے بندے دی کوئی زندگی نہیں ہوندی۔“ ممتاز نے آکھیا جھوں ہر چوتیا چالوگل نوں سمجیر و چار بنا کے درتان دی عادت سی۔

آپنی جگر آپنے تے ای اکلہ یاں دیکھ کے مس کجھ مو جھانا جھیا ہو یا ای ساں کہ گوندل نے پھمیا۔
 ”سنا فیروا ایم اے پنجابی دا کیہ بنایا ای“ تے فیروا کوئی جواب سن توں اگدی ای اکوڑی اوہنے ڈنڈ جی پادتی۔
 ”یار ساندل توں ایناں نوں اونٹائی اے او پنجابی زسری رانم؟“
 ”پنجابی اچ کوئی زسری رانم نہیں ہوندی۔ ہاں رانم کہہ لو۔“ میں آکھیا۔
 ”ہاں اوہو اوہو۔۔۔ بڑا سواد آ یا سی۔ سنو یار سنو۔“
 ”کیہ بن شاعری کرن لگ پیا اے ساندل؟ ہوں۔۔۔ ایہہ ہوندا اے۔ اکلا پے اچ لوک شاعری کرن لگ پیندے نیں۔“ ممتاز
 نے فیروا بڑی ڈوگھی گل کیتی تے حیرانجی کتا ایک لہڑیاں پاڈے نوں۔
 ”اون دیو فیرو۔ سنایار۔ ارشاد۔“ کجھ ہو رو اجاں آیاں۔
 ”یار ایہہ میری شاعری نہیں۔ مینوں کوئی اکلا پا ای نہیں تے شاعری کا ندی کیوں مستاز۔ ایہہ لائناں بن کدھرے پڑھیاں۔“
 ”سنایار۔۔۔ میں فیروا دھر جاتا اے۔ ایڈیشنل سیکرٹری صاحب پتھن آ لے نیں۔“ گوندل نے شادی ہال دے دروازے دل
 دیکھدیاں آکھیا۔ تے میں لائناں سناتاں۔
 بللی نے ساگ دھریا لن پاکے
 کاٹو آئی درتا ون سربا پاکے
 چوہے آئے کھا ون پگاں لاء کے
 ال چڑھی سانی بل و جا کے
 ہاتھی چڑھیا پتل تھن پاکے
 کیڑی نے دتا دھکالت اڑا کے
 مینوں لگا سب نوں ڈھیر سواد آ یا اے سوائے مستاز دے۔ مینوں پرویز ندیم نوں لن ”کاٹو تے تھن دے معنے دے پیے تے
 ترے دترے داری پڑھیاں پٹیاں۔ بڑا گواہ سا پیا۔ تے فیروا نے او آزاری نال آکھیا۔
 ”مینوں تے ایسی خلاف فطرت شاعری دا کوئی مقصد کجھ نہیں آندا۔ آخر ایندا فائدہ کیہ اے۔ ایہہ کس قسم دے جذبات دا اظہار
 اے؟“
 مستاز دی گل ٹن کے اکو داریں سب چپ ہو گئے جو یں کجھ نہ آوندی ہو دے پئی ایہہ ہو کیہ گیا اے۔ میسے کہ روپے، فیروا گوندل نے
 بڑا پیڑہا جیائندہ بنا کے میرے دل دیکھیا تے آکھیا۔
 ”گل کرن سن ساندل۔ چپ کیوں ہو گیا اے۔ ایہہ کس قسم دا اظہار اے۔“
 مستاز توں سوا سب سن لگ پے سگوں پہلاں توں دی ودھیک ٹھاٹھا کر کے۔ آل دوا لے جانجیاں سوچیا ہونا اے، ایہہ جوان
 افسران نوں کیہ ہو یا اے، سودائیاں دا گھوسہ دے نیں پے۔ تے فیروا کیہ ہو یا اک لہڑی ساڈھے ٹولے اچ ٹر پئی۔ رفاقت نے cue چپیا۔
 ”لیکن یار مستاز صاحب دا اعتراض بالکل جائز اے۔ آخر بللی کجھ ساگ پکاسدی اے۔ اچ کدی ہو یا اے۔“
 ”Indeed۔۔۔ اور فیروا کاٹو یعنی گھبری کیسے food catering کر سکی اے۔“ ندیم پرویز نے مایوسی نال سر ہلاندا یاں
 آکھیا۔ میں دیکھ رہیاں مستاز دی کٹ لان اچ سب آ پتا آ پتا سیر پان لئی تیار سن۔
 ”چوہے پگاں کس طرحاں پاسکدے نیں؟ نامکن جی گل اے۔“ فیصل نے کہیا۔
 ”بال اسانی تے چڑھ سکدی اے پرٹل نیں و جا سکدی۔ ہاتھی تھن ای نہیں پاسکدا اپتل تے کیہ چڑھے گا۔ کوئی ہون آلی گل یار

سانول۔ "گوندل نے مینوں تاز دیاں آکھیا۔

"Sure all this is against the laws of nature." ندیم پرویز نے فیصلہ دتا۔

"ساری پار۔ میں تے جو پڑھیا سی سٹا دتا۔" میں سرسٹ کے آکھیا تے ممتاز نوں شک پے گیا، شید میں چنگا ایکٹر نہیں۔

"ٹسی میرا مذاق اڈا رہے او۔ مینوں پتا اے شاعری ایج علامتاں ہوندیاں نہیں۔ پر definition ایہہ دی اے کہ شاعری

جذبات دی آواز ہوندی اے۔ اہتاں بلیاں، گھبریاں، ہاتھیاں، چوٹیاں دے ذریعے کیہوے جذبات دا اکھار ہو رہیا اے۔"

"بالکل۔ سانول بنیادی سوال اے او تھو داو تھو ای اے۔" فیصل نے مینوں یاد دوا دیا۔

"یار مکن ایہہ اے ہو سکد اے میں آپنے الفاظ دا پس لے لوں۔" I am sorry میں سحانی مکن دی پلاں پلاں کر دیاں آکھیا

تے گوندل نے دیکھ لایا۔

"واہس ای نہ لے بلکہ۔۔۔۔۔ او تھو لے۔"

ایہہ تے چپ چپے سب دی ستکی راس دھارنی اکا لہندہ ٹرکی تے فیر ہا سا پے گیا۔ ممتاز نے فیرو میڈان نہ چھڈیا۔

"شاید ایہہ کوئی absurd symbolism اے۔ میں پڑھیا سی۔"

"لن ضرور اے۔" گوندل نے ٹھی جی دا جی آکھیا پر سنیا گیا۔

"Exactly" ندیم پرویز آکھیا تے فیر آہنی آئی تے آگیا۔ "What the fuck do you expect from a

statistician".

ممتاز عالی ایم ایس سی سٹٹ کرن توں بعد سی ایس ایس کیسی۔ پر پرویز دی ایس چھڈ تے کسے نے کوئی پر تانہ دکھائی شید ایس

ڈرتوں پئی گل بہت ذاتی ہو جائے گی۔ ہر کوئی آہنی آہنی تھاں تے چپ دے گھبرا جی آگیا۔ پنجابی رائم دی ال ٹلی گل مکن نیڑے آئی کھلی

سی۔ شید ایہہ لے فیصل نے سین لوٹن لئی داوا اپنی ساری دا جی او ہو لین فیر پڑی۔

چہہ آئے کھا دن پگھلا لاء کے

تے ہال ای اینڈ شیشل سیکرٹری، جوائنٹ سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری، ڈائریکٹر، ڈپٹی ڈائریکٹر تے کجاں دیاں بیجاں دی ڈھانی ایہہ

ساڈے نیڑے آہنگی تے ہال اہتاں دے ساڈی آہنی جی میٹ ٹائیلڈ دورانی۔

سجاں جو نیڑہ افسراں دا جیو مکن تہا نکل گیا ہو دے سب مشینی ہا دیاں طرحاں اٹھ کھڑے، ہر پائے "سر۔سر۔" "How are you

"doing" کیسے ہیں "کیسی ہیں" "Hi Hi" ہون لگ پئی تے میں دیکھیا گوندل داوی اک داریں تے رنگ اڈ گیا۔ اوہ "ملی نے ساگ

دھریا ان پائے" توں لھن آلیاں گھسیر سمسیاں ایج اینڈ اراجہ کیسی کہ مہان پرونیاں دی باہر گیٹ تے ای آورتاہ کرن داوہنوں چیتا ای نہیں

سی رہیا۔ افسراں خیر اوہنوں داوہ تھا پڑ شا پڑ دتی تے لاڑیاں ہل کرن آ لے کئی قول کیجے۔ تے میں اک داریں فیر ٹائیلڈ دورانی نوں

دیکھیا چھڈی وڈیاں بیجاں نوں ہٹو یاں صوفیاں تے بیٹھیاں فیصل، پرویز تے ممتاز ہو دیاں دیاں بیجاں بیجاں کول بٹھان دا آر کر رہی سی۔

"ٹائیلڈ۔" میں آکھیا تے اوہ اوہاں دیاں تے ای رکی، مہی تے آہنی سجاو جب تیز تیز بولن لگ پئی۔

"ہائے۔ ایہہ مینوں بڑا چنگا لگدا اے،" ٹائیلڈ۔" ہو کدی کسے نے مینوں نہیں کہیا "ٹائیلڈ۔"

اوہندے کسے رنگ دیاں کپڑیاں ایج مٹھیاں جہیاں کالیاں دھاریاں پنے مار دیاں کن، آپنے سجاو جب تیز تیز بولدی دے

سوہنے دند نظر آندے کن، کک وٹے پتے چہرے تے اوہندیاں وڈیاں وڈیاں اکھاں بڑے حساب ہال کیجے eye shadow پاروں

ہو رہی اگڑ رہیاں کن۔

"میں کہتا سی ایہہ ہاں دے سرکاری ملازماں نوں وی کچھ نہیں دے۔" میں آکھیا۔

اودھ فیرہی۔ "میں ذرا انہاں مائیاں نوں سیٹ کر آواں۔ اے لوک ہر جگہ وی آئی پی پر دھوکول دی توقع رکھدے نیں۔ ویسے ایہہ گوندل داکم سی۔ میں بھٹے آئی۔" اوس آکھیا تے میں جھستی نال اپنا منہ دو جے پاسے کر لیا تے کے اودھ میری اکو داریں اندروں اٹھدی تے نہ ڈکی جان آلی مسکراہٹ نہ دیکھ لوے۔ میں اودھنوں صوفیاں ول جاندا یاں ویکھیا۔ کپڑیاں رنگاوی اودھنا دودھ پنے کر چھپے لالک رہیا سی۔ شک آلی ہن کوئی گل نہیں رہی سی۔

میں ساں آہنا ساز کیا۔ میں کج ہواں کھلوں ساں پر پتی جہاں دیاں نظر ایں میرے اتے نیں۔ پراس کا نو دی آونی جانی اچھے پدھرتے سی جے میں کسے نال دی ساجھی نیں ساں کر سکدا۔ میں تموز اجیا ہوراک پاسے نوں رلکیتے دیکھیا ہر پاسے لکائی بس روٹی کھلن دی آؤ یک اچ اے۔ میں گھاہر کے اوسے تھاں نوں پرت آیا۔ بھلا میں واپس سب کول جا کے کیوں نیں ساں جاہد۔ میرا آہنا ڈھٹی سکر بڑی دی اتھے ای جینھاں تے گھڑی پچھوں ترجیاں نظر ایں نال میرے دل دیکھدا اسی سوچدا ہوتا اے ایہہ نیکشن آفسراک پاسے کھلوتا کیہ پیا کر دا اے۔ تے میں۔۔۔۔۔ شید میرا خیال سی کا نو مائیاں نوں سیٹ کر کے میرے دل ای آئے گی۔ شید اوہ تھے ای بیٹھی پروں کول دیندی رہوے گی۔ شید اوہ ایس آکے سدھی ادے افسر پرہیا دا ج جاوے گی جندے نال او آئی سی۔ شید میں اوہوں ازادانا جوہند ساں۔ شید میں آپنے آپ نوں ازادانا جاہوند ساں۔ شید میں ایویں کوئی اجی آس لائی کھلا ساں جندامینوں آپ دی کج نہی سی پئی کاہندی؟ اصل گل ایہہ ای سی چنگے بھلے تھیاں بھایاں میں اُس اکا ترہل دی پھاسی اچ جاہیساں جندے اچ بندے نوں کج ثرت نہیں رہندی اوکیہ کر رہیا اے کیہ سوچ رہیا اے۔ سوچاں آندیاں نیں پر آپنے سھما نال، مکہ سے ثرت لیمند یاں چان کر دیاں تے مکہ سے کسے اوہے میر وچ جاہیز مکہ یاں۔ تاہیلہ دورانی میںوں آکھئی سی "میں، منے آئی۔"

[illegible]

میں اک واری کھڑا ہلا کے کانو پھرن دے دی بڑے جتن کیے۔ امرود، نگر دیاں بڑکیاں، ٹگوتے ہوئی سوا دی ہچیاں نوکرے
 حلقے رکھیاں، بچی کمان آدے تے میں رسی کھپاں۔ پر اوہنے پچھائی ول منہ ہادی نہ کرنا، تے میں کئی کئی پہر بیٹھاری نوں دکھد یاں منہ
 سوار دیاں رہتا۔ اوہتاں دتاں جی ای اک دن اے ہو راں میتوں کھجایا۔

میں اواز ار جیسا ہو کے اوہاں دی گل سن لئی۔ پر نرا کھڑا سہانہ لانا تائیں۔ کانو ہزن دی تا گھانج ای ری۔ جہاں دواں پالتواں دی ابا جی نے گل کتھی سی اوہ چھو ملی تے ڈبو تھن۔ چٹکے سن دوویں پر سارے گھر دے سانجھے سن۔ میں چاہو ندا ساں کانو جھوڑی کسکھی میری ہووے۔ پر گندا

”ویر نے توں کیوں میری جان نوں سیاپا پایا اے۔ مگر تینوں تھوڑا اکھاں نوں لکھدا اے جے گواڈھیاں تے جو پے ذمکن اپڑ جانی ایں۔ ڈکینے تینوں ہاڑا کسہہ چیندا اے۔ ہن توں اناج کھاتے مس آپ تینوں کرے ماہجی نوں پڑا دینا اے، تے بیٹے اناج تینوں نہ ستاپاتے میراں وی شکر ہن نہیں۔“

نال ای کتھے بیٹھے ڈونے اٹھیاں دو ان مٹھاں اچ سرٹ کے ساری سمیانوں مہاں اکا کرتا نال نہ یاں ہوناں۔ اوس ناساں سکیو نیاں، اکھاں چھکھیاں تے کن بھڑنیں۔ مطلب پئی ”اچ نہیں جے ہو سکھ۔“ فیرواں نے مٹا لے چول پکانے تے تھالی بھر کے گوانڈھیاں دے بھیجی۔ گل ک مانی۔

پراوس شکر دو پہر بیری قلعے بھرتی بھردی فوجو گواٹیاں داچ چا نہیں سی پھڑلایاں۔ اوہ کوئی ہور شے سی۔ میں نیزے ہو کے دیکھیا تے میرا اُتے واساہ اُتے تے قلعے دا قلعہ رہ گیا۔ اوہ کوئی گاڑا لکا جھیا بال سی، جھیرا کچی گل سی اتوں بیری توں قلعے ڈگ سی۔ ماڑو جھیا، اوہ مو یا جھیا، بکلیاں بکلیاں اکھاں مٹوئا۔ میں جیڑاں بھار بہہ کہ اڈول اوہنوں چا کے ملی تے رکھیا تے اوہندے ہو کھدے بے خے دی کوئل گر مائش تے کئے جھے دل دی پھڑکن میرے اندر لہن لگ پئی۔ بیریوں کہ خورے اسانوں اتھا کا نو داو بال ملی تے دھریا دھریا میں ارج ہوئی ہوئی انصیا جو میں وساہینا ہووے جے جزا آویں نیویں ہوئی تے اوہ فیر قلعے چا پئے گا، نس جائے گا یا اونچ ای غیب ہو جائے گا۔ میوں کا نوٹے اٹھدیاں دیکھ کے فوجوئے بڑیاں بھڑیاں نظر اں نال میوں دیکھا۔ کچی گل سی اوہندی صلاح آویں سکین نوں کھان دی سی۔ میں اُنہوں ہلکیا، ششکار یا

تے پیر چاکے ترایا پی ٹھنڈا کھائیں گی۔ پرواہ ہو روی کو جھیاں آواز ان کڈھن لگ پئی۔ کھاں کھاں آں آوں۔ میں خافت اندر جان دی کھتی۔
تے ڈنڈ پادتی۔ ”کانو۔ کانو۔۔۔ مینوں کانو دابال لبھا۔ مینوں کانو دابال لبھا۔“

سارے جی جاگ پئے۔ کہانی سنی تے اے ہو ری ہس پئے۔

”چلو۔ گدا اے رب نے تیری سن لئی اے۔ پرہن ایسا کریں گا کیہ؟“

ماں جو یں اوہناں دے ایسے سوال دا جواب دین لئی انھی۔ اوہنے پہلاں تے میری تکی تے پئے پئے کانو دے بال نوں بڑیاں
نزل انگلاں تال نوہ نوہ کے دیکھیا تے ہوکا جیسا بھریاں آکھن لگی۔

”ایس شودے نوں تے گدا اے سناں لگیان نیں۔ اینوں دھواچ ہلدی پیادنی پئے گی۔“

اے ہو ری ہو روی ہس۔ ”بھیلے لوکے دھواچ ہلدی بندیاں دیاں سناں دا اُپا ہوندا اے گا لہراں دا نہیں۔ اوہ ناں ہوئے تیری
ڈاکٹری تال انج ای لب جائے۔“

پرہاں نوں آپنی چکی تے پورا دھواچ سی تے مینوں دی۔ جتھے اچ دھواچ ہلدی گھول کے لیاندی گئی تے کانو دے بال دے منہ ج
چوائی گئی۔ اُنہوں ہلدی تال پٹا ہوا آ پٹا نکا جیسا منہ چھنڈیاں دیکھ کے سب ای ہسن لگ پئے۔ فیرواہ پراپا پرواد اوڈا سارا بنجرا لبیا گیا
جندے اچ کدے بھاہ صادق دا طوطا شاداں ہوندا سی۔ اوہ اک دکھ کہانی اے۔ بنجرے دے ورے کھپیاں نوں پورن لئی آل دوالے
سیا ولیا گیا پئی کانو دا بیکو اندرا کی تریا ہوئے۔ کولیاں اچ بیر، امرود تے دانے پائے گئے۔ اک چھنی اچ پانی دی پادتا گیا پئی خورے پانی
دی چنیدا ہوئے۔ کانو دا گھر اُس گیا ہر شے پورم پور، میں بڑا خوش تے اوہناں دی کانو ای چادھریا۔

میں اگلی جماعتیں چڑھیا تے کانو جو یں مینوں دس جماعتیں اگاں دھو گئی۔ میں بال ای رہیا تے اوہ اپنی جاتی دا جوان جہان جنور
بن گئی۔ میں سویرے سویرے اوہندے بنجرے کول بہہ جانا تے دن سونیاں سو غامتاں کولیاں اچ رکھنیاں۔ بڑے دھیان تال ہتھ اندر لٹا
پئی کدھرے کسے تھوچوں باہراں نہ نکل جائے۔ ٹھونے آل دوالے اسی بھونڈیاں ہونا، میں اوہنوں ہٹکنا، مینوں پتہ سی اوہندی نیت اچ
دی خراب اے۔ کانو نے چک چک کر دیاں سب گھجھ کھانا پرواہ جھڑی میری اچھا سی پئی میرے ہتھ تے بہوے گی تے میرے تال کھینڈاں
کرے گی، میں ہر پاسے اوہنوں چائی پھراں گا، اوہندے سر تے ہتھ پھیراں گا لاڈ کران گئے اوہ دی آ پٹا آپ دے گی جو یں ملیاں اوں
توں دھو کٹا مالک نوں دسدا اے۔۔۔۔۔ ایہ سب گھجھ اُکا نہ ہو یا سگوں ایس توں بٹھا ہو یا۔ مینوں دیکھ دیاں ای اوں شدا نیاں طرحاں
بنجرے اچ جھالاں مارن لگ چناتے جیس جیس کر دیاں کھپیاں وچوں منہ باہر کڈن لئی زور لان لگ چناتے۔ میرا دل بڑا خراب ہونا پر بھجھ فیروہ
نہاؤنی پئی کانو چاندی کیہ اے۔ فیراک دن تے اوہنے میرے ہتھ تے دندی

چا کڈھ ماری۔ واہوار تے نکل آئی۔ اے ہو راں دی دہی طبیعت، خافت مینوں تال دے پنڈ سول ڈسپنسری اچ لئے گئے۔ ڈاکٹر
مجید علاقے دا ای سی تے چنگا سیانا ڈاکٹری۔ ساری گل شن کے اوہ ہیا تے آکھن لگا ”ماسٹر صاحب تسمیں بڑے اعلیٰ بندے او۔ تہاڈا
allitue بڑا ساختک اے۔ ہو کوئی ہوندا تے پرواہ ای نہ کردا۔ چنگا کیہا جے۔ کسے دی میڈیکل سچو اشن نوں lightly نہیں لینا چاہی
دا۔ پردیے گل ایہ دے کہ گالا، چوہے، خرگوش تے ایس طرحاں دے گھجھ ہور mamals دے کلن تال rabies نہیں ہوندی۔ خون
نکلیا اے میں anti tetnus لادیناں۔ لیا بلو بازو اوراں کر ٹیمپس ادتاں کر شادش۔“

”لو جی میں نکا ٹھٹکا کے اواز ار جیسا گھروا ہنس آ گیا۔ سیا لے دن سن، رضائی او تے پگی تے سوں گیا۔ شامی اُلھیا تے کانو نوں ان
پانی دین دا ویلا سی پر میرا دل نہ کیہا۔ تے فیراہے ہو ری میرے کول بہہ گئے۔ مینوں پتہ سی پئی ہن گل کوئی خاص کرن گے۔ بھاہ صادق دی
کول بہن لگاتے اوہنوں اکھیں نیں۔“ پترتوں چل شادس، من چھنی دا تھبا باہروں چک لیا ماں تیری نے تندوری تانی اے۔ صادق ماری دیاں
اُنھ تے کیا پر سوچا ہونا اے۔ انجی کھڑی گل اے جھڑی ہوندا اے نال کرن لگا اے تے میرے نال نہیں۔ بھراوان دج انج ہوندا ای

رہندی اے۔ تے فیرا بے ہوراں گل اتھوں ای ٹوری جتھوں اک واریں پہلاں دی کدے ٹوری سانے۔

”پتر ایہہ کاٹھو جھڑا جنوراے ایہہ کدے دی پالت نہیں بندا۔ بھاویں کدے دی جنن کرچے۔ جھڑے توں کر بیٹھا ایں۔ مچے، ملی، گھوڑے دی گل ہور اے۔ ایٹا جنوراں دا جیون مرن بندیاں نال بڑیا اے۔ ایٹاں نال پیار کر دے اکو اودی کرن گئے۔ اونچ۔۔۔۔۔“ اداک ملی زکے تے فیرا مے کے سوچدیاں آکھن لگے۔ ”انج ملی داسیوں کھک ای اے۔ اے دچوں بڑی پھمے کھٹی ہوندی اے۔ پر چلو سجاو جب ایہہ دی لھیک اے۔ کتا و چارے آکا بندے دا غلام ہو جاند اے۔ تے مینوں تے شوہرے تے ترس آؤندا اے پئی دیکھو بندہ کیوں کیوں ایہہ دھر وکڑا اے۔ گھوڑے دا فیدا ای فیدا اے، بندہ آپ ایہہ غلام ہو جاند اے۔ رسی تیری کاٹو، تے ایہہ بندیاں نال کوئی لہندا نہیں۔ ایہہ ایہہ ای اے پئی دوروں دوروں انہوں دیکھو تے خوش ہو۔“

ادو فیر چپ ہوئے تے مینوں بھجائی گئی کہ سوچ رہے نیں اخیر لی گل من کج کراں۔ تے فیرا مے اوہاں نوں ایہہ کھجکل نہ کرن دتی۔
”لھیک اے اباجی۔ اسیں اینوں چھڑ دینے آکھدے آں۔“ مے آکھیا۔

میرے اینے ارام نال تے بھجتی ای ایہہ گل کرن تے اوہ تھوڑے جیران ہوئے پر خوش نہ ہوئے سکوں تھوڑے مسوے جے لگے۔ کھدیر سر ہلانے، ہوں ہوں کر دے دے تے فیرا کوادری رو لاجھیا پا کے میرے موڑے تے تھاڑی دتو نیں۔
”چلو۔ چلو۔ کرنے آں۔ کرنے آں کھ۔“

کاٹھوں کدھن، جھڑن، جھڑے دی قید توں ازاد کرن دی داوا اونچ کھتی گئی۔ سب توں پہلاں تے چھوٹوں سندھو قس آلے کرے دج تاڑیا گیا پئی اوہاں ہوئے، کاٹھو دی نوں جھڑے توں نکلدیاں ای جھپٹ لووے۔ ایہہ پچھے اباجی دا ایہہ گولیوی پئی گئی جی تھیں ایج ساری عمر گزارن پاروں کاٹھو دے مسل پٹھے اے کافی کمزور ہوں گے۔ بھتی نس بچ اوہندے لئی اے اوکھی ہووے گی۔ جھڑے نوں اڈول چا کے بیری دے زکھ دے نالوں لکھ دی کدھ تے رکھیا گیا تے فیرا جھڑوں بھاو صادق نے جھڑے نوں ٹھٹھ کے پھڑیا تے مے جھڑے دا دروازہ کھولیا دھڑے ایج کھلوتی ماں نے آکھیا۔ ”دھیان نال پتر۔“ اباجی دی واڑ آئی۔ ”یوہے دانہ بیری نال جوڑ کے رکھو۔“ کاواں کاں کاں ڈنڈ پائی، ہر کے نوں دن لئی پئی اتھے کھ ہون لگا جے۔ تے کاٹھو باہر آئی۔ پر میرا جھڑا خیال سی پئی باہر آؤندیاں ای بیری نوں نس پنے گی انج نہ ہویا۔ سکوں اک واریں تے باہر آ کے او فیر بچا پرت گئی تے دو چار چک مردو نوں مار پوس۔ ”انہوں آپے ای نفکس دینا۔ پھڑ کے نہ کدھنا۔“ اباجی دی instruction فیر آئی جھڑی لکھیا کاٹھو نے دی عن لئی۔ اوہنے مردو اتھے ای بھڑ کے باہر نوں نہ کھتا تے بیری دے من دل دو چار پکچیس۔ تے زکھ دی کھڑ تے پھڑ پھڑیاں ای جویں اوہندے دج کھلی بھر گئی۔ اباجی دی مسل پٹھے کمزور ہون دی جھڑی غلط ثابت ہو گئی۔ کاٹھو نے سونیاں توں پتلیاں بھٹاں تے انج پھلاں ماریاں کہ بیری دے سکے پتریں دج اوہندے فیر ہون دا پتا ای نہ لگا۔

اوہ دن جاوئے تے انج دا دن آوے مے فیر کدی کاٹھو دانہ سوچیا۔ اوہوں دی نہیں جھڑوں مے اوال، چوہے، ہاتھی، کاٹھو، ملی آلا اکھان پڑیا سی۔ پر گوندل دے دیاہ تے میرے نال اتھ ہو گیا۔ مے فیرا سائے صوفیاں ول دیکھیا، تانیلہ دورانی او تھے نہیں سی۔ کدھر گئی اے۔

”سانول جی تسمیں اے اتھے ای کھڑے او“ مینوں پچھوں واڑ آئی۔ مے مڑ کے دیکھیا۔ کاٹھو سر نہ پائی کھلوتی سی۔ میرے اندر بھانپو نہیا اٹھیا۔ ”ایہہ کیہ ہویا اے؟“ میرے اندر دھڑکے پچھیا۔

کہانی

ناری واد

کچھ ساڑھے اپڑن توں پہلاں ای او تھے موجود لوکاں چوں کسے نے اوس یوز حد والے اک گول گھیرے او اچھڑے پاس۔
 نکس نوں دے لے ہر اطلاع کردتی گئی سی، شاید ایسے پاروں او تھے چار بیچ سپاہی ایہر اوہر موجود لوکاں توں دھرتی تے واہے اوس
 دائرے دی لکیر چین توں مسلسل روک رہے کن۔ کسے نوں وی اوس توں آگے یوزہ نیزے نہیں سی ہون دتا جا رہیا۔ ایس کارن قصبے دے
 لوکاں بیچ کچھ نہ کچھ جڑ توڑ ہونی وی شروع ہو گئی ہوئی سی۔ اوہناں بیچ چوکی تھو اوہراں دی شامل سی، بالائے زمانیاں نوں زور کھلوتے
 دوسپاہی اوہر آؤن توں اکسار دھک رہے کن۔

گرمیاں دوسم آئے، اچھوں انٹس دانتو..... جدوں ویاں آل دول ملا قیاں ج کپڑے تے شوکر ویاں فیکٹریاں اُسرنیاں شروع ہو گئیاں سن او دوں توں ائی رہند کہ ہند کیتاں ویج زکھاں تے بونیاں دی تعداد دہون گھٹ ہوندی جاری سی۔ اس ماحولیاتی بدلاؤ کارن ہر آئے ورے موسم ویج وی شہت رہندی جاری سی۔ فیکٹریاں دے گلے پانی آتے ہوائی آلودگی پاروں نال دے ملا قیاں ج آئے روز فصلاں دی دھوتری وی چوکی سٹار ہو رہی سی۔ آگے جتھے کدی اک اک ایکڑ زمین وچوں پنجابہ سٹھ سن کٹک ہو جاندی ہوندی سی، مَن او تھے ای اوس ویج خاصی گراوٹ و کھن سنن نوں مل رہی سی۔ لوکاں دے بچن لئی آج تے حکوت ذلوں صاف پانی دے پلانٹ کئی تھاویں ٹھیک کم کر رہے سن، پر تاں وی آئے روز جان لیوا بیماریاں ویج دوا دھا ہوندا جا رہیا سی۔ پر ایس وی کسوں کوئی خاص فکر نہیں سی۔

اوس تھاویں پہلاں توں موجود لوک اس دتے نوں دکھدیاں ہواں اپنا اپنا گادھری فلسفہ جماڑ رہے سن۔ خنے مون ۛ واو نیاں
گال:

”تو باتو باتو... رب ویری دشمنوں دی“

”شرکے دھج تے اُج دی حرکت کوئی نہیں کر سکدا۔“

”اور مجھ تے امیدے پتوں بہت یرکدے نیں۔“

”ہاں ہاں! بڑا رعب اے ادھر!..... ہیں کہ نہیں.....“

”بچھلے نہیں ہوئیاں واردا تاں دوج دی.....“

”میچوں تے لگدا اے ایہ کے توہی دا کم اے۔“

”کوئی عورت کے مردوں! بچ کو یہ مار سکتی ہے؟“

”ایہ کسے نویں گروپ دا کارا لگدا اے، ذساں دہاں جی ایہ تہاوا قصا اے۔“

”کے نے تحصیلدار نال پرانا تو یر لیا اے کوئی.....“

دلے سر میڈ یا دی فیم وی اتھے پڑ چکی سی؛ پر ٹکس والے اوہاں نوں کے طرحاں دی کوئی کورتاج کرن توں مسلسل شاک رہے۔ ائس توں پہلاں وی قبے وچ اک دووا قے لچے ہو گزرے کن۔ پراو دوں اچے لوکاں نوں ائس گل راجا چنن نہیں سی ہو پا کہ اچھا کارا بھلا

کون کرسکد اے؟ ایس حادثے بارے لوکاں دے اپنے اپنے وچار سن؛ کوئی آکھ رہیاسی ایس پچھے قصبے وچوں ای کے نئی داہتا اے، کوئی ایس نوں اوس ہتھوڑا گرہپ ورگی کے ڈھانی نال جوڑ رہیاسی، جھڑی گجھ ورھے پہلاں پنجاب وچ اجیسا خوف پھیلان وچ پھل رسی کے اوہتاں دے ڈرتوں لوک اپنے اپنے گھراں چوں باہر نکھن توں وی ترسندے سن۔ اوس ویلے ہرجتہ کھناہنی جان دی حفاظت لئی اپنے اپنے کول کوئی نہ کوئی ہتھیار ضرور رکھن لگ بیاسی۔ اوس خون خوار ہتھوڑا گرہپ پچھے کے سیاسی پارٹی دا ہتھ سنید اسی، اوہ ایویں رے جانے مانتھ لوکاں نوں ہتھوڑے مار مار کے قتل کر دیندے سن۔ جدوں کہ گجھ لوکاں دا خیال سی کہ ایہ کے تریت داکم اے۔ پر ایہ گجھ ای دنیاں وچ ایس جھو وچ واپرن والا تیا دا تعاسی جھڑا بن اُنچ دا اُنچ ای واپریاسی جو ایس توں پہلاں دے دو واقعات۔

جیون دی لاش اوس پُرانے بوزھ نال لٹکی ہوئی سی جہدے دوالے دا رادواہیا ہو یاسی۔ اوس نیڑے جاون دی ہر اک نوں مناسی سی۔ لاش نوں دیکھ کے ایہ صاف سدھ ہو رہیاسی کہ کسے نے اوہنوں مارن توں پہلاں ضرور چوکی اذیت دتی ہوئی اے۔ اوہ دے ہتھان ہیراں دے ناخن اکھڑے ہوئے سن۔ اوہ دے ہتھ تے نکل آتے لاساں دے نشان سن۔ اُنچے اوہ دے ہتھ آتے کے تیز دھار شے دے تک (کت) دی صاف دس رہے سن۔ اوہ دے تیز کوئی وی کپڑا نہیں سی جھڑا اوہ دے ننگ نوں کجھ سکدا۔ اوہ دے ہتھ وچ گوشت دا اک ٹوٹھرا لٹک رہیاسی جد کہ اوہ دیاں نتاں ڈگے ہوئے خون نال لالولال ہوئیاں سن۔ اوہ دے مون پچھ وچوں اوہ دی زبان مازی جیماں ہارنوں لٹک رہی سی جھڑی ساہنسوں گئی ہوئی جاپ رہی سی۔ ہوسکد اے مرن ویلے اوہ چاگھراں مار رہیا ہوئے تے مارن والے نے زبردستی اوہ دی زبان پھڑکے ڈھونڈی ہو دے۔ شاید ایسے پاروں اوہ گجھ حصابے دی اوہ دے دندان قھلے ڈبیا ہو یاسی۔ اُنچے اوہ دے دوویں ہتھ مڑے ہوئے سن۔ پر اوہ دے جھڑے ہتھ وچ گوشت دی ہوئی لٹک رہی سی، اوس توں صاف سدھ ہو رہیاسی کہ کسے نے زبردستی اوہ دے ہتھ وچ اوہ شے دبیزی ہوئی اے۔

اوتھے موجود لوک ایس ہوئی دیاں تنہاں اوہتاں واقعات آتے اخباری خبراں نال جوڑ رہے سن جھڑیاں آئے دن نئی دی مچھلاں تے اخباراں وچ چھپ رہیاں سن۔

”لبور: شاہد رے دی اک شین نامی عورت نے اپنے مالک مکان نوں اوہ دیاں نت دیاں گندیاں حرکتیاں توں باز نہ آون پاروں اوس نوں چھریاں دے وار کر کے جانوں مار دتا۔“

”قصور وچ اک طالب علم لڑکی نے اپنے اُستاد ہتھوں جنسی زیادتی دا نشانہ بندیاں ہو یاں خُند کشی کر لئی۔“

”کراچی وچ عورتاں دی اک سٹھ نے ڈکھ ڈکھ گھراں وچ کم کار کرن والیاں ماڑیاں ڈبڑیاں سوانیاں دے حقاں وچ مرداں دے خلاف ہتھیار چنک لے۔“

ڈن دن ایسے واقعات دی بھر مارا ہر ادھر دھدی جاری سی۔ اُنچ جاپ رہیاسی جیوں جیوں تعلیم دا چانن آل دوالے دھ رہیا اے تیوں تیوں عورتاں دی سوچ آتے زندگی گزارن دے ڈھنگ وچ دی چو کھے بلاؤ دیکھن نوں مل رہے نیں۔ ایس وچ چو کھا ہتھ اوس ولایتی فنڈنگ، این جی اوز آتے ترقی پسند تحریک دے کامیاں دا وی سی جھڑے آئے روز لبور دیاں سڑکاں آتے عورتاں دے حق وچ ’میراجسم‘، میری مرضی دے پلے کارڈز چنک کے مظاہرے کرن لئی نکل پیندے سن۔ ادھنیں دنیں اوہتاں دی باری داد بارے جاگرک سوچ دا وی میڈیا تے چو کھا داویلا سی۔ جدوں کہ ہر آئے دیہاڑا جھڑے آنے تے اخلاقی گراوٹ دا شکار واقعات دیکھن سنن نوں مل رہے سن کہ اوہتاں دا لفظاں وچ ویرا بیان کرنا چو کھا مشکل اے۔ ایس توں جھڑے پاکے کئی گھریلو عورتاں دی اپنے خلاف ہو رہے قلم درودھ اُنھ کھلتیاں سن۔ گجھ لوکاں دا خیال سی کہ سرکار نوں چاہیدا اے کہ اُنچ دیاں خبراں نوں میڈیا توں کوہاں ڈور رکھیا جاوے۔ پر گجھ ایس نوں مرد پردھان سماج خلاف مسلمی سازش قرار دے رہے سن۔

اوتھے کھلتیاں دن دن دیاں گھلاں سُن دیاں ہو یاں، اپنے آسے پاسے ہو رہی بل بل ویکھن ویلے خورے کیوں میرے اندر جیون

نال بھر دی دوا جذبہ پیدا ہو گیا۔ مینوں اوہ دے نال بڑی جانکاری پاروں جیے سے وچوں آپ مہارے کھ گھاں چیتے آدن لگسجیاں۔
جیوں اپنے بھدو سددو جے دیاہ وچوں کی۔

اوس دا باپ اوس مجبورہ تحصیلدار سی تے اوہ کے کل چارویاہ ہوئے سن۔

اوس دی پہلی بیوی وچوں کوئی نیا نہیں سی۔ اوہ کسے دڑے گھری عورت سی جہا اپنے کے کزن نال محاشقا چل رہیا سی۔ اوہ تحصیلدار دے گھر پتھر نہ بک سکے۔ اوہ محمد سے اپنے اوس پرانے عاشق نال کدھرے اچالا کر گئی۔ اوہ بے بارے پچھے خورے بکھڑے ایہ گل مشہور رہی اے کہ اوہ بنا نکاح اپنے اوس عاشق نال خورے کدوں تاہیں سو جاں ٹھہری رہی اے۔ اوہ اک پھر اکل تے بس ٹکھ عورت سی، ہوسنی تے الحزوی۔۔۔۔۔

تھسلیڈار دی دوئی جتنی وچوں دوہچے سن: اک جیون تے دوئی اوس توں وڈی اوہدی بھگن تانیا۔ جیون دے کھن مطابق اوہدی ماں اپنے ویاہ دے پنجویں ورھے طیر پیدا بخار گز جاوَن پاروں مرگئی سی۔ تھسلیڈار کولوں رخصت ہو سکیا اوس اوہدا علاج صحا لیا کروایا، پر اوہنوں کسے شے نال بھورافرق نہ پیا آتے اوڑک بیماری نال تھو محمد پیاں ہو پیاں اوہ اک دن اگلے جہان چلی گئی۔ جیون اوہوں اچے دساں کو مہیہاں داسی تے اوس دی وڈی بھگن ساں تھلاں دسی۔ جیون دا بچ تھسلیڈار کھانا چنیدا بنداسی۔ انج دی جوان جہان اوس اپنے بالاں دی چنگی تربیت تے دوحیا دھرتی لئی، جیون دی سگی ماسی جموی پیلایاں ای کے تھلاں توں طلاق ہوئی سی، اوس نال ویاہ کر لیا۔ انج اوہ دے گھر دا چلھا چھٹا تے بلیا ای۔ ایس دے نال نال اوہ دے بالاں دی چنگی سانجھ سنبھال تے دیکھر کھدا میز اووی چکیا گیا۔ اوس توں کدھرے عکروں جا کے تھسلیڈار نے اک داری فیر بچھلی مرے اک پھمالی کدھروں ٹل لے آئی تے فر اوس نال نکاح کر لیا۔

تحصیلدارانچ دی باہر دا پھیر واتے وگدا ڈھکاسی۔ دیسے وی اوہنوں ایہ مراد مرہون بھلاہ مارن وی عادت سی۔ اوہ کوئی بہت چنگا جی نہیں سی، دو جیاں دا حق کھوہ کے کھان وچ اوہ چو کھا راضی رہندا سی۔ اوہ کدی کدھرے کوئی شراب شہاب دی محفل ہوندی تے اوہ قسے و طعناں کران وچ سمجھتوں آگے آگے ہوندا۔

جیون او دوں سولھاں نہیں تے ستار حلال در حیاں دا ہووے گا۔ اوس توں ست اٹھ سال وڈی اوہی اوہی مڑئی ماں سی جیوی اوہی دے جوئے کدھروں نکل لے آندی سی۔ اوہ دکھن وچ بہت سہری۔ اوس دے متھے آتے ہرے رنگ دا اک کھڑا جیہا مکمل بنیا ہو یا سی۔ اوہ ارکاں تک چوڑیاں تے چاندی دے سونے سونے کڑے پہنی رکھدی۔ اوہ ہمیش دو ہتھیاں بھدی ری اے، اوہ اپنے سر آتے موٹی ساری چادر تے کتھن وچ سونے دیاں ٹوہاں پائی رکھدی ہوندی سی۔ اکلے جیون نوں ای نہیں اوس دے سترے بھیناں بھر اوں نوں وی اوہی اک اکھ نہیں سی بھاندی، اوہ وی اگوں اوہاں پر قی اٹھاؤ پر رکھدی ری اے۔ اوہ اوہاں بھین بھر اوں نوں آئے دن کسے نہ کسے نویں مصیبت وچ پھنسی رکھدی ہوندی سی۔ تحصیلدار اوس دی آکھی کدے نہیں سی موڑ دا ہوندا۔ اوہ جو موصوں کدھدی ری اے، اوہ اگدوں ای اوس نوں سرے چاڑھن لینی اتا ولا کھالی دیندا رہا اے۔

ساڑے وچوں سمجھتوں پہلاں فہرانی نوں ایس گل دی بھٹک پئی کہ جیون وی سحرئی ماں اوں مال گندی اے۔ ایس بارے فہرانی نے سالوں دسپا:

”تحصیلدار کو لوں نہیں کچھ بننا، مراد جو نہیں اے۔۔۔۔۔ اپنے جیون نوں ای بھن سٹ کرنی چندی اے۔“ اوہ اپنی گل وچے تھڑ دیاں
ہو پاں کچر اہاس لہسہ ارہیا۔

پہلے تے ایہ گل مَن کے میٹوں چمکی حیرانی ہوئی، پر جلدوں او تھے پٹھیاں منڈیاں وچوں جیون نوں وی ایس گل تے کوئی اعتراض نہیں سی، تے فیر میٹوں نصرانی دی بجلا ایس گل نال اختلاف کیوں ہوئی کہ جیون ایہی حُر کی ماں نال.....

شروع شروع میں تو نال ایڈی اپتائیت کوئی نہیں سی تے آپرہوں اوس بارے ایچ ماہر اوجلاہن عن کے میںوں اوس تے بہت

کاؤر چڑھدی رہی اے۔ اوہ واقعی پاگلاں داشہنشاہی۔ اوہ ایہ سارا کچھ ایس لئی کردا ہوندا سی کہ اوس دی متری ماں نے اوہنوں چنگا چوکھا ڈرایا دھمکایا ہو یا سی کہ جے اوہ انج نہیں کرے گا تے اوہ اوہنوں گھروں باہر کڈھوا دیوے گی تے اوس دی بھین دا دیاہ اپنے اک بندھے نشتی رشتے دار تال کروا دیوے گی۔

اوہ کچھ وی کر سکدی سی۔ اوہ دے توں کچھ وی بعید نہیں سی۔ اوہتاں دے گھر وچ اوہ دے حکم پنا پناوی نہیں سی بل سکدا۔ انج وی تحصیلدار اوہ دے آکھے تے کہے کار وچ سی۔ اوہ ہمیش اوہدی ہاں وچ ہاں ملاوندا رہیا اے، چاہے اوس دا دل ایس گل دی شادی بھر داوی ہووے یاں نہ کہ اوہ جو کچھ وی آکھ رہی اے ٹھیک اے یاں غلط، سچ اے یاں جھوٹ۔

جیون دھرے قدر دا کچھ مٹھیا تے گول منول چہرے والا منکھ سی۔ اوہ ہر ویلے دو جیاں نوں ہساوَن والا جی سی۔ اوس نوں ایہیاں گول نوک کتھاوالاں، لطیفے، گیت تے جھٹاں یاد سن کہ اک منکھ دی تے اوہ دوجی چھوہ لہندا۔ انج اوہ تند نہ ٹٹن دیندا۔ اوہدی ایس عادت کچھوں نوک وی اوہتاں پسند کر دے سن۔ ورنہ اوس وچ کئی ہور وی بھڑا جے سن کہ اوہتاں بارے سوچاں سوچ کے مینوں تے کنشتی جھجھ جاندی اے۔ اوہ اکثر محلے داراں دیاں گلیاں چوری کر کے اگے پچھے کر دیندا رہیا اے۔ باہر کھیتاں وچ جنگل پانی لئی جاندیاں سوانیاں نوں لگ جھپ کے تاڑتا اوہا روز دا معمول سی۔ اوہ سوبال اپر گڑی دی آواز وچ کئی بندیاں نوں عورت بن کے لٹ چکیا سی، جہناں وچوں کھتاں بارے ویروے تال نھرا تے ہور دوجے ساتھیال کوں میں سنی بیٹھاساں۔

جیون دی زندگی خاندا نی رشتیاں وی اکھاڑ پھار کچھوں شروع توں ای مصیبت بھری تے کٹھن رہی اے۔ شروع شروع وچ اوہ اپنی ماسی نوں اکاپنہ نہیں سی۔ اوہدی ماسی اک تے پہلاں ملائی ہوئی سی، دو جا اوس دے گھر بیٹھ اپر جن دھیاں پیدا ہو گئیاں ایس لئی اوہ جیون نوں بہت ناپسند کر دی سی۔ اوہ جیون شروع توں شرارتی تے مزاحیا طبیعت دا مالک سی۔ اوہ دوجے ایہیاں نوں اگے کر کے اپنے ائی گھر وچ بت نوں کوئی نہ کوئی بھسوری پائی رکھدا رہیا اے۔ یاں فیر اوہ گلی محلے دے کسے ڈیری مردے باجے دی نقل انج لا ہندا رہیا اے کہ روز کوئی نہ کوئی آلا ہا اوس توں وی پہلاں اڈاری بھر کے اوہتاں دے گھر اپڑ جاند اہوندا سی، جس پاروں اوہنوں اپنے بیوکولوں چوکی لٹ دی پیندی رہی اے۔ پر اوہ کچھ زیادا ای ڈھیسٹھ آتے خندی سی۔ اوہ خورے کس مٹی دا بنیا ہو یا سی۔ اوہنوں کسے دی آکھی دی کوئی پرواہ نہیں سی۔ اوہ ہر اگلے دن فیر کوئی نہ کوئی نوں شرارت کر دیندا رہیا اے جس پاروں اک داری فیر اوہنوں اوس مرٹے وچوں لٹکھنا چنیدا ہوندا سی، جہواں اُن اوہا روز دا چپا بن گیا ہو یا سی۔ سکول وچ وی اوہ پڑھدا لکھدا گھٹ ای سی آتے شرارتاں دل زیادا دھیان دیندا ہوندا سی۔ جتھوں تائیں مینوں یاد چنیدا اے، مینوں نہیں چیتے..... اوس کدھرے کسے استاد نوں کدے کوئی سبتی وی یاد کر کے سنایا ہووے یاں فیر اوہ اپنا ہوم ورک گھروں لکھ کے لایا ہووے۔ شاید ایسے پاروں لٹ کھا کھا کے اوہ مین اوہا عادی ہو چکیا سی۔ اوہ ہمیش موڈھے اچھن لاہنوں تھکا کے کُردا۔ اوہ دے سردے وال چو کھے گھٹے سن اوہ اوہتاں نوں کرنے دے تل تال چو پڑی رکھدا رہیا اے، اوہ زیادا تر شلوار قمیض وچ ای لمبوس ہوندا سی۔ اوہ کدے کدے پینٹ شرٹ وی پہن لہندا رہیا اے۔ پر اوس بارے وی اوہ یاں گلاں نشن والیاں ہونداں سن۔ ایہ گھڑی مینوں فلاں سبلی نے گھٹ کیتی اے، ایہ پینٹ شرٹ فلاں نے مینوں لے کے دتی اے تے ایہ جو گرفتار نے بندے نے وغیرہ وغیرہ۔

اوہدی متری ماں نے اوہنوں ہور دگاڑن وچ کوئی کسرباتی نہیں سی چھڈی۔ اوہ ہمیش ایس تاڑ وچ ہوندا سی کہ اوہ کسے نہ کسے طرحاں کسے دی عورت تال جائز ناجائز طریقے تال اپنا سنبھدھ بنا لوے۔ ایس کچھوں اوہنوں دیاہیاں زانائیاں زیادا بھاؤنداں سن۔ اوہا خیال سی کہ اوہ ذرا آن جھک ہوندا یاں نیس۔ اوہتاں نوں کنوار یاں گڑیاں دا تگ سبھ کچھ آسانی تال کر لین وچ کوئی پرالہم پیش نہیں آؤندی۔ اوہ ہسی خشی اوہ سبھ کر لہندا یاں نیس جو عام حالات وچ کنوار یاں ایڈی کھلے تال نہیں کر سکدا یاں۔ ایہ سبھ کرن ویلے اوہتاں نوں اوس طرحاں دی کوئی جھک یاں سگ نہیں ہوندی جو یں دی گھٹ عمر دیاں گڑیاں وچ

ہوندی اے۔ انج وی لوک اوہناں دے دیا ہے ورھے ہون پاروں اوہناں تے کسے قسم دا کوئی شک وی نہیں کردے کہ اوہ وی انج دے بھیڑ کر سکدیاں نہیں۔

اوس عورتاں نال مرداں دے بڑے کئی کم کرن بارے سوچیا: جوئیں اوہناں دے کپڑے سلائی کرنے، مہندی لگانا، چڑیاں چڑھانا اتے آرٹھی چلری دا کم..... انج اوہ آنے بہانے اوہناں دے ہور نیزے ہوسکد اسی۔ پہلے پہل ایس سلسلے وچ اوہ کم سکھن دی نیت نال اک درزی کول وی گیا۔ پر اتھے اوہ بھی دیر نہ جک سکيا۔ اوہ ایس لئی پئی جھڑی وی عورت اتھوں کپڑے سوان لئی اپنا تاپ (سچا) اتھتے جھڑ جاندی ہوندی سی، اوہ اوہ دے وچوں ای کوئی نہ کوئی کپڑا غائب کردیندا رہیا اے۔ ایہ تے ساڈے تے بہت بعد وچ جا کے کدھرے گھٹھا کہ اوہناں چوری کیتیاں کپڑیاں نوں اکثر اوہ قارغ وٹے سمناں توں چوری، لنگ لکا کے سٹھدا رہیا اے۔ شاید اتھوں ای اوہناں لوکاں نوں اوہناں دی ہسکت توں بچپان دی عادت پئی ہووے۔

اتھتے کم کردیاں ای اک سوانی نال اوس دا جھڑا وی ہو گیا سی: ججے اپنے بھراواں نوں بلوا کے اوہناں اوہ کتا پا چڑھیا سی کہ رہے رب دا ناں..... ایس مصر کے وچ اک پہلی ٹٹن کارن اوہناں کجھ دن ہسپتال وچ وی داخل رہتا سی۔ پر فیر تندرست ہون مگروں اوہ نے اپنے کسے بلی دی صلاح تے اپنے بیوی دھند نال سوبائیل کارڈز اتے ایڑی پیسے دی اک شاپ بنائی۔ اتھتے وی اوس دے چالے کجھ ٹیک نہیں سن۔ اوہ ایڑی لوڈ کروان لئی آوندیاں سوانیاں دے نمبر اک دھکری کاپی وچ نوٹ کر لیدہ اوہناں اتے فیر اوہناں نوں کسے نوں ہاں نال مسیج یا ماس کالوں مار مار کے لائن تے لے آوندیاں رہیا اے۔ ایس وچالے اوس کتیاں نال اپنے جھوٹے سچے پیار دیاں دھکھاں وی دودھائیاں.....

جیون نال دے قصیاں تے شہر وچ ایہ مرد اوہر آئے دن مستعد ہون والیاں ادبی تے فنون لطیفہ نال بڑیاں مٹھلاں وچ طوزوری اکٹر شریک ہو جاندا رہیا اے۔ ایس کر کے آل دوال دسن والے چو کھے لوک اوہ دے جانو وی بن گئے ہونے سن۔ اوہ راہ چلدیاں بویاں لکھدیاں مہیاں اوس نوں آواز دے کے اپنے کول بلا لیدہ ہونے سن۔ جیون دن پونیاں گھاں کر کے اوہناں دے ڈھنڈاں وچ گزراں پائی رکھدا۔ اوہ اک جھڑ دا، دھڑکی چھو لیدہ..... اوہ بند ائی کجھ انج داسی کہ اوہ تے توں سٹار ہوئے ہمار پیا ای نہیں سی جاسکدا۔

میںوں جہوں اوہدی لاش بارے خبر ملی، اوہوں میں شہر دے واپس آ رہیا ساں۔ میںوں حیرت ہو رہی سی کہ کسے نے اوہناں ایڑی بے دردی نال مار داسی کہ میرے اندر نہ چاہندیاں ہو یاں وی اوہ دے لئی بھردی دا جہد باجاگیا۔ میرا دل کچھ کس اگے ڈھکے اوہ دی لاش نوں زکھ توں پٹھاں لاہ کے رکھ دیواں اتے اتھتے پہلاں توں موجود کسے کئی کولوں چادر پھڑکے اوس دا تنگ ڈھک دیواں..... پر ہنس والیاں نے پچھے تھانے وچ فون کر کے ہور ہکسے بلوائے سن تے اوہ کسے نوں وی اوس بوڑھ دے نیزے نہیں سی ہون دے رہے جتھے جیون دی لاش ملی ہوئی سی۔

تحصیلدار دے گھرے سے سراطلاع کر دتی گئی سی۔ پر اوہ تے اوہدی گھر والی آپ دو دناں توں کدھرے غائب سن۔ ہنس والے شاید کسے دے افسردی آؤ یک وچ سن کیوں جے تحصیلدار دی پہنچ زور زور تک سی تے سرکار سے دربار سے دوجہرے لوک اوہناں جانے دے وی سن۔ جیون دے سرن دا ہر کھایڈ اڈکھانک تے نہیں سی۔ پر اوس دی لاش نوں دیکھ کے ہر جتنے کھنڈے دل وچ اوہ دے نال بھردی دا جذبہ پیدا ہو گیا جا پدا سی۔ تاں ای تے اتھتے موجود لوک دن دن دیاں گھاں کردے ہوئے سپاہیاں نوں اوہدی لاش پٹھاں لاہ کے رکھن تے زور دے رہے سن۔

جیون دھکھن وچ ایڈاساؤ اتے سوہنا نہیں سی جفا اوہ اپنے پاراں پٹلیاں وچ اپنے نت دے قصیاں پاروں مشہور سی۔ انج اوہ اپنے باقی بچین بھراواں نالوں ذرا مختلف سی: اوہ اپنی غذا قیامت طبعیت، مٹاہری دھکاوت تے ڈوجیاں نال مکمل بل جاون والے ملا پڑے سہما پاروں اوہناں سمناں نال اکا میل نہیں سی کھاندا۔ اوہ جتھے کدھرے وی جاندا، اوہ اوہناں کولوں دکھ تے زور زور ای رہندا۔ دیکھدیاں ای

دیکھدیاں اوہدے دوالے لوکاں دے جُٹ بچھ جاندا۔ اوہنت کوئی اجمی شری چھڈ دیندا رہیا اے کہ لوک ہس ہس پھاوتے ہو جاندا ہوندا۔ اوہ جیون نوں کسے ٹی وی چینل دے شو وچ زلت کرن دا مشورا دیندا۔ پر اوہ اپنی زندگی توں مطمئن دکھائی دیندا سی۔
لوکاں دے چوکھا زور پاؤن تے دوڑھڈل جے سپاہیاں نے آگے ودھ کے جیون دی لاش نوں رکھ نالوں پٹھان لاہ لیا ہو یا سی۔ اپنے چر وچ اوتے موجود کسے جئے نے اس دا رنگ دکھن لئی اپنی چادر دے دتی ہوئی سی۔

تحصیلدار اراجے وی اوتے نہیں ہی پہنچا.....

پلس والے آپس وچ ای گھس گھس کر دے ہوئے جیون دی لاش نوں اپنے ڈالے وچ رکھ دے ہوئے اک دو جے نال اوہی لاش دا پوسٹ مارٹم کران بارے آپس وچ گلبات کر رہے سن۔ کجھ پٹے اوتھوں لوکاں نوں پچھے دکھن دا ترلا مارن ڈیہ پئے تے فیر اک دو جے دی دیکھا دیکھی باقی لوک وی سبھ سبھ اوتھوں تتر بتر ہونا شروع ہو گئے۔

تحصیلدار پہنچ والا بنداسی، اوہنے منڈے دا قاتل لکھن لئی اپنا پورا نبل مارنا سی۔ پر کسے نوں کیہ پتا..... اتھجے کسے دا کوئی دس نہیں سی چلن والا آتے نہ ای کدھرے تھانے کجھری وچ رو پئے پئے کم آنے سن۔ ایس لئی اس جتوہ وچ واپریاں گھمیلیاں دوخونی گھنٹاواں وانگ جیون دے قاتل وی وی کوئی آکھ سنگھ لگن دا سوال ای پیدا نہیں ہوندا۔ اس توں ٹھیک دو دن مگروں لبرڑاں دے کما دے کھیتاں چوں جدوں موئے ٹکے تحصیلدار دی لاش لکھی تے لوکاں نے دیکھیا اوہدے نال وی ہونی ہتھ کر گئی ہوئی سی۔ جیون وانگ اوہدے وی ہتھیں پیراں دے ناخن اکھڑے ہوئے سن تے اوہدے اک ہتھ وچ وی اُنج ای.....

ہک پھیڑی جی خاب

راتیں نے دو بجی گئے پر نیند راس کولوں بہوں دراڑے سی تے او پاسے پرتی پرتی ٹھک پئی کے ٹھکی کیا تے اپنی منی تے ہی کے سر مٹھاں دوج پوڑی لے لے ساہ کھسٹو لٹی پیا۔ باری تے پردیاں دچوں گئی لواندر کرے دوج اس طراں کھڑی پئی جیاں اس نے گراں نے فضل کو کھارے نیم دینے دوج بھاٹہ یاں نیاں نیاں بکراں کھڑیاں ہونیاں سن تے اج اس نے اچڑیں کھڑے نے بھاٹہ دوج تریزاں پئی گھیاں تے ہر دے ایہہ ڈر اس نی جان کڈنا پیا سی ہے کس دے ایہہ بھاٹہ بھسکتی بھسکتی ہو جاسی۔ اس کی اپنے بیوی گل یاد آئی جیہہ اوہ اس نی ماؤ کی آکھڑاں سا۔

"اے راجاں! جیہوی پلٹ یا گلاں مری جائے اس کی بھسکتی کے باہر پئی چھوڑے جے کھڑے دوج پھوٹ پئی جائے تے اوہ پھنی کے سارے چیلے دی سبزی چھوڑے۔"

اس دے ایہہ بھوں ٹکا جاکت ساتے ایہہ رحاں اس کی بھتہ بھتہ۔ پر ہنر بادے نیاں اک اک گلاں اوہ یاد کری ہو لے ہو لے سر ہلاڑاں تے ٹھڈی آ، بھری سوچتاں میں کبے کبے بھاٹہ دے کی بھسکتاں تے کس کس کی باہر سٹاں۔ اچھے تے کھڑے ناں ہر بھاٹہ اسی مری گیا اے تے ہر کھڑے دوج پھوٹ پئی گئی اے۔

کدوں جھک میں اپنے چیلے پائی رکھساں۔
اوہ اٹھیا تے اک لما جیہہ ساہ تے آکر بھسکتی ساہ میں دوئی منی تے سٹی اچڑیں زبانی

ریشماں کی حکما جیہوی اچڑیں بانہہ سرے چھہ رکھی ان کھڑے سٹی پئی سی اوہ ہو لے ہو لے ہر رکھڑاں کرے توں باہر نکل گیا تے ساہ میں نے کرے ناں بوہاکھولی اندر چلا گیا ایہہ دے بڑیاں کڑیاں نا کرہ سا جس نے دوج بڑی کڑی جیلے تے اس نے سامنے آئی منی تے ٹکلیہ کھل کیسے ستیاں سن اوہ جھٹ کھڑی کھڑی کھڑے دوج کھڑاں رہیاں اس نے اندر اک رولا جاپیا ہو یاں اک پاسے بیوی حرص تے پیار اس کی جھکی جھکی باہر تھہر وکن لٹاسا تے دے پاسے فیرت تے فیرت ناں جن منہہ دچوں جھٹ کڈنا منہہ دوج پاگل ہوئی اس کی اگے جھکواں تے مجبور کرناں سا۔ اوئے اگے دودھ بے فیرتا!!

اس نال پئی کڑی توں گدی چائی تے ہو لے جیا جیلے نی منی کول کھلو گیا۔ تھوڑے تھوڑے دوج جیلے ناں منہہ جس تے بالاں نیاں لٹاں دکرے ہوئی کے کھڑیاں سنو تے اوہ کڈی بھولی جی لٹو میں پئی سی۔ اس نے ساہ میں اچ لٹا جیاں ایہہ جیلے نہیں۔ ایہہ تے رضیہ سٹی پئی اے۔ جیہوی دیہہ دے پیلے اس طراں اس نے گراں نے بڑے کرے دوج منی تے لپٹی۔ اے طراں اس تے ساوے رنگاں ناں ڈیاں آلاکھیں پیا تے اس نے بالاں نیاں لٹاں دی اسی طراں کھڑیاں اس نے سوئے تے پیاں سنو۔ پر سوے سوے لہہ نال رنگیاں لٹاں جہاں تے اتنی رت جی کے سوتیاں آ رٹو میں پئی سی۔ جیلے آرکڈی سوہنری تے بھولی جی دسٹی سی رضیہ اس نی بڑی بھسکتی، جیہوی اج راتیں کوٹھے توں لہہ پئی تے اس نے گانے نی ہڈی بھگی گئی پر پتہ نہیں کیوں اک جوان بھگی نے مرنے تے اس نی ماں اس تے دھواں کھا کھا بھسکتی بھرے پر بیوی اکھاں دوج کھل دی تے آئی! لوک تے برادری رواں بچہ سکھ ہوئی گیا اے۔ جوان بھگی نے مرنے تے کھڑا بیچ نہیں روڑاں۔ پر اس ناہیہ ناہرہ دیا۔

ایہ تے بہوں درحیاں بچھوں اس کی تاں پتہ لگایے کئی راتی باواتے ماہ دوائے بھڑی پئے تے ماہ روزیاں آکھیا "وے
 ظالم! کہہ جواب دے میں اللہ کی مھاڑی جو ان تھجھ کی ماری کے۔ اس نی سگی تروڑی چھوڑی آ..... لوکاں اگے تے پردہ بائی کھد ای اللہ اگے
 کیہہ جواب دے میں"۔ تے باوے اگوں ہوئی کے زنانی نی گت پوڑ کدی تے دندھج کے بولیا۔

توں اک لفظ جے مونہیں وچوں کدھیا تے تہاڑی سگی دی مروڑی چھوڑ ساں..... میں سگی آکھیا ایہا جے کھرے تاں یہمانڈا
 ذرا دی مرکی جائے تے اس کی ہمکنی چھوڑ نے تاں اوہ ہتے مونہے کی تانہہ کچی چھوڑے!" اس نی ماؤ بڈھے باوے کی چھنڈا ماری پرے کھتا
 تے اکھاں کدھی بولی۔

"وے پرے ہٹ کے مولوی نے کھر جیساں یا کے کہہ مارے میں ساری جوانی

توں گراں گراں ہسیدیاں رتاں نے پچھے پھر نیاں گزاری۔ توں ایہہ کدی نہ سوچیا جے تہاڑے کی کتیاں پھوٹاں پیاں
 تہاڑی سگی تے کے ہتے نہ رکھیا پر مھاڑی رضیہ تاں ایہہ قصور جے اس تہاڑے ہمکنی پتر پے نال ویاہ کرن توں تانہہ کھتی تے مٹاں نے
 بڈے جاسکتے تاں ن آں لیا سگی غیرت آگئی۔ مھاڑی شیشے نی گدنی کی بہوے اچ پٹا کی توں اس نیاں بکراں بکراں کری چھوڑیاں۔ پہلے
 اس گناہ کی پچائی کھن فرماڑی سگی ہمکنیں۔

اس ایہہ سنو یاتے اس نے پنڈے وچ اگ لٹی پر اوہ منی تے دڑوئی ستارہا پوکولوں اس کی دی بڈا ڈر لٹو اس سا..... غیر کرنی
 ورے لٹی گئے اوہ دی منی تے اوکھا ہوئی پیارہیا تے مارنے مرنے توں بعد تے اس نی ہورای حالت ہمکید ہوئی گئی دیہاڑی تاں تھرو
 کڑاں رضیہ نی قبرے تے جاہڑاں تے منی پٹ پٹ مرتے بائی روزاں۔ جھملا تے باؤلا ہوئی ہوئی کے مویا گراں میں لوک لنگڑیاں جھکی
 جھکی کھر آزن میں تے دکھ منا نزیں جے شوہرے باوے کی اپنی جوان تھگی نے مرنے ناؤ اڈا دکھ اے..... پر وچلی گل کٹو جائز ناں جے
 باوے نے اندر کوئی ہور ناں مارنا پیا..... ہتھ وچ گدنی پوڑی اوہ کچی جیا گیا..... اوہ مھاڑیا اللہ میں کہہ کرن لٹا ساں..... اچ جیلہ تے
 انگلیٹ وچ جی پٹی کالجاں تے یونورسٹی وچ پڑھی بک وچ ملازم اے۔ جے اس نے اچ مھاڑے گراں وچ اک دسویں پاس ماسٹر نال ویاہ
 کرن توں انکار کھتا تے ایہہ اس نا قصور نہیں..... زندگی گزارن ناحق تے رضیہ کی دی ساجھڑی اٹھ جماتاں پاس کری کے ہمکید اس
 چکا نزیں آ لے نال ویاہ توں انکار ہوئی تے اپڑیں برابر نے جاسکتے تاں آں لیا پراچ توں ویہہ ورے اتنی گل سوچنی دی گناہی..... ہو کی اچ
 جیلہ، بھکیلہ تے اس نا کھا بھرا..... میں کتنے سارے گھرے ہمکنساں.....؟؟ اس اپڑیں مونڈھے پر رکھے ہتے کی مڑی کے تنخا تے اس
 نی زنانی جاگی کے پچھے کھلتی سی "اوی راتیں جانی کے تیاں کڑیاں نے کمرے اچ کیہہ کرنے پئے ا؟" بیوی ہولے جئے پچھیا۔

"کچھ نہیں..... کچھ نہیں۔۔۔ توں سٹی رو" بس ایویں ہمکید جی غاب آئی تے کھبرائی کے کڑیاں نے کمرے وچ آئی
 گیاں..... شکراے ایہہ دوئے ٹھیک ٹھاک یاں۔

اسیں بھن بھن توں چھٹیا سے

تاں تے اوہا برکت سی پر بے برکتی ملو ہنوں برو پے گھیرا پائی رکھدی۔ پتہ نہیں سچ تے کیوں اوہی کھنی کھنی بن جاندی۔ جدوں دی ثمرت سنبالی اوہنے خورے کیہڑے کیہڑے کھنکھن کیہڑے پئی اوہدی کماؤ پتر اکھوان جوگا ہو جاوے جیویں بھارہ فٹی تے اکبرن پر جیہڑے کم وچ جتھ پاندا اوہ مٹی دی ڈھیری بن جاندی۔ بن اوہ گنڈ دیا تے ہے نہیں سی جے مٹی پٹ کے گزرا کر لہید، جیہڑی جان نوں سولواں تھوڑاں لگیاں ہونیاں نیں، دو جے اوہی سر جیوں دی گندل ورگی مکھنی پیکے بوہے تے بیٹھی بیٹھی کھو ہرڑی ہو جاوے نہ اوہے ہون آلیاں سوہریاں نوں منکوری نہ برکت کولوں جریا جاتی، پر برکت وچا کر کے تاں کیہ کرے؟ سمجھتوں پہلاں اوہنے جیہڑا دے آ لے کم نوں جتھ پایا۔

اوہتاں دائرہ خورے کدوں توں جتیاں بنان تے گنڈھن تر وین دے آہرے لگا ہویا سی، ہور دی کئی کارنگر ہوئے ہونے نیں پر برکت دے داوے اچھے داتاں چلوں پاساں دیاں پنڈاں وچ انج لکھدا جیویں اوہیاں بنائیاں جتیاں آتے ہلا۔

آل دوالے دیاں زمینداراں دے منڈے جدوں تھکر اچھے دی بنائی فٹی نہ پھیرے، آپنے آپ نوں جوانی چڑھیا نہ سمجھدے۔ ایہو جیہہ کارنگر داتاں تے کم برکت دے جیہ کولوں انج تے نہ سنبالیا گیا جیویں سنبالیاں دیاں شرطاں ہوندیاں فیرو دی اوہنے کم نوری رکھیا۔ پر تہی پڑھی تھکر اچڑ دیاں اچڑ دیاں ساری فنکاری تے کارنگری انج اڈ گئی جیویں کھلی تھاں تے پئی خوشبو کدھرے ہو وچ کھل جاندی اے۔ اتوں دلاوی ہور دا ہور ہوندا گیا۔ مٹھیاں تے ہنے بوٹ تے سینڈل بھادیں کپیاں دتاں دی مار کھان لئی نہیں ہنے پر دھنن وچ اپنے سوہنے گلے جے بندے نوں اک جیویں اگانہ نہ چن دیندے پر کپیاں تے اوہڑ کھا بھڑا ہواں تے پاون آ لے داسا تھاپوں جتھ جاندے جیویں بھیرے دے لے سنگ ساتھ کوئی نہیں دا۔

رفتی وڈا سی اوہنوں گنڈھن تر وین داکم لھن لگ پیا پر اوہے تے سارے نیردی گزراں کیوں ہوندی، اوہ شہر وچ اک جتیاں دے کارخانے وچ نوکر ہو گیا۔ داوے دا تھوڑا بہتا سایہ شاید اوہے تے پے گیا سی، کچھ جے بچھوں سر کدھویں کارنگراں وچ بگیا جان لگا۔ کارخانے دے نت نویں ڈیزائن دیکھ کے گھر بہہ کے کم کرداتے داوہا سوہنیاں جتیاں بنا کے پنڈاں وچ بھیری لا کے وچ آندا۔ چار پیسے لے پئے تاں نکا جیہا کارخانہ لایا تے نئے بھرا اکبرے نوں دی مال زلا لیا، دوویں بھرا چنگی کھنی کما لئی کرن لگ پئے۔ ماہ نوہاں دی دیاہ لیا لئی تے آپ برکت نوں لے کے پنڈ آ لے گھر دا چندرا آن کھولیا۔ انج نہ کردی تاں شید نوہاں تھوڑے پتے لہو ایہدی جیہناں دا آہنیاں جتیاں دی کما لئی آتے مان، لٹے چھتر وانگوں دودھا جارہیا سی۔ پنجویں پڑھدے برکت نوں سکولوں اٹھا کے ماں نے جتھ وچ رنجی تے آرہی دتی تے آکھیں "توں دی اوہتاں دا بھرا ایں، جیہڑا کم اوہ کر سکدے نیں توں کیوں نہیں کر سکدا؟"

برکت نوں تھوڑا بہت پتہ سی پئی جیہ کیوں کئی دی اے پر پتا ہونا ہو گل اے تے تھیں کرنا ہور۔ اوہنے منسل مال کاغذ تے نقشہ جیہا بنایا۔ ماں کول ای بیڑھی تے بیٹھی دیکھ رہی سی، خوش ہو کے بولی "ہیں دے دلاوی مری توں تاں جیہوں گلدا اے اوہتاں توں دی اگے جائیں گا۔"

برکت نے لہر وچ آ کے چڑے دے نوں تے رنجی چلائی تے خورے کیہ ہویا اوہے کجے جتھ دے دوپڑے لٹک گئے، دو

دھاری لہو گدا دیکھ کے برکت داد لگھٹ گیا، ماں نے جھپتی نال سردی سیلی جیسی جھٹی ہتھ دوالے دھسٹی تے پانی دا چھتا برکت دے منہ نوں لایا نال نال رو لا پائی جادے "وے لوکو! میرے پترنوں کجھ ہو گیا جھپتی بوہڑو....."

"کیہہ ہو ہاماسی! ریشم جان لہاری کندھ توں بھاتی مار کے پچھیا۔

نی ریشم! کسے نوں سدنی۔ ایہدے تاں ہتھ دے چھوڑے ای لہہ گئے۔

تھوڑے چرنوں مسکین تے افسردہ دے ہوئے وڑھے آن دے۔ خونوں خون ہوئے برکت نوں چنک کے پنڈ دے

"ڈاکٹر! کول لے گئے۔ ماں حال دہائی پاندی چچے چچے۔ جدوں پٹی کروا کے گھر آئے تاں سارا پنڈ وڑھے دج کھٹا ہو گیا۔

بھراواں نوں دی خبر ہوئی۔ تیجے دیہاڑے آئے تے اوہدے اگے ہتھ جوڑ کھلوتے "دیکھ او بھائی! کیوں بیوہ دے دے تاں

نوں لے لا تاں توں نہیں ایس کم جوگا۔ اتھے ای تھڈ دے" جاندیاں جاندیاں اوہ ماں دے ہتھ خراجو گے کجھ پیسے پھڑا گئے تے اگوں داد

عدہ دی کر گئے۔

مہینہ ڈیڈھ ماں نے سرنے نال گزارا کیتا پر کندوں تیکر۔ فیرا وہنکھ بھنگڑے۔ اورھر شہراں دے آپنے روئے گولے اتوں

وڈی اکھ آلی۔ اوہنے وڈیاں پتراں نوں پیٹے نہ کرایا پئی پنڈ دج تہاڈی ماں وسدی اے جیدہ اڈھ روٹی سکدا اے، فیر برکت نوں ای ہلا

شیری دتیس "آٹھ دے پترا کوئی کم کار لیجھ، اکے" بھٹھ اوہتاں راجو تاں جہاں بیگانی آس "اسیں کسے دیاں ہتھاں دل کیوں نکلیے"

نال دے پنڈ اک بندے نویاں نویاں پاور لوماں لائیاں سن۔ اوہنوں لیبر دی لوڑی، برکت نوں دی اوہنے دیہاڑی تے رکھ

لیا۔

ویہہ پنجھی دیہاڑے خیری مہری لگھ گئے تاں، ماں نے سکھ داسا لیا، تے گوانڈ ہتاں نوں آکھن لگ پئی "اگھیاں میں پروکھاں

وچوں لیاں ساں، بن میں آہنی لیاں اے" گل ہوندی ہواندی برکت دی ماسی تیکر اپڑی تے اوہ وڈی بھین دے وڑھے آن وڈی، "نی

آپاں! تیرے تے ہاں آتے چرلی چڑھ گئی اے تینوں میر ویرا حاشیہں رسدا جتے ترنڈا دھیاں دا پھر دا اے۔ میں تیرے بھنویے کولوں

چوری آئی آں۔ آتے اوہدے نال گل کر لے۔ خورے بھیناں بھیناں فیرنل بیسے۔

برکت دی ماں نوں بھین دی گل بڑی پسند آئی اوہنے بھنویے اگے سوال پایا۔ وہنن کیا تے کلثوم برکت دی مسکیتی بن گئی۔

دونوں ماں پتر ڈاڈھے خوش سن۔ وڈے بھرا، بھرجائیاں دی راضی پئی منڈاکم تے لگ گیا اے۔ بن تیکر برکت کولوں اتے کم

لے جاندے سن پر اوہ دیکھد ار ہندا کیویں مشیناں چلائی دیاں نہیں تے کوئی تند ترث جائے تاں کیویں گنڈھی دی اے۔ اک دیہاڑے

نظری بہت گھٹ سی، استاد نے پچھیا "اوئے برکت! مشین تے کھلو جائیں گا؟"

"آہو جی" برکت نے آکھیا۔

"آ جا۔ ایہر۔ کم اوکھا کوئی نہیں پر دھیاں نال کریں" استاد نے آکھیا تے آپ دو بے کھاتے دل ڈر گیا۔ تھوڑے چر مگردوں

تراک کر کے آواز آئی۔ استاد نسیا آیا۔ برکت فنی ہوئی مشین کول کھلوتا سجا ہتھ گھٹ رہی اسی۔ اوہدے منہ تے جیویں ہر دل دھوڑی گئی سی۔

"اوئے..... استاد نے اک وڈی ساری گال کندھ کے آکھیا" اوہ بے فیر تا! ایہہ کیہہ کھیا اسی۔"

"میں کیہہ کرنا سی۔ تند لٹ گئی تے مشین وگی جاری سی، ایس ڈنڈ کے نال کھلارن لگا تے میرا ہتھ چنڈ یا ہو یا اوہ گیا"

"لہہ جاند اتیرا ہتھ۔ بن میں مالکاں نوں کیہہ جواب دیاں گا۔ اوہتاں تے میری بھوں کھل بھر دینی اے..... چل دفع ہو،

نکل اتھوں" آ لے دوالے ہو رکار بگر آن کھلوتے سن استاد اوہتاں نوں چٹھ کے پیا "اتھے کوئی تماشا ہو رہیا اے، منڈا کے کھلو گھسین

کجراں دے کجھر۔ نسو اتھوں"

برکت گھرا گیا۔ ماں نے خیر منائی بے پتر دا ہتھ بچ گیا۔

پنڈاں دھچ پھنڈ بن دیاں کوئی دخل نہیں گلدی۔ گلی دھچ آندیاں جانے دیاں کدی برکت دے رنی چلان تے کوئی چکر کر جاندا
 "سنافر برکت توں آپنے نجم دیاں جھیاں سانوں پواؤ سیں" سارے سخن آ لے تاہ نامہ مس پیندے۔ برکت آپ دی سو جھانا جیہا مس پیندا
 پراوس دیہاڑے ماں نال لڑ پیندا اکھے توں روٹی کوڑی پکائی اے۔

اودھک تے انگل دھر کے کہدی "ہا۔ ہائے دے! میوں تے نہیں کوڑی گلی توں دھر یک تے نہیں چب آیا"
 ماں دی گل تے اوہ مٹھو ٹر گئی داگوں مٹے تے جاڑھیہ۔ ہر دے اودھے اندر جھکھو جیہا جھلدا رہندا "ہن میں کیہو اکم
 پھڑاں؟" پر سارے کم پیر سکھدے سن، مٹی پاؤں توں لے کے جھاڑی لان مکر پیر چاہیہی۔

انہر ماں تک مٹی دھچ دے کے رفتی نوں آکھیا "جیوی تینوں رب نے سر جیالے، بھراشودھے داوی کھ خیال کر"
 رفتی مٹھے تے وٹ پا کے بولیا "اماں! میں ایہ تے توں نکاساں جدوں ابابشتی سویا۔ اوس دے لے داگواں اتھ جی مارن تے ہن
 جا کے ساوہ دھچ ساہ آیا اے، میری بانہہ پھرن آلا کون سی؟ ناکیاں داوکیاں دھچ ایتناست ہے نہیں سی تے ہو کون بلی بن دا۔ ایہ کوئی نکاتے
 نہیں جیہوے کم دھچ دوڑاے ترنی چوڑ کر دھااے۔ میں لٹھوں کارخانے داڑ لیا، تاں میرے سالے کچے رہن گے۔ میں اگے اوہاں
 نوں ساں فٹھ کے جیٹاں..... اماں! توں آپنا نصاب کر میرے گھر مفت خدا کیوں کڑ پاو پائی ایں"

ماں چپ کر کے دانے جینے پتر دیاں گھاں سندی ری رفتی تھوڑا چر انج ای گھوری وٹی جیٹا رہیا فیہر باہر نکل گیا۔ کندھاں دے
 سو جھے کول کھلو تے برکت نوں ساہنے دیکھ کے رفتی دے پیر ذرا قطر کے جیویں کول کھلو کے برکت دے سوڑھے تے تھاڑا دیون لگا ہودے
 پراوہڑ کے گلی دے انہرے دھچ گواچ گیا۔

برکت نوں کوئی انہری اڈا کے دھچ لے گئی "کیہ کیہو اسی؟ اوہنے ماں کولوں پچھیا۔
 "کھ نہیں" ماں نے اُساں جیہا بھریا۔

"نہ کر اماں! میں بھن لیا اے، کیوں آپ دی بے عزت ہوئی ایں تے....." "اواز اودھے سنگھ دھچ پھس گئی۔
 "تے کیہ دے۔ نہاں جو گیا جے توں کے کاری ہوندا تاں میں کیوں بے عزت ہوندی توں ای اوہاں دیاں اکھاں دا ٹکرا
 میں میںوں تاں دھوا لے لھائی جاندا اے۔ اتوں آنے کڈھدا دیکھو توں کیہوے للہر لائے ذرا پھتاں گئے" ماں نے رفتی دے مٹھے دا
 قصدی برکت تے درحادثہ۔

پکلی دار ماں توں ایس طرحاں جھاڑ جھم ہوئی، کیہوئی تالوں ماڑا تے گھسوں ہولا ہو یا برکت کول پے جھٹکے تے مودھے منہ
 دھیبہ کے ڈسکن لگ گیا۔

ماں بیٹھی وان دی منجی دیاں گھریاں سوار ری سی پر برکت دے اھرواودھے تے ڈگ رہے سن۔ تھوڑا چر اوہ جردی ری فیہر
 ڈھانچ مار کے رون لگ پئی۔ برکت نے تر بھک کے پاسا پر تپاتے اٹھ کے ماں دی پواندی آن جیٹا۔

جدوں دونوں دے اھروانک گئے تاں ماں نے اُساں بھر کے آکھیا "جھما دے پھرا۔ ساڑے نصیب" اودھے اہتاں
 ہولاں نے جیویں ڈھٹھے ہوئے برکت نوں فیہر جی ایں تے کھلھا ردتا۔

راتیں چاں مکر ماں پتر مٹھیں پے رہے۔ فیہر فیٹلہ ایہہ ہو یا پئی برکت شہر چلا جائے۔ بڑی منڈی دھچ پھنڈ دے ہو روی
 منڈے حردوری کرن گئے ہوئے سن۔ کوئی نہ کوئی لڑ پھڑای لوے گا۔

اگلے دیہاڑے برکت نے دھو تے پڑے پائے دو جھوڑا قہیلے دھچ پایا، ماں نے تڑکے ٹھہ کے مروڑا ابتلا۔ تے کہن
 گئی "میںوں پتا اے توں مروڑے دا بہوں شوقی ایں پراوہاں لوں دی دیکیں۔ سیانے کہہ دے نہیں "دھک کھایے تے کھنڈ کھایے۔"
 "جھما اماں! میں ایہی کیہ نہیں ہے کے نوں بھل ست ای نہ کر ایں توں بس دعا کر: جانے یاں ای کم بن جائے"

”وے پتر! میں تے نہیں مصلیٰ ڈاؤ کے بہ جادواں گی تے رب سوہنے کولوں مراد لے کے ای اٹھاں گی“
 برکت ہس پیا تے ویزھیوں باہر ہو گیا۔ منڈی اپڑ کے برکت نوں کچھ نہ آدے کبھڑے پاسے جائے جے مزدوری لہمن دی
 کرے تاں سامان دا کبھڑے بنے گا؟ پنڈ دیاں منڈیاں نوں لہسے تے کیوں لہسے؟ اوہ وچارے کوئی اتھے دفتر بنا کے تھوڑا ای بیٹھے سن۔
 اوہ حالی ایسے تھس گھیری وچ بیا سی جے چاچا ابراہیم اوہے سامنے آن کھلوتا ”اوئے آوئی برکت، توں کدھر آیا ایس؟ گھر تے
 سب خیر مہراے نا“
 ”سلا مالکیم چاچا“ برکت خوش ہو کے ابراہیم دے گل لگ گیا۔

ابراہیم اوہے ہودا مسیری تے دھتاں ہوئیاں شہر آن و سیا سی، اتھے اوہنے ماڑا سونا ڈھاپا پاپا کے کم چھوہیا تے ہن چنگا بھلا نکا
 جیہا ہونل پلار بیا سی۔ بندہ حرص محبت آلا سی، جدوں برکت دا بیوہ ساریاں تے سے ٹیر پھوڑی تے آ کے بیٹھا پرفیر کساں دیاں رو لیاں گولیاں وچ
 کدھرے گواچ گیا۔ اوہ بھاء رقت کول رہن لئی شہر آئے تاں اک دودھاری چاچے ابراہیم دل دی گئے سن۔ ایس ویلے چاچے دال پنا برکت
 نوں انج لگا جیویں کوئی لاٹری نکلی آئی ہووے۔ ابراہیم کہن لگا ”چل تینوں چاہ پلاہیے۔ اتھے اک میرا یار اے بڑی سیکھل چاہ باندھا اے۔“
 دونوں اک کتے جیسے چاہوے ہونل وچ آن بیٹھے۔ ابراہیم نوں ویکھ کے کاؤتر تے بیٹھے بندے نے ہس کے ہتھ ہلایا تے فیر پیسے وصول لگ
 پیا۔

چونواں پاسے نس بھیج رو لا جیہا بچیا ہوئیاں۔ بندے گڈیاں ریزے، مانگے کھج بچ ہوئے سچ کھبے آ، جار ہے سن۔ برکت دا
 سر تھس لگ پیا۔

بھاء رقت تے بھاء اکبر دا کارخانہ شہر تال گدی اک نوں دسی وچ سی اتھے کدی اوہنے ایو جیہا گھر مس نہیں سی دیکھیا۔ ”برکت
 کبھڑے سوچ رہیا ایس، چاہ تھنڈی ہو جائے گی“ ابراہیم نے کیہا تاں برکت نے ملائی آلی چاہ دی گئی جیسی پیال چنگ کے منال لائی۔ کھٹ بھر
 کے آکھن لگا۔ ”چاچا! میں اتھے کم لہمن آیاواں.....“

”اوہ کم بڑا یار۔ توں ارمان تال چاہ پی۔ میں ہونل لئی بھڑی گوشت آپ ای لے جاتاواں۔ تدا ای چار چھلڑ بچدے نیں۔ آج تے
 توں میرے تال ای گھر چل بکل تیرا کھ بندوبست کراں گا۔ ایہہ دس تیرا شناختی کارڈ بن گیا اے؟“
 ”نہیں چاچا۔ کبھڑے اگلے ورھے بنے گا۔“

”ہوں۔“ ابراہیم ہولیا ”کوئی نہیں کدھرے نہ کدھرے وسیلہ بن ای جائے گا۔“
 برکت دادل کیتا چاچے دے پیریں پے جاوے، اوہدے ہتھ جم لوے، کبھڑے کرے؟ ایڈا دلار اوہنوں آج تھکر کے نہیں سی
 دتا۔ ہونل توں اٹھ کے دودھیں اتھے آن کھلوتے جیسے بھڑی دے ڈھیر گئے سن تے آل دوالے ریزھیاں آلیاں جھرمت پایا ہو یا سی، اتھے
 رولا دی حدود و دھکی۔

تھس سلی جیسی چادر دی بکل ماری اک بندہ سائیکل ریزھدار ریزھیاں دے وچکارا پڑیا تے برکت دے کول سائیکل سینڈ تے
 کھلہار کے آپ دو جے پاسے مڑ پیا۔ ”او بھائی!“ برکت نے اوہنوں اواز ماری ”اوئے لہسوں تالائے لاء جا“ اوہ ویلے ساریاں
 اوازاں سنے برکت دی اواز دے اک کن پاڑ دھما کے وچ گواچ گلیاں۔ ساریاں بھڑیاں تے لہو دا ترنکا لگ گیا۔
 اگلے دیہاڑے ساریاں اخباراں دے پہلے پنے تے حاشیے وچ برکت دے مونہہ دی تصویر سی جیسوں لنگا بھر کے مساں
 سدھا کیتا گیا سی تے تال حکومت ولوں اعلان سی ”ایہہ اوس خود کش حملہ آوری تصویر اے جیسے بھڑی منڈی وچ دھماکا کیتا۔ ایہہ
 بارے دس آ لے نوں بچ لکھ رو پیا انعام دتا جاوے گا۔ نالے اوہاناں پتا لکا کے رکھیا جاوے گا۔“
 دور مصلے تے بیٹھی ماں تھکر ایہہ اخبار کدی نہ پڑے تے بھراواں نوں اخبار وکھن دیونلھ ای نہیں سی۔

ساگری موڑ

اس قیامت بہرے بدلے دج و دکن ہوا ہوئی، سڑکے پر کھلتے پانچ بچے کی ہانڑاں نال کپڑیں، دو دو پاسی جے جنڈاں بوناں اپر
ست رنگے سوتیاں نے چھانے مارنی دوڑنی پئی سی۔

اودھ محارے آلی سیٹھ اپر محارڑی کھچی نال بڑیا جیٹھا داسا۔ سوچاں سوں عاری جھو ا جیا سونہ، کھنوں پر مٹھے، مہنگرے بال تے چنگا بھارا بنت پوری ویکن وچ ساریاں سوں بخرے تے کج اوپر ا جیا سا۔ اُس نیاں بکیاں بکیاں گول اکھیاں ٹکس نیاں سپاہیاں ار آسے پاسے عیاں برجڑے کی چوری ناں مال کھچی تھو یاں عیاں سیاں۔ کجے ٹوٹھ مے نال ٹھنڈا داساں لوہکا جیا جاکھ تے چھو لی وچ بڑا سارا بک، جس وچ پڑھنیں کہہ سا۔

دیکھتے ہیں شیشیاں وچوں صدی ٹھنڈی داواں نے جھولے سہارے سوہے اپر بیڑے سہارے سہنے اچ ٹھنڈ بانٹیں مگھو، پر
 فردی اندر لٹی ہک اک جتی جین مانہ کھن دے تے نالے دیکھے وچ بکر جاں ناں جھوں وی کج زیادہ سا۔ جس نال سکی ٹھلی آئی وی سی
 ویکن ساوڑے نیں بدلاں نال چڑھے ہاڑاں اپر ترنی لٹوئیں سی۔ ہر پاسے پاؤزی ای پاؤزی ہو یا دا سا۔ سواریاں اس بدلے فی تیز
 پھوہرے نے حرے کھنیاں تے آسے پاسے بدلے نال جھوٹیاں جاکیں نال نکاریاں اچ کھنیاں سیان۔

جمن چک ہک موڑے نے چڑھنے پاس ہک گنہ ناجز ویکے نے بڑے شیشے نے ساهرس اچھی کل گئی۔ جیوی بہوں دور تیز بد لے لی خدھ مے اج کہیت بنیاں اپر نیلے نیلے نصیر سے دھج ٹلٹنی بڑی بہوں بڑی دندی ار کلوتی وی سی۔

بدلے کی رقم جمع کرے تے دیکھاں نے جموے سازے نے بھکار جیسی ڈونگی چپ سی ، اس وجہ فرجسے مکمل گیا آگیا۔ اوو! اوو! اچھی نظر آیا؟ اس کنبہ درشارا کرنیاں بڑی حیرانی تے خوش پھری اپزیاں اکھیاں مال نکٹو سے اچھے گئے پترے کولوں مہمیا۔ اس اکھیاں ملیاں تے بڑی دیری جایاں دور تیز بدلے نی خدھے اچھے کچھویں نی کوشش کرتاں رہیا۔ تھوڑی دیری سوں بعد اس نیاں باچھاں جسرے ماڈیاں کہیاں ابو! ابو! ابو!..... اوو کہا؟

پنرو توپ (سٹوپا) آ۔ اکی توپ آھیں "توپ مکمل" انہاں "توپاں" نے بارے بڑے قصبے مشہور اے۔ کوئی آھیں
 انہاں توپاں نے قلعے بندے کھانڈیں آلیاں بلائیں کی قید کھاوا۔ کوئی انہاں کی بادشاہاں ناں ٹھکاناں دشمن۔ کوئی آھیں انہاں نے
 قلعے بڑا مال تے دولت دہی دی۔ ہک ایہ وی روایت اے جے ہک شہزادے نی شہزادی جس اپر ہک جن عاشق ہوئی گیا سا۔ اس نی لاش
 دہی دی۔ آ پڑیں خیر و باد آھیں سا جے رواتے آ لے قلعے سوں کھنسی اس توپے جیاں ہک شہر کھنوتی دی۔ جیڑی اس دے نیں باد
 شاہاں آ پڑیں بڑے دے نیں واسطے پڑیں بچاؤ کدہیں رکھی دی سی۔ ہک جیا بچا لگھل دی اس نے قلعے موجود آ۔

بچہ سنو نے پچے لوہاں؟ باوا خیر و آخو اس ساجے اسان لوکاں آ پڑیاں انہاں گناہ گار اکھیاں نال ایہ سب گنج مخیا۔ اس نے اگے جھجے گول پو ہڑیاں اپر چوٹی تک گسٹیاں سیان۔ اسان بڑی احتیاط نال کائی نیم مارے سادے سادے تے کالیاں بٹیاں کی مٹھوی مٹھوی چڑھنے سیان۔ ہٹکار بڑا سار اٹھکار ساجس وچوں ہک کھو فخر آ یا جس ناں پانزی ہک تارے ارفخری اسٹاں سا۔ کھیاں کھوج لائزیاں آلیاں اس کھو ہے اچ حق باقی کے رسی نال لکائی پر جس ویلے باہر کڈھی تے اوہ ویسی دی ہونزی سی۔ ایہ وی سنو یا پچے کوئی پائل یا سیر پھرا

میں تخمیا پہاڑے فی لہزویں پاسے دور کسی نے پار بونیان فی رکھی۔ سریاں نیں پھلاں نال پھریاں باڑیاں تے بیٹاں نے پار بسنیاں ٹھوکاں تے دکڑیں آلے پاسے لکراں نیاں اُجیاں تے لسیاں لینزاں تے کنڈی چکھے ڈوبنگیاں کیاں تے دغیاں کھنڑیاں پھلنیاں نیاں بونیان نال پھریاں ویاں ساں۔

تھوڑی دیری سوں بعد اسام بڑے ادکھے تو پے سوں بئن لکھے آں۔ بڑے پھراؤ نے آخوئیں تے ضد کرنیں اپراسام
بوٹیاں نی رکھے تک دی گئے آں، رکھے نیں اندر سرگئے نا اندازہ تے ہونزاں ساپراسام کی سرنگ نیں لکھی۔ بدلے نی بکلی پھوہر
اچرے دی لقی دی سی، شعیث مزہ کہنے ماریوں اس تھوڑی جینی سائی کڈھی تے فراسام دواں در چھوڑیں جینی نظر بایں کے بولیا۔
بزرگاں کولوں سنز نیں آئے آں، اودہ آپڑیں بزرگاں کولوں، حقیقت خورے کوئی دی نیں جازناں۔ جدوں میں سکول پڑھنا
ساں۔۔ اودہ آخوئیں پیاسا۔ اس نی عمر ہک سو ویدہ سال سی۔ اودہ اسام نے سکولے نے بڑے بوہے اگے تلانے نیں ساہڑیں بوہڑی نیں
بونے کٹھ ہک بانز نیں نیجی اپر فیک لائی بیٹھی رہنڑیں سی۔ اس نیں مونہے اپر سوچاں نیاں چھوڑیاں پیاں دینیاں سیان۔ اہ آخوئیں سی
اپڑیں ہودادے کولوں اسے طرحے نیاں کہاڑیاں سنزونی آئی آں۔

بچٹس سنز نہیں پئے اوناں۔ اوہ اسان درجنی کے اسان کی مخاطب کرے۔ اوہ وی اسے تو پے ار بڑی ڈونگی سی۔ اوہ بولنا گستاں
سامیں خیالے اکی خیالے وچ اس نہیں سکول چکی گیاں۔ ہڈی تاریخ نی ہک کتاب سی۔ ماسٹر اسان کی جیہڑا وی تاریخ تاہن وینویں سے
اوہ اس کی الف سوں بے تک سارا زبانی اسان کی سنائی یاد کرائی چھوڑے۔ اسرے ہر واقعہ اسان نیاں اکھیاں نہیں ساہنیں آ گچھے۔ تفریح
نیں ولے اسان نی پوری جماعت بوہڑی نہیں تھلے ڈڑی بازیں نی منجی نے چار چغیری ہوئی گچھے۔

تخو پترو! اس شصیت فرساں کی آپڑیں در متوجہ کیئا۔ کتاباں اچ تے بادشاہاں نہیں قصہ کہانیاں تے پرانزیں زمانے نیں حالات واقعات ناں خاص خاص ذکر ہونزاں۔ جسرے ہک شہزادہ ساجیہزادہ ابہادر سا۔ کھلیاں کئی کئی پہلواناں نامقابلہ کرناں سا۔ شیراں ناوی مقابلہ کرناں سا۔ اس کئی لڑائیاں وی لڑیاں۔ پرٹکے کولوں نیں ہاریا۔ اس بہوں ساریاں شادیاں کیتیاں سیاں تے عشق دی کیجے۔ تے کئی شہر بسائے۔ اوہ تاریخ وچ اچ وی جینزواں آ۔ اوہ ایہہ سارے واقعات اسرے سنائے جسرے اوہ آپڑیاں اکھیاں نال تحزیں پئی وے۔ اساں اپڑیاں استادان کی دساں تے اوہ وی اس اپر حیران ہوئی گمخیز۔ اوہ ایویں تھوڑی دیر چپ رہیا تے فربد لے اپر نظرماری س۔ بد لے اچ زرے فرق نیں پیا سا۔ میں وی تھوڑی دیری آسٹے بد لے ناں نقارہ کھنن لئی پیاں۔

ٹساں یقین کرو یا ناہبہ کرو میں فراس نیاں گھاں اچ ڈبی گیاں۔ میں آپڑیاں اکھیاں تال تھیا اوہ آخواں پیا سا اوہ پنج سیر پہنچاوا
گوشت کھائی گئی۔ اس نمس مونے وچ ہک دی دندئیں سا۔ اوہ کوئی بڑے بیونی بڑی تھئی سی، تو پے ار ناہبہ سمجھا آئیں آلی۔ اوہ ہک واری فرزند
دیگئے نمس اندر پپ تے بکریاں تاتھواں اسے طرے سا۔ لوک باہر بدلے ناظر اکھنیں پنے سے پرک جیہڑے اسان نیاں میٹاں نمس
تال تال سے اوہ اسان درکن لائی اسنیاں گھاں نمزن لٹی جئے۔

آخری مغل بادشاہ نے زمانے کی مغل اے، اس ناں جو صوبیدار ساوہ دکنی پٹی سی۔ جے اس ناں جو اس ناں نیس ساہمز نیس پورا بکرا کھائی کس ناں سا۔ ہنز اس ناں نی حیران نی ہنز نی باری سی، اس ناں پترتے پیلوں ای حیران سا۔ مونہہ اڈی اڈی ہر دور تحو ناں سا۔

بچو! اوہ پہلے مانس لوک سے۔ انہاں نے رُج اصول سے۔ اسان ارنیس سے۔ بے اصولے، لالچی، طمع نے مارے دے
----- کدے کدے اس نی وازا بننے نی وازے دج گم ہوئی سمجھے۔ اس واری اُس اسان کی مخاطب نہیں کیتا بس باہر پئی
ٹھہرے اچ کھورنیاں کھورنیاں آپڑیں آئے دج رُج بانزنی پیا۔ اسان سکولے نے پچھو کڑ پرازیں قورستانے دج کسنیں ہونزیاں سیاں

اساں وچوں کس کی تور پنے نی ہستی؟ قہمن کیتیاں بغیر ہو کوئی چارہ نہیں سا۔ ایویں دی اچرے جیاں اُس جو کج آخیا سا کج ای آخیا سا۔ ادوہ آخویں پئی ہی جے سکولے نے بڑے دروازے نے ساہزیں بوہڑی دٹھ رار پار پئے! ناں نے سرہانہ نیاں قحطے راجد رنجیت سنگھ نے زمانے نیاں گواراں دیہاں دیاں۔ لوکاں ادوہ جام پئی کے جی، حرف بہ حرف کج لکھ۔

”پڑاے پترو! ہک ہک کھواری کی دودو بندے چاڑیں سے۔ صد آفرین انہاں کی جیہڑے کھلیاں دودو کھواریں چائی تے جواں مردی نال بکھڑیں سے۔“

"فراہد اللہ کی پیاری ہوئی گئی۔۔۔۔۔ جیسی اس واسطے تاریخ فی زندہ کتاب سی۔ بہوں ڈونگی تے مٹی اس توپے اور۔ اس توں بعد میں فرک دے جا سکاس کی اس بو ہڑی نے چھلے مجمع لایا نہیں تھا۔ فراساں جدوں سکولوں فارغ ہوئے آں، تے آپڑیں

آپڑیں

"کب روزِ محاذِ اجتماعی دینو؟ پڑیاں بازیاں دوچ تل بائٹز اس پیسا ساجے تل کسے سخت چیزے نال اڑی گئی۔ اس بہوں زور لایا پر تل نہ تھکی۔ ایہہ خبر پورے گرامیں اچ پھیلی گئی لوک جمع ہوئی گئے۔ ساریاں رلی ملی زور لایا پر تل تیس تھکی۔ جسرے زنویں نال چھنی گئی دے۔ مجبوراً کھیاں تے مھولیاں نال کھون شروع ہوئی گئے پرے سو۔"

"جدوں اودہ جاہ کھنڈتی گئی تے پتہ کہہ ہو یا۔۔۔۔۔؟۔ اساں ساریاں نیاں اکھیاں اڑیاں کھیاں۔ تو بہ! تو بہ!"

اج دنیا کل قیامت۔ اساں دی ہک روز مرناں۔ پتر و! اس نی وا زور اجنی لکھی گئی۔

تے جائیں اور۔۔۔۔۔ اس گل اورے اچ روکی۔۔۔۔۔ محازی بنیں اور پھر رکی کدو اس نی یک انگلی تہازی

[illegible]

१३४

فضل کوں جلھے ربی ما جی بڑ سایا جو طالب کھاتی میڈے وڈے بر لعل بخش نال ہو چنے تاں فضل بغیر کہیں اکہ کجھ بھیجیں طالب کوں
مگروں وہی سنڈیا اتے اوندے ہیر آون تے اوکوں ڈانگیں نال آکھا۔ ایں لوہ راہے تے جے تنیں طالب دے برا احمر سجے کٹھے
حصہ دے شئے فضل، طالب دی بخوی ممکن کڈھ گھدی اتے نہیں دے کٹھے حصوں کوں پہلے ہیج تے گھر آکھا۔
نہن سیٹھ لعل بخش دی بھیموئی بھیموئی کنہدی پٹی بنی۔ اللہ اے نہن کیا قصیدے؟ اوکوں فضل تے کاؤر لگی پٹلی بنی جس اوندے
کیچے اتے غراب سر کھڑایا یا۔ لعل بخش یک کاروباری بندہ یا۔ اوسو چندا ایٹا یا۔ جان دا خطرہ تاں سوا، ایندے علاوہ اوکوں کجھ ڈ۔ مہ ساگے
دکان دی بند کرنی پوسی۔ میری کہہ بھوار دی وکری ہزاریں ویج ہے۔ اوکوں وکری دے ونجنن دار مان واننی جان کتوں دی کجھ چوکھا یا۔
اُون خود دکھائی دے انداز اج اپنے آپ کوں آکھیا "جے کر طالب میکوں دھکا دھوز ڈے دی گھدا ہا تاں فضل کوں پپ چاکرنی چامیدی بنی۔
مسئلہ تاں نہن میڈے کیچے ہے۔ ایں چندری بخش کالج کیچے اے جبڑ ارولا رپا۔۔۔۔۔ چنے کیا قصیدے میڈے کاروبار دا۔
اوں فضل کوں سنڈیا اتے اوندے نال کوڑیدیں آکھا۔

”دلی چودا۔۔۔ انکوں جیسے پڑا جو او کہینے بندے ہیں۔ ہر دلیے حمیوے کوں گلے گلے کریدن۔ تیکوں نہیں نال بلو جگی ڈ کھانن دی کیا ضرورت جی۔ اسان شریف لو کہیں دا نہیں نال کیا مقابلہ۔۔۔؟ تمس جے کر حمیو اکرتا دی ہا تاں مہڈے نال صلاح تاں کریں ہا؟ لیکن مہڈا کیا گارے۔ حمیوے کرن نال مہڈی تاں اپنے لقب یاریں وج بھوت عن گئی جو فضل ماجھی بھرا دا پور چا کھدے۔ نصنان تاں ڈوسرا مہڈا تھئے۔ گھرو دی تاں لگ تے نئے بہہ سبکدے سا کوں بہر دے ہزاراں کم۔ ہزاراں روپا مین دی ڈ ہاڑی انج برباد۔ من نہیں نال صلح دی کروں تاں او کیرے سکے قصہ پوسن۔ او تاں ڈوہیں تھیں نال جٹی کوں پنے سرسین۔ تریا نل دت چو کے شریف آدمی ہوندا۔ سبڈے دسیب دے دی آپنے قانون من۔ حمیوے دے دے سیرا دے ہون جیرے سب کوں ڈے لب اتے کہینے ہون۔ جیرے فیصلہ کرن والے لپے ہون نہیں کہیں شریف دی کیا دتہ کرنی اے۔ او تاں او خدا سا تھڈے سین جسوں نہنا مین کوں کئی فائدہ قصہ اہوی نہیں کوں اسان کنوں کیرھا فائدہ قصہ لے۔ جے کر نہیں وچوں کئی سبڈے نال تھیادی کسی تاں ساری حیاتی سا کوں ڈیل کیتی رہی کہیں دلیے کئی جت کر کسی تاں کہیں دلیے اسان کنے کئی کم پوری دوا اہوی۔ مس تاں اداں نہ نہیں دی دھنی چنگی اے نہ جتا۔۔۔

بس پرے پرے تے ہاں پتاھرے

”اذا توں بچ ادا پئیں، طالب کینہ بندہ اے او تھیو ضرور کریے۔ جے کر میڈی آجنی کالھ ہوندی، اوں میڈے مال کی زیارتی تھی ہوندی تاں میں شیت چپ کرو ہدا۔ پر اوں تکیوں ودھ گھٹ الائے میڈے وڈے بھراکوں دھکے دتن حیدرے سرتے میڈے بچ دی پکبے۔ میں دل کیوں چپ رہ سکھ اہم۔ جے تیں میڈے اخیال اے طالب کون ستنی سکھا دن پاوی ہوں ضروری۔ اسان لہجے جے کر چپ چا کر بندے تاں او کڈ اہیں سلائے اُتے نک نہ چھے ہا۔ میں اے تیں ادا اوسلائے مال تھیو انہ کریے لیکن او تھیوے کرن کون پہلے وجھکی ضرور، میں حیدرے مال کھڑ ہدا پیاں او دی چڑ پیاں کاکی پاتی ودرے۔ منہیں کون جلیے موقع ملہا، محاف کا نا کرین“

”یارتوں! آپنیاں گالھیں کریندیں میں اداں ساڈا کارو بارزل کیا۔ توں سوچ فوہی سگدا اک ہڈ۔ جہہ ہئی بند کرن نال کارو بار کتنا بچھوں تے دہنچ پوندے۔ ایں کنوں ادھو دکھا دھوڑا چنگاں ہا کناں اے جیڈا نقصان؟“ سینہ لعل بخش اپنی دکان دے بندھنوں دا کھپارا چٹھا کھپدا۔

”اڈا توں جیویں سوچیں میڈے نزدیک میڈے پیے پاہ کنوں، میڈے کارو بار کنوں میڈی عزت ڈھیر قیمتی ہئی، جتوں میکیں اے قدم چاوتا پئے نساں میکیں گھوں اچ وٹا مارن دی لوڑ ہائی کیا ہئی؟“

”بس یارو بند کر عزت۔۔۔ عزت۔۔۔ عزت۔۔۔ اے لفظ سن سن تے میڈے کن پک گبن۔ نیکیں پتے ساڈی جے کر کجھ لوک عزت کریندے دی بن تاں ایں پیے پاہ دی وجہ کنوں، جیلھے پیر نہر یہا عزت خاک راسی“

”نیکیں پتے نیکیں اے مقام ہٹاؤن ساگے کتنا محنت کرنی پئی اے۔ پیے کئی درختیں تے نیکیں لگدے جو میں پتے تے کٹھے کر رکھیں۔ پیر ہٹاؤن ساگے میکیں ہڈ۔ جہہ رات ہک کرنا پئے تاں اے جائیداد کٹھی تھی اے جیری مین میڈی ہٹاؤن دیوں ضائع تھیندی ہئی اے“

”اڈا ماراں نہ تھیویں تاں ہک گالھہ کراں؟“

”بک۔۔۔ کیا اداں؟“ لعل بخش دڑکے نال فضل کوں آکھیا۔

”چا چا سجادل ڈسیندا ہا جو ہک موقعے میڈے بھرا دلور ڈاڑھی نہ ہٹاؤن تے اقبال نائی کوں مندے گالھیں کڈھ کھدے۔ ہے۔ جہہ جیلھے میں اؤں کئے زرخ لھو اڈن کہیں میں اؤں میکیں دلور دی دھال ہڈی۔ میکیں دلور تے ہوں کاڈ لگی جواے غریب ساڈیاں لکھ عزتوں کریندے، دلور اقبال کوں مندے کڈھ تے چنگاں نیکیں کٹھا میں سوچیا جے کر دلور کوں مین نہ جھلیا کیا تاں ول ساڈے ہتھیں نہ ادی۔ میں اقبال کوں آکھیا میں وی آپنے دسوں اوکوں ضرور کھسیاں، نساں ایں کرو میں دلھے ادا تھا میں شہر آ یا دورا ہودے۔ نساں اوندے نال بھڑنا نیکیں ڈانگاں سونے چاتے اوندے اکوں بچھوں ایویں بھرنے جوا کوں لگے مار کر میڈے نال بھڑن۔ ہے۔ جہہ میڈی صلاح تے جیلھے دلور گوشت کھن کیتے ساہن والے آ یا دورا ہا۔ اوکوں ڈاڑھ ساگے ناس دے کجھ چھو ہڈ انکاں سونے چا آئے کئی لکڑ چاتے اوندے اکوں آن لھسیا تاں کئی ہتھیں کوں وٹ ہڈ اندا شکار پور والی سڑک تے اوند اکوں وٹ لھیا جیلھے دلور ڈھانائی مار کے دی نیت ٹھیک کا کئی تاں اوں گھر سلیا پنھوایا جو میکیں ساہن والے کنوں گھن وچو اتے میں ساہن والے آتے اقبال اتے دلور کوں آتے اچ گلے پواتے نہیں دی صلح کرا چھوڑی“

”اے قصہ توں میکیں کیوں سنویندا ہیں؟“ سینہ لعل بخش آکھیا۔

”اباں تم پوری کہانی نہیں سنی اکوں تے سن نیکیں آپے پے لگ، ویسی جو میں کیا آکھن چاہندا ہیاں“

”نساں سیں اکوں تے میں سندا ہٹھاں“ سینہ لعل بخش طنز کریندیں آکھیا۔

”سجادل خاں آکھیا ہے۔ جہہ جیلھے اساں سارے بیٹھک تے کٹھے تھے پیلھے ہاے، میں دلور کوں آکھیا۔ داوونے دلور خاں میڈی

بھادری، تاہیں کنوں ڈر کھیں؟

تاں دلور آکھیا ”توں وٹ آپنیاں گالھیں کریندیں، میں ڈو کلو گوشت کھدی دوا ہم بھڑاند پئے ویندی تاں میڈا گوشت تاں ضائع

تھی ویندا، میکیں کل آگئی“ میں آکھیا بھڑاند وچ تاں زندگیاں لگ ویندیں تم وٹ ڈو کلو گوشت پیارا کیجے پیا؟“

لعل بخش ڈوہیں ہتھیں دے بے فضل ڈے تے تریبندیں فضل کوں آکھیا

میڈی اے جیڈی تھوہ پدھن دا میکیں پے لگ، گئے جوتوں کیا آکھن چاہندا ہاویں؟“

”میڈا مقصد ایہو ہا تاں۔۔۔؟ میں عزت دی بجائے ڈو کلو گوشت کوں پیارا پیا کرینداں، تاں ایویں سکی، جیلھے بندے دے خون پیئے

دی کمائی دے پیے ہوں تاں واقعی ڈو کلو گوشت دی ہوں امیت رکھیندے“

”عزت کنوں وی زیادہ؟“

”ہا عزت کنوں وی ڈیر۔۔۔“

”مہڑے خیالات سن تے میکوں استاد نہ یردی اے گالھ بالکل جگ لبدی پئی اے
”پچھ والا بندہ اپنی عزت دے دشمن نال وی بھیڑائیں کر سبکد اسس پیسے لگ وئجن“ تیں رنج ثابت کر ڈتے جو نہ یر فیض ٹھیک اہدا
”ہک اوہ ڈ۔۔۔ ہند دکان بندھی دسکی تاں کیر حاسان ڈے پوی۔ سول دی ہکا گالھ اے مہڑا کاروبار تے مہڑا کاروبار۔۔۔ پچھیں ہر گھدا
بندہ ساکوں ملے مارے کھڑا اسان ایں ڈرتوں گھوہ چاروں جو پچھے لگ وئسن۔۔۔۔۔ اٹھے پیسے کوں بھا۔۔۔۔۔ جیر ہا بندے کوں بے
فیرت کر ڈیوے“

فضل کو زنج تے اے گالھ کر چد ہا ہر گھتا گیا اتے سیٹھ لسل بخش اوکوں پچھوں مندے گالھیں کڈھیں اہدہ کیا۔
سیٹھ لسل بخش، طالب ہو ری دے ڈرتوں ڈرتاے ڈ۔۔۔ ہند تاں گھر چٹھا۔ پر کے تیں جیلے اوں دل ایج حساب لاتا جو اگر اتنا ہند
دکان بندہ قصیدی تاں کتنا وکری اتے اوں وکری وچوں کتنا منافع قصیدے ہا تاں اوہ ادا مانع بیج گیا۔ اوں دل ایج فضل کوں مہڑن دے رنج
کیجے۔ اتے اپنے ہک ڈودھ تیں ڈے سنیہا بھوہنس جتنا جلدی تھی کے میکوں گرو۔ جیلے لسل بخش دے دوست اوہ دے سبجے تے اوں ڈے
آئے تاں اوں نہیں کوں آکھیا۔

فضل دا جھیرے او نہیں نال آپ نہرے، میں اوہ دے راہ تے آپنا نقصان نہیں کر سبکد؟ میں تو آکوں ایں سا گئے سڈ دائے جو میں
گھا جیں نال نہ نہ در کرن چاہنداں“

”سیٹھ لسل بخش دے دوست اوہ دی گالھ سن تے حیران تھی جیلے جو سیٹھ لسل بخش دا داغ تاں خراب نہیں تھی گیا۔ نہیں اوکوں آکھیا“
سیٹھ لسل بخش گالھ بیا کر چدیں، فضل تاں طالب نال بھڑادی مہڑے کیجے جے نتاں اوہ طالب نال کیا ڈیوہا لہتا ہا۔ توں من خود اوں
جھیرے کنوں یگا پتا تے سارہو جھاونڈے سر ڈیون چاہندا نہیں؟ اسان کنوں محمد میں تاں ساکوں مہڑے اوہ فیصلہ صلوں پسند نہیں آیا“
”او جو من روز روز کہیں تاں کہیں نال بھڑے کھڑا، میں ہن سارے کم چھوڑ تے اوہ دے جھیرے نیزاں چٹھا۔ ٹساں اہدہ اوہ مہڑے
سا گئے بھڑے، کیا میں اوکوں بھڑن دا آکھیا یا اوں بھڑن کوں پہلے مہڑے نال صلاح کیتی تھی؟ جیلے اوں میکوں ایں ساری صورت حال
کنوں دکھادی بے خبراے تاں میں کیوں اوہ دی خاطر سارے کم کاروبار چھوڑ تے گھر چٹھا راہواں۔ تہا کوں ظم اے میں ہک کاروباری آدمی
ہاں۔ مہڑا سارا گھر بار ایں کاروباری جڈ تے چلے۔ میں جے کر گھر پر راہواں تاں مہڑا گھر کیوں چلی۔ سب توں وڈی گالھ میں
تہڑے بھڑے دی فیس کھوں ایساں جیر حاسیل تے ڈاکٹر بڑا پنے۔ ڈوہا تہا کوں پتے سڈی دکا عاری اکثر ادھار تے جلدی
اے۔ من مٹھنی دی موسم اے۔ رنج جے کر میں ادھار نہ اگور سکیم تاں دل جیلے زمیندار کپاہ دے پیسے جھیں کس لا کھڑے میکوں کیا
ڈیرن؟ بس جے کر ٹساں مہڑے گھس جمن ہاؤ تاں مہڑے نال ایسا بھلائی کرو گھا جیں جیل تے مہڑی نہ نہ در کر ڈیو۔ فضل آپے نہیں نال
لڑے بھڑے دوا“

”ٹھیک اے اسان مہڑے نال ٹلن کوں تیار ہاؤں، سڈ اکیا فضل نال، جیلے توں بھڑا تھی تے اوہ دی نوعی سوچندا یا۔ ساکوں کیا پئی
اے فضل دی؟“ کرم الہی آکھیا۔

”چلو یار مرضی دا مالک ہمیں جیو میں تیکوں چٹکی لے“ ملک حضور بخش، کرم الہی دی ہلوچ ہلے میں آکھیا۔
سیٹھ کرم الہی اتے ملک حضور بخش دے وئجن دے بعد ڈوہجے ڈ۔۔۔ ہند جیلے سیٹھ لسل بخش ہو ریں نہ نہ در سا گئے وچتا ہا سیٹھ کرم الہی یا
حضور بخش وچوں کئی ہک کھائیں اے گالھ کر چٹھا جو لسل بخش، طالب گھا جی ہو ریں نال نہ نہ در کرن چاہندے۔ جھوں اے گالھ ہند
کر چدی فضل تو فی جی تاں پہلے تاں اوکوں اصلوں جین نہ آیا اوں سنیہا بھاون آئے کوں آکھیا“ اے گالھ جگ اے جو مہڑا بھڑا پیسے نال

بہوں پیار کر بندے پر اوندی رت عالی اتاوی پانی نہیں تھی جو اس کے بھرا کوں چھوڑے دھج کھلاستے آپ مزے دوا کرے“
 جیلھے اوندے فضل دے اکوں اللہ دی قسم چاتی جو میں بالکل بچ پیا اداں تاں اوکوں بھرا دی ایں خود فرضی دا بہوں ارمان لگا۔
 اوندے دل آج آکھیا ایں کنوں وڈی قیامت مئی: جی کیا اودی، میڈا سکا بھرا، میں جیکوں ہمیشہ بچو دار چڑھتے۔ جیدے غاطر میں اہنی جان
 دی پرواہ کیجے لڑیاں بھڑیاں، میگوں کھلا کرتے نہیں نال خود صلح کرن چاہندے۔ اوکوں لعل بخش کنوں اتا وڈی بے حیائی دی توقع نہ مئی۔
 اوندہ اچھا پھرن لگا اتے او اٹھا میں پرہ تھیا۔

لعل بخش اتے فضل ترانے بھینٹیں دے ڈو بھرا بن جھماں وچوں لعل بخش وڈا وڈا اتے فضل ترانے بھینٹیں کنوں چوڑا ہا۔ میں دا بہو اہنی
 بخش اپنے جیدے میں دھیریں دی شادی دے فرض کنوں سبکدوش تھی تے مویا ہا اتے فضل حالی کنوارا ودا ہا۔ بہو دی وفات دے بعد گھر دا کرتا
 دھر تا لعل بخش ہا جبرھا، نہیں چلا کیس نال ہر شے اپنے نال کرا، ڈو گھر چھوڑتے ہک ڈو کنال دے گھر وچ لُچ وچ چھٹھا ہا اتے فضل کوں اہنی
 بڑھڑی ماہ نال اپنے پڑائے گھر آج چھوڑ گیا ہا۔ پہلے کچھ مینے تاں لعل بخش اپنے کچھ بھرا فضل اتے بڑھڑی ماہ دا خرچ برداشت کریدا رہیا۔
 دل اے آکھ تے نہیں کنوں ہتھ چا کھنڈس جو میں ہکا ڈا بندہ اپنے پالیں دی کراں کنناں تہاڑی؟ میں کنوں نہیں پرائی نہیں تھیدی۔ ایں
 ساگے من شاس اپنا خرچ پانی آپ کھتا کرو۔ جیدے اے اتے نہیں دی ماہ لعل بخش نال کوڑ بھین پی تاں فضل آکھیا ”اماں مئی کالھ نہیں
 اڈے دا وڈا سارا بھر اے اسان ڈو تاں بندے ہاؤں اپنا گزارہ کر گھنوں“

لعل بخش دوستیں دی میڑھ کھن تے کھلا جیں ڈے ہتھ در کرن ساگے روانہ تھی گیا ہا۔ فضل کوں رو روہ تے آپنیاں چنگاکیاں یاد آندیاں
 پیاں بن۔ اوکوں یاد آندیاں جیلھے لعل بخش اپنے بہو ڈو بے دے ڈو کنالیں تے نوکھ کھار بٹا یا ہا تاں اماں دے الاون تے اوندے بھرا دی
 وٹب کر بندیں آکھیا

”اماں اڈے کوں ضرورت مئی جے کراؤں مکان بنوائے چا تاں کیا فرق ہے مجھے۔ جیلھے سا کوں ضرورت پوی سا کوں دی اللہ ڈے
 ڈیکے“

ایندے علاوہ لعل بخش کوں کاروبار ساگے ماہ اپنے سارے گانڑھے ملے جھل پھراتے مال چھک ڈتا تاں دل دی فضل کئی اتراش نہ
 کھتا۔ انجھیاں کئی کالھیں بن جبر حیاں فضل کوں ڈکھاراپیاں کر بندیاں بن۔ فضل اے کالھ ماہ کوں نہ ڈسی مئی جواڑا کھل میں نال ہتھ در
 دوا کر بندے۔ اوندہ خیال ہا جو اماں کوں اے کالھ ڈسن، اوکوں پڑھپے دھج جان بھج تے ڈکھ بھادون والی کالھ اے۔ اوندے ہتھیں
 چٹھیں سیف دی راز کھولی اوندے وچوں کئی شے چا تے ہا ہر گھٹا کھیا۔ لکھ گھن پریشانی دے عالم وچ اولیڈے اوندے پھر دا گھر دار رہا
 ۔ دل اوکوں کئی انجھیاں آیا اوکھا جیں دی دتی روانہ مگی پیا۔ جیویں اوندے تھولا پنڈھ کھتا اوندے لعل بخش اتے اوندے دوستیں کوں دتی کوں
 واپس آندہ ڈھا۔ لعل بخش کوں حیرانی تھی جو فضل ایڈے کیویں آیا ودا ہوئی؟ جے تیں لعل بخش اے سوچیندا تھیا فضل اوندے بے ہتھول سدھا
 کر بند میں آکھیا۔

”آوت لہج میں تیکوں کئی ہتھ در کرناواں، میڈا بھلا کھلا جیں نال کیا تھیدا ہا میں جے کر نہیں نال بھڑیا ہم تاں تہڈے کیجے جیلھے
 تیکوں میڈا ایہو خیال اے تاں میں کیوں بچھوں راہواں۔۔۔۔۔“

فضل دی کالھ تے لعل بخش وٹھلا تھیدی میں جے تیں ادا تھیا ”وئے اے کیا پیا کر بندیں ہتھول دامنہ تاں ہک پاسے کر“
 فضل دے ہتھول دی گولی لعل بخش دے سینے وچ تھا تھی اتے او اٹھا میں زمین تے کھڑیاں مارن پے گیا۔

رابعہ

منصور حیران کی۔ کیا یہ ادبی رابعہ اے جس نے اک داری اوہ سے دل و کچھ کے ٹھک دیا کی تے جہدی اک جھلک لئی اوہ تر سدا ہوندا سی پر اوہ منصور دل و کھدی وی نہیں سی۔

اج ادبی رابعہ اونوں دعوت دے دی سی۔

پہلاں تے منصور گھبرا کہ اوہ بے مال مذاق کر رہی اے۔ اج کئی سال بعد وہاں دی ملاقات ہوئی تاں رابعہ الجھا ای بدلیا ہوا سی۔ پہلاں تاں اوہ منصور دل و کھدی وی نہیں سی۔ بے کدی اوہ کوئی گل ہمچہ اتاں سدھے مون بھلا نہیں سی بولدی۔ منصور اوہ بے چہچھے پاگل ہوا یا سی۔ ایہ پاگل پنہا عشق والا نہیں سی سگوں قفر نہیں سی۔ منصور جوان ہوا تاں اوہدی جوانی کچھ بیتی ای رنگین سی۔ کھک ونا سوہتا رنگ سوہتا قد کاٹھ چہرے آتے بھرویاں مچھاں پاروں مرداگی دا تاثر اتوں شرعی اکھاں جہناں وچلا تاں اُڈے پتھیں نوں قہقہے ست لبیدہ سی۔ کڑیاں اوہ بے آئے آج ڈگدیاں جویں شہدائے کھیاں۔ تے اوہ وی قدرت دے دتے ایہ تاں تحفیاں دا بھرواں قایدہ اچکا۔ پر رابعہ اوہ بے واسطے چیتج بن گئی سی۔

رابعہ اوہدی زندگی دی پہلی کڑی سی جس نے اوہدی پرواہ نہیں سی کیتی۔ جیوں جیوں منصور اوہ بے دل کچھ اجاندا اوہ دُور بھدی جاندی۔ اک داری جدوں گلی خالی وکھ کے منصور نے اوہاراہ ڈکھیا تاں رابعہ نے قصے مال آکھیا سی: ”بندے دا پتر بن کے پاسے ہو جانیس تے میں جُکھی لاہ کے تیرے سر آتے اک وال نہیں بھڑتا۔“ تے منصور چپ چپوٹا پاسے ہو گیا سی۔ اپنی عزت براک نوں بھاری ہوندا اے۔ بس اوہ دن سی جہدے مگروں اوہ نے رابعہ دا خیال چھڈ دتا۔ منصور دی زندگی وچ کنیاں ای کڑیاں آئیاں۔ اوہ بے سگی اوہ بے آئے رتھ کر دے۔ کچھ ہمچہ بے کد اوہ بے کول کیہ گز سٹھکی اے پر اوہ کیہ سدا۔

فیر کئے ای سال گزر گئے۔ رابعہ دا دیاہ ہو گیا۔ اوہ دیاہ کے پچھلی گلی وچ گئی سی۔ شروع شروع وچ اوہ روز ای پیکے آ جاندی پر ہولے ہولے ایہ کم کھدے لگا گیا۔ دیاہ دے اک سال مگروں اوہ بے گھر پہلی کڑی جی۔ رابعہ داپیکے آ دنا گھٹ گیا۔ جدوں اوہ بے گھر دوجی کڑی جی اوڈوں تھکر منصور دا دیاہ دی ہو چکیا سی تے اوہ دوجے پتر دا بیوی بن گیا ہو یا سی۔ بی اے کر کے منصور نوکری لئی تھہ پیر مارن لگ گیا سی۔ فیر اونوں پولیس دے گھمے وچ نوکری مل گئی۔ ایہ نوکری کافی سخت سی۔ پہلاں تے کئی مہینے ٹریننگ لئی دوجے شہر ہتایا۔ پاسنگ آؤٹ مگروں تھیتاتی تے نیزے ای ہو گئی پر نوکری بہت سخت سی۔ ہنسا وار چھٹی وی نہیں سی ملدی۔ کچھ نہ کچھ ہو جاندے تے چھٹی کینسل ہو جاندی۔ کئی واری ادھادھادھان مڑک کھڈے جے کھلوٹا چنڈا کیوں بے حکمران نے اتھوں لنگھنا ہوندا سی۔ اسید بے باوجود منصور تے اوہدی ماں خوش سن کر منڈے دی نوکری لگ گئی اے۔ نوکری لگی تے ماں نے منصور دا دیاہ دی اپنے بھرا دے گھر کر دتا۔ اوہ بے بہت پہلاں ای سیالکوٹ والے بھرا دی دمی شاز پیا تے نظر رکھی ہوئی سی۔

شاز یہ نے منصور دی زندگی وچ آ کے رنگ بھرے۔ پولیس دی مشکل تے دیکھا کپاڈ نوکری توں اوہ گھر پر تدا تاں شاز یہ مسکرا کے اوہا استقبال کردی۔ اوہدی پسند ویاں چیزیں پکائی تے اوہ بے لٹی چٹکے چٹکے کپڑے سواندی جہناں نوں پا کے منصور دی مرداگی ہور گھبرا وندی۔ شاز یہ منصور دی بیوی ای نہیں عاشق دی سی۔ منصور نے دی شاز یہ نوں لہے کے باقی سارے تاتے توڑنے شروع کر دتے۔ عالیہ قایدہ اُٹھنی اُٹھنی اُٹھنی زبیرا۔ اک لمی لائن سی جموی دیاہ دے مگروں صرف شاز یہ تک محدود ہو گئی۔ شاز یہ نے ای منصور نوں بچ جن دا اعزاز

بھکیا۔ ویاوے دس کو مینے بعد منصور دے گھر پہلا پتر تمیا۔ ویاوے نوں اے دو سال ہوئے سن کہ دو جا پتر دی جم پیا۔ اوہدی ماں بہت خش سی پر منصور دے دوست ہمدے تے اوہا مذاق اڈاندے۔ ”تسیں میاں بیوی ایڈے کالھے کیوں او؟ ملک دی آبادی پہلاں تھوڑی اے؟“ منصور ہنس چھڑا۔ اوہا دوست بشیر آکھدا ”جے تسیں ایسے رفتار نال بچے حمدے رہے تاں مرن ہیکر تیرے گھر دور جن بچے ہون گئے“ منصور ہنس کے دسدا کہ دو جا بال تے انجول پنے وچ ای ہو گیا اے۔ اوہ ابیدے لئی تیاری نہیں سن کر رہے پر پتا اوہوں لگیا جدوں گل دسوں نکل گئی ہوئی سی۔

منصور دے پر ہیز دے باوجود اوہ دے ویاوے چوتھے سال اوہا تیجا پتر پیدا ہو چکیا سی۔ ہُن منصور تے اوہدی بیوی نوں وی تشویش ہون لگ پئی۔ دوویں جی ایسے زرخیز آں تے بالاں اُتے کچھ روک لانی پوے گی۔ اکے تے جتے بال سانہنے اڈکھے نیں دو جا ایہناں دے کھان چین تے تعلیم دے خرچے کتھوں آدن گے۔ آپ تاں اوہ پولیس وچ معمولی کانسٹیبل سی۔ پولیس دا ٹھکانا بد نام بہت اے پر ہر اک پلیس واسطے رشوت کھان دا موقع نہیں ہوندا۔ تے معمولی تھا وچ کئے کوئے پالے جا سکدے نیں۔ منصور نوں تیجے بچے دی پیدائش دے بعد کالج دے پروفیسر جمیل دی گل اکثر چیتے آوندی۔ اوہ کلاس وچ ان جھک ہو کے آکھدے ہوندے سن۔ ”منڈو یاد رکھو جتے بچے پیدا کرنا کوئی بہادری نہیں۔ ایہ کم تے کتے دی تہاڑے بالوں بہتر کر سکدے نیں۔ انسان نوں چاہیدا اے کہ صرف اونے بچے پیدا کرے جہناں نوں چنگا کھواسکے چنگی تربیت کر سکے۔ جہڑے بچے نوں تسیں چنگا کھوایا نہیں سکدے پتے سکول وچ پڑھا نہیں سکدے اوہنوں پیدا کرن دا تہانوں کوئی حق نہیں۔“

تے منصور نے پروفیسر دی نصیحت اُتے عمل کرن دا فیصلہ کر لیا۔ اوہنے شاز یہ نال طے کیتا کہ اپریشن کروالیا جادے۔ تن منڈے بہت نیں۔ ہور اولاد دی سانوں ضرورت نہیں۔ اگلے مہینے موسم ذرا ہور بہتر ہو جاندا تاں شاز یہ نے اپریشن کروالیا سی۔ معمولی جیہا اپریشن جہدے وچ صرف پندرہاں منٹ لگدے نیں تے آئندائی ہور بالاں توں بچا ہو جاندا اے۔

اج کل شاز یہ پیکے گئی ہوئی سی۔ منصور دی ماں وی اوہ دے نال ای بھرانوں ملن ٹر گئی سی۔ منصور گھر وچ کلاسی۔ فون بکس نوں گیاں اے جتھے دن ہوئے سن پر جویں اوہ گھر دی ساری روٹی نال لے گئیاں سن۔ اے اک ہور بختے بعد اوہناں نے واپس آداسی پر منصور واسطے مشکل بن گئی ہوئی سی۔ اوہ دے کولوں بیوی دی جدائی برداشت نہیں سی ہو رہی۔ پتر اں دی یاد آوندی تاں اوہ سو بائیل فون سیٹ وچ اوہناں دیاں تصویراں کڈھ کڈھ کے دیکھدا۔ روزای بیوی تے ماں نال فون اُتے وی گل ہوندی پر فیرو دی رات دا ویلا گزارنا اوہنوں اڈکھا ہو جاندا۔

منصور دے جھکے وچ چھٹیاں بہت گھٹ سن۔ اکثر اک دن پہلاں پتا لگدا کہ آون والے کل دی چھٹی کینسل ہو گئی اے۔ بڑی کچھ جڑھدی۔ اج کل حالات کچھ مناسب چل رہے سن ایس لئی انچارج نے واری واری ساریاں نوں چھٹی دین دا آکھ دتا۔ منصور دی چھٹی جمعرات والے دن دی تھی گئی سی۔

تے بدھ والے دن ای اوہ واقعا ہو گیا۔ منصور نوکری توں چھٹی کر کے گھر آ رہیا سی۔ گلی دی کمر اُتے ای راجہ نظر پئی۔ اوہ منصور ول دیکھ کے مسکرائی۔ منصور خش ہون دی بجائے پریشان ہو گیا۔ ایہ واقعی راجہ سی؟ آکھ دے پکارے وچ اوہنوں کئی سال دی کوفت یاد آ گئی۔ اوہ دے کولوں جواب وچ مسکرایا دی نہ گیا۔

”چھٹی کبڑے دن کردے او؟“ راجہ نے بغیر کسے تمبید دے پچھیا۔ گلی خالی سی پر اوہنوں پتا سی کہ کسے دی ویلے کوئی آسکدا اے۔ کسے گھر دا بوبادی کل سکدا اے۔

”میری کل چھٹی اے“ منصور نے مشکل نال آکھیا۔

”میں کل دس بجے نال آواں گی“ راجو نے جھپٹی نال آکھیا تے نال ای اگے نوں بڑگی۔

حیران پریشان منصور نے مڑ کے دیکھیا۔ راجو کافی اگے جا چکی سی۔ اوہ کتھے آوے گی؟ کیہ اوہ بے گھر؟ کیوں آوے گی؟ منصور سوچدا ای رہ گیا۔ بیوی فریج وچ کئی دناں دے سالن پکا کے رکھ گئی سی پر اوہ من لگ بھگ ٹنک چکے سن۔ روٹی انج کل اوہ بازاروں لیجدا آوے آوے سی۔ انج دی لے آ یا سی۔ فریج وچوں دواںڈے لے کے آ لیٹ بنا کے اوہ نے روٹی کھا لئی۔ غیر چاہدا اک کپ بنا کے پیتا۔ اوہ بے کولوں کوئی کم دی انج دھیان نال نہیں سی ہو رہیا۔ جدوں تھوڑی دیر بعد اوہ نے روز دا گھوں بیوی نوں فون کیتا تاں وی اوہ دھیان راجو دی سی۔ بیوی نے فون دے دے دے پا سہ دی انداز لالیا تے ہنسن لگی۔ انج تہاڑا دھیان اُلھیا ہو یا لگدا اے۔ ٹھیک تے اذ سر تے نہیں ذکر ہیا۔

”کھ نہیں بس تھکھا ہو یا آں“

”غیر تسمیں آرام کرو من۔ اپنی سخت نوکری کر دے او“ بیوی دے لہجے وچ شفقت وی سی تے غلوں وی۔

پر منصور نوں آرام کتھے سی؟ اوہ بار بار سوچدا۔ راجو نے کیہ واقعی انج آکھیا سی۔ اوہ نوں سنن وچ غلطی تے نہیں لگی؟ راتیں نیندر دی چنگی طرحاں نہیں آئی۔ خاب وچ بار بار راجو آ جاندی۔ اک واری اوہ نے خاب دیکھیا کہ راجو آئی اے اوہ اوہ بے نال جڑ کے بیٹھا اے تے اچانک بوہا کھول کے شازیا گئی تے اوہ نے راجو نوں گتوں پھڑ کے مارا شروع کر دتا۔ پریشانی نال اوہ دی اکھ کھل گئی۔

سویرے جلدی جاگ پیا۔ معمول مطابق منصور نہا کے باہر ناشتائیں بڑ گیا۔

ناشتے توں دیکھا ہو کے اوہ نے ٹھکانا امتحان دی تیاری لئی کتاب کڈی۔ دو مہینے بعد امتحان ہون والا سی تے منصور دا خیال سی کہ امتحان دے کے ترقی کرے۔ پر کتاب اوہ بے سامنے ہو کے دی کدھر بے ذور پئی سی۔ اوہ دماغ تے راجو دل بھگ رہیا سی۔ کدی اوہ دھا ٹھکانا چیتے آوے کدی جی لاہ کے وال نہ جھڈن والی گل۔ فیرو دی راجو اوہ نوں چنگی لگدی سی۔ منصور نے سوچیا جے شازیا اوہ دی زندگی وچ نہ آوے تے تاں راجو دی کی ہو روئی محسوس ہوندی۔ ایہ کی ساری زندگی لئی سی پر راجو نے کیتا کیہ سی؟ کیہ واقعی اوہ نے آون دا کہیا سی۔ منصور نے اوہ بے فکرے بارے غور کیتا۔ اوہ نے آکھیا سی ”میں کل دس بجے نال آواں گی“۔ کتھے آواں گی؟ ایہ گل نہیں سی دی پر کتھے آسکدی اے۔

ایڈوں پہلاں اوہ نے چھٹی بارے دی پچھیا سی۔ کیہ اوہ نوں پتا سی کہ اوہ بے بیوی بچے گئے ہوئے نہیں تے اوہ گھر وچ کلا اے؟

منصور نے باہر لا بوہا بغیر کٹدی دے تھنڈ یا ہو یا سی۔ گلی وچ کوئی کھڑکاروی ہوندا تے اوہ جھپٹی نال بوہے دل دیکھدا۔

ساڑھے دس بج گئے۔ فیروہا کھلیا۔ راجو ای سی۔ جوئیں اوہ نوں جھنن سی کہ بوہا کھلا ہووے گا۔ اوہ نے اندر وڑ دیاں ای بوہے دی اندروں کٹدی لاوتی۔ منصور اوہ بے دل دیکھی جا رہیا سی۔ ویڑھے وچوں ہوندی ہوئی اوہ براڈے وچ کرسی آتے بیٹھے منصور کول آگئی تے کمرے دے اندر دیکھدی ہوئی بولی۔ ”بیوی بچے تے ماں جی سیا لکوت گئے ہوئے نیں“ اوہ بے لہجے وچ سوال نہیں سی سگوں اطلاع لگدی سی۔

”تینوں کوں پتا لگیا؟“

”بس لگ گیا۔ زاناں نوں انج دیاں گلاں دا پتا لگ جاتا اے۔ اندر کمرے وچ نہ چلیے؟ میرے کول؟ ایم بہت تھوڑا اے۔“

”چاہ نہیں گی؟“ منصور نے پچھیا۔

چاہوں تھنڈ اندر چل۔

اوہ دی آواز اوہ بے لہجہ داسا تھ نہیں سی دے رہی۔

منصور پپ چوٹا اُلھیا تے اندر کمرے وچ جا کے بیڈا تے پ گیا۔ ایہ اوہ داتے بیوی دی ساجھا بیڈی جیڑا اوہ وچ لیائی سی۔ راجو دی اوہ بے نال آ بیٹھی۔

”میں سوچیا منصور کالج دے زمانے توں میرے کچھے بیا ہو یا اے“ انج اوہ دی سن ای لوں۔ ایہ آکھ کے اوہ نے من دی

کوشش کیتی۔ پر اوہ ہاسا نہیں سی۔

منصور نوں کسے دی گل دا یقین نہیں سی آرہیا۔ اج سورج کھڑے پاسیوں چڑھیا سی؟ اوہنے رابعد بارے اک زمانے وچ پتا نہیں کیہ سوچیا سی۔ اج رابعد اوہے نال بیٹھی ہوئی سی تاں اوہ سارا کجھ بھل کے منصور بونٹریا ہو یا سی۔

”کیہ ہو یا اے“ اوہنے مشکل نال پچھیا۔

”ہونا کیہ اے“ کجھ دی نہیں ہو یا“ میں بس تیری پرانی سدھر پوری کرن آگئی آں۔ پر میرے کول ویلا بہت گھٹ اے“ جھمتی کر“ رابعد نے آج آکھیا جو میں اوہ چور ہووے۔

پر منصور دا دماغ کدھرے ہو رہی۔ ”اج ہو یا کیہ اے؟“ اوہنے فیر پچھیا

”منصور میں تینوں آکھ رہی آں ویلا ضائع نہ کر۔ میں کس نال جھوٹھ بول کے آئی آں کہ بازار جاری آں۔ بازار آون جان

وچ بہت تھوڑا ویلا پھد اے“ بس اوہنے ویلے لئی میں تیرے کول آں۔ اپنا چاہ پورا کر لے“

منصور اے دی حیران سی۔ کیہ گل اے“ خاندن نال لڑائی ہوگئی؟“ اخیر اوہنے پچھیا۔

”لڑائی کیوں ہوئی؟“ اوہ چٹکا بند اے۔ رابعد آکھن لگی۔

”فیر؟“

”فیر کیہ؟ توں ویلا گھاں وچ ضائع کیوں کر رہیا میں؟“ اوہ کجھ گئی۔

”تیرے خاندن وچ کوئی کی اے؟ مشکل نال منصور نے آکھیا۔

رابعد بولی: ”نہیں میرے خاندن وچ کی تے کوئی نہیں“ اوہ تے سگوں بہت ای مرداے جان چھڈائی اوکھی ہو جاندی اے۔“

”فیر میرے دل آون دا کیہ مطلب ہو یا؟“ منصور نے پچھیا۔ ”جداں میں منڈا کھنڈا ہوندا ساں“ اوہوں تے توں مون بولا

نہیں سی لاندی ہوندی۔ میں تیرے مگر ہوندا ساں تے توں.....“ اوہنے گل ادھوری چھڈ دی۔

”بس ہے تاں کوئی مطلب۔“ رابعد نے گل پر تاون دی کوشش کیتی۔ بڑے چاہ نال آکے تے منصور نال جڑ کے بیٹھی داوی

سریر چھنڈا ٹھاری۔

پر منصور کسے باز آون والا سی۔ ایہو رابعد سی جہنے اک واری اوہے دل وکھ کے ٹھک دتاسی۔ منصور نوں اک اک گل یاد آ رہی

سی۔ اوہی رابعد من اوہے اپنے گھر آکے اوہے کم دی منگ کر رہی سی جہدے لئی منصور دس سال پہلاں ترسدا رہیا سی۔

”جو میں کجھ مرداں نوں ڈوہتی ہانڈی دا چسکا پے جاند اے کوئی اوہو جی گل تے نہیں“ اوہ آکھن توں نہ رو سکیا۔

”منصور! تینوں چنگی طرحاں پتا اے“ میں ایہو جی زبانی نہیں۔ بس توں اپنی مرضی پوری کر لے“ جو آکھیا اے اوہ کرو ویلا تھوڑا

اے“ میں کس نال بہانا بنا کے آئی آں“ توں جلدی کر“ رابعد نے آکھیا۔ اوہا جسم اے دی چھنڈا ٹھاری۔ جو میں کوئی لاش ہووے۔ بسترے

تے بیج والی گرمی تے نرمی دا اوہے وچ ناں نشان دی کوئی نہیں سی۔

”فیر دی پتا تے لگے نہیں کیہ ہو گیا اے کہ تیرے ورگی سوانی میرے اتے مہربان ہو رہی اے۔“ منصور نے جان لئی اصرار کیا۔

”منصور! میریاں دو دھیاں نیں۔ میری زندگی دن بدن مشکل ہوندی جا رہی اے۔ کس نوں پوتر چاہید اے۔ اوہ پوترے لئی

میرے خاندن نوں وی ون سونے مشورے دیندی اے۔ ڈو جاویاہ کرن لئی آکھدی اے۔ تیرے تن پتر نیں۔ میں سوچیا“ تیرے نال اک

واری سوں دیکھاں“ کیہ پتا ابیدے نال ای رب میرے اتے مہربانی کر دیوے تے میرے گھر دی پتر جم پوے۔“ رابعد نے گل کجج اواز

نال آکھیا تے ڈوبے پائے مونہ پھیر لیا۔

لمی چپ

نہاوندیاں اوہدی نظر کی پہلی اپر پئی تے اوہنے بھتی نال نہا نہا چھڑ دتا تے توہ لے نال جسا پو بھیا تے شیشے نیرے ہو گیا۔ ایہہ کیہ؟ ایہہ داغ تے میں کدی سکیا ای نہیں۔ اوہ روز شاور چھلے نہاوند، میں کدی اپنا جبر ای دھیاں نال نہیں سکیا۔ ایہہ داغ کدوں دا اے؟ ایہہ تے نہیں ہے ایہہ پہلاں نکا ہوئے تے میری کدی نظر نہ پئی ہووے، مہن ایہہ وڈا ہو یا اے تے میں رسوں وکھ دے۔ اوہنے ایہہ سائے تے ہتھ پھیریا تے ایہہ کچھ ابھر یا جھیا لگا۔

اوہنے چنے اتے فیر نظر ماری۔ مونڈھیاں تے دھون دوالے سکیا۔ اوہنوں کچھ مور داغ دے۔ ایہہ تے کالے قل نہیں تے پتہ نہیں کدوں دے نہیں۔ ایہناں نوں اوہنے پتہ نہیں کئی واری دکھیا ہو یا۔ ایہناں وچوں دھون دے سچے پاسے آلا گل تے شاختی کارڈ اتے وی لکھیا ہو یا۔ اوہنے وار واری ساریاں اتے ہتھ پھیریا، اک ادھ نوں چھڑ کے باقیاں اتے ہتھ نے کچھ محسوسیا ای نا۔

اوہنے فیر کی پہلی اتے ہتھ پھیریا ایہہ تے کچھ وڈا وی اے تے ابھر یا ہو یا وی اے۔ اوہ گھبرا جھیا گیا۔ اوہ کمرے وچ آیا تے سو بائل لے کے کندھا تے گلے شیشے ساہنے کھلو گیا۔ باہر لگ بولہ کھڑکان لگ پیا۔ اوہنے سوچیا ہونا اے صاحب تے ایہنا کدی وی لین نہیں ہو یا۔ دے برناتہ کر لید اے تے نام اتے دفتر نہ جاند اے۔ اوہنے شیشے ساہنے کھلو تے ای لگ نوں ناشتے بارے آکھیا تے آپوں مور شیشے نیرے ہو گیا۔ اوہنے کمرے دیاں ساریاں تہیاں بال دتیاں تے چار بیچ تصویراں کھچی تھیاں، کچھ نیرے کر کے تے کچھ دوروں تے فیر اک کر کے تصویراں کھن لگ پیا۔ دور آلیاں تصویراں تے انج ای سی جویں اوہ داغ و سدا ی پر نیرے آلیاں تصویراں وکھ کے اوہنوں تھمتے پر سے آگیا۔ کمرے دا اے سی شماراں نہیرا تے چل رہیا سی پر اوہنوں گرمی جی لگ رہی سی۔ ایہہ تے وڈا لگدا اے تے ایہہ دے وچکار چٹاک جی وی اے۔ کمرے دا بولہ فیر کھڑکیا اوہنے بھتی نال کپڑے پائے تے لگی لگی بولہ کھول دتا۔

اوہ چلے اک ڈیڑھ سال توں اسلام آباد وچ اک وزارت وچ کم کر رہیا سی۔ باقی بیلہوری۔ اوہ تن چار دن اسلام آباد رہندا تے باقی دیہاڑے اپنے علاقائی دفتر لیہر ہوندا۔ انج اوہنوں ایہہ دن لیہر رہن دا موقع لہجہ جاند اسی۔ اوہ ایس واری لیہر گیا تے اوہنے دوروں کھچیاں ہو یاں تصویراں بیوی نوں دکھائیاں۔ اوہ تک کے مس پئی۔ ایہہ تے وڈا گل اے مور کچھ وی نہیں۔ جددوں اوہنے نیرے کھچیاں تصویراں دکھائیاں تے اوہ چپ ہو گئی۔ سانوں کسے ڈاکٹر نوں دکھانا چاہیدا اے۔ اوہ سچے ایہناں لفظاں نال اوہ اندرون کچھ مور گھبرا گیا۔ پر اوہنے سبھی نہیں ہون دتا۔ اوہنے اپنے اک ڈاکٹر بلی نال گل کیتی تے اوہنے تصویراں کھن دا آکھیا۔ تصویراں وکھ کے اوہنے سرکاری ہسپتال دے سکن دے ماہر ڈاکٹر کولوں نام لے دتا۔

اگلے دیہاڑے دوں میاں بیوی ہسپتال گئے۔ ڈاکٹر دا کمرہ دے چھوڑا تے سی۔ پوڑھیاں چڑھن آ لے لوکاں دی بہن بھیڑی۔ اوہ اوکھے سوکھے ہو کے اپر گئے تے ہال لوکاں نال بھریا ہو یا سی۔ زنانیاں تے مرداں دیاں وکھو کھ قطاراں بنیاں ہوئیاں سی۔ ایہناں قطاراں دی کثرتی کرناوی اوکھاسی۔ مرداں، زنانیاں تے بالاں نے چیک چھاڑا پایا ہو یا سی۔ ہال وچ پر سے تے روگاں دی بو کھلری ہوئی سی۔ ایس بھیڑ وچ پروفیسر ڈاکٹر حکمران اپنا ناوی اوکھاسی۔ اوہنے آل دوالے نظر ماری تے ساہنے پروفیسر دا ناں لکھیا ہو یا سی۔ اوہ

لوکاں دیاں قطاراں چیر کے پروفیسر دے کمرے ول ودھے تے اگے ٹھٹھا جھپا مھاں آلا چوکیدار کھلوتا سی۔ اوہنے اوہناں نوں سرتوں پیراں تیکر نکلیا تے دو دلیلاں جھپا ہو گیا جے ایہناں نوں ڈکنا اے یا پروفیسر تیکر جان دیتا اے۔ اوہ بے دلی نال کجھ اگے ہویا، اوہنے سجے تھ نال سہانت کرائی تے اوہ کچھے ہٹ گیا۔ ساہنے پروفیسر دا کمرہ سی تے اوہدے اتے جندرا لگا ہویا سی۔ اوہ ساں کمرے ساہنے کھلوتے سی جدوں اک پاسیوں اک بندہ بھجدا آیا۔

’سرسیم محسن صاحب او؟‘

’جی، اوہنے نکا جھپا جواب دتا۔‘

اوہنے جندرا لاہیا تے پروفیسر صاحب اپنے دو بیلیاں نال اندر بیٹھی سی۔ اک اوہ گل مگروں اوہنے اک لیڈی ڈاکٹر نوں سہیا تے محسن نوں اوہدے حوالے کر دتا۔ اوہدا کمرہ نال ای سی۔ کچھے آؤندے محسن نوں آکھیا، ’تسیم باہر بیٹھو مس بلاندی آں۔‘ اوہ باہر بیٹھا تے بہہ گیا۔ اتے پنکھا اوکھے اوکھے ساہ لے رہیا سی۔ اوہدی بیوی ساہنے کوئی فون سن رہی سی۔ اوہنے محسن نوں بیٹھا تے بیٹھا دیکھیا تے فون بند کر کے آگئی۔ ’تسیم کیوں باہر بیٹھے او؟‘ اوہ کجھ آکھن ای لگا سی تے اوہ فیر بول پئی، ’پروفیسر دے کمرے دچ اڈیک لیندے آں۔‘ اوہ دویں اوہر جا رہی جدوں لیڈی ڈاکٹر دا قاصد بھجدا آکھیا، ڈاکٹر صاحبہ تہانوں بلارہیاں نیں۔‘

اندر لیڈی ڈاکٹر نے اک ہوڑ ڈاکٹر دی سہی ہوئی سی تے لیپ ٹاپ کڈھ کے بیٹھی ہوئی سی۔ اوہنے دواں ول دیکھدیاں آکھیا، ’اصلوں میں لیپ ٹاپ سدھا کر رہیاں ساں۔‘ محسن اوہدے نال کرسی اتے بہہ گیا۔ اوہنے داغ اتے مارچ ماری تے لیپ ٹاپ اتے تصویراں آؤن لگ پیاں۔ اوہ بہوں نیڑیوں مارچ ماری سی۔ محسن وی لیپ ٹاپ تے ایہہ تصویراں تک رہیا سی۔ اوہدی بیوی وی اگے ہو کے دیکھن دی کوشش کر رہی سی۔ اوہنے تصویراں دوجی ڈاکٹر نوں وی دکھائیاں، فیر اوہدی بیوی ول مونہہ کر کے بولی، ’حالی میں کجھ آکھ نہیں سکدی ایہہ کیہ اے۔‘ تسیم سال مگروں فیر آؤتے تسیموں انچی ٹیپ نال ٹاپ دے روڈ، جے ایہہ دھن لگ پوے تے فیر جھمتی آجانا۔ ایہو گھاں اوہنے پرہی اتے دی لکھ دتیاں۔ ایہے چر دچ پروفیسر وی آگیا۔ لیڈی ڈاکٹر نے اوہنوں ایہہ سبھ گھاں فیر دیاں۔ پروفیسر نے سال نوں جھے مینے کر دتا آکھیا، تسیم جھے مینے مگروں آؤنا اے۔‘

اوہ اوہدے کمرے دچوں باہر آئے تے ہال دچ لوکی انج ای کھلوتے سی۔ خورے کجھ بھگت گئے سی تے کجھ ہوڑ آگئے ہوئے سی۔ اوہ گڈی دچ بیٹھے تے اوہ سوچن لگ پیا۔ بن میں جھے مینے تیکر سوچاں تے چننا دچ بھسیاں رہواں گا۔ ایہہ چہ بیٹیاں دانواں ای رہ پھڑپے گیا اے۔ اوہ انج ای سوچدا رہیا پر بولیا کجھ نہیں۔ مگر تیکر گڈی دچ چپ کھلری رہی۔ اگلے دیہاڑے اسلام آباد لئی گڈی دی پٹلی سیٹ اتے جیٹا تے گوگل اتے داغاں بارے پڑھدا رہیا تے تصویراں وی نکدا رہیا۔ اوہدے داغ ورگے تے گٹ ای سی فیر پاکستان بارے کوئی رپورٹ ای نہیں سی۔ اوہ چار ساڈے چار گھنٹے ایہدے بارے سبھ کجھ دیکھدا تے پڑھدا رہیا۔

اوہ تن چار دن مگروں تسیموں ناچار ہیا تے کاپی اتے نال ترخ وی لکھدا رہیا۔ اوہدا گھبرا کجھ گھٹ ہو رہیا سی جے ایہد اقد بت ودھ نہیں رہیا۔ اوہ روز نہانہ یاں تسیموں دیکھدا ضروری۔

مینے ڈیڈھ مینے مگروں اوہ اسلام آباد اپنے کمرے دچ ستا سی جے ادھی راتیں اوہ جاگ پیا۔ اوہنوں لگا داغ دچ بیڑ ہو رہی اے۔ اوہ سجے کجھے پاسے پر تدار ہیا پر بیڑ انج ای رہی۔ اوہنوں لگدا جیویں ایہدے دچ کوئی شے ٹرک رہی اے۔ کجھ چر بچھوں ایہہ بیڑ ٹرک گئی۔ سرگھی ویلے ایہہ شے فیر ٹرک پئی تے کجھ دتاں لئی ایہہ شے انج ای ٹرک دی رہی۔ اوہنے بیوی نوں وی سبھ کجھ دتا۔

اوہ جدوں لہور گیا تے میاں بیوی فیر ہسپتال گئے تے اوہدی بیوی گڈی دچ سیدہ یاں ساراں بول پئی، ’میںوں یاد اے امی نوں شوکت خانم دچ دکھان توں پہلاں اوہ چنگی بھلی سی۔ فیر ٹیٹ ہون لگ پئے۔ دوائیاں شروع ہو گیاں۔ ای لسی ہون لگ پئی۔‘

اوہاں دے بر دے سارے وال ڈھ پئے۔ تیوں پئے اے میں اوہاں نوں سچ سا مہیا سی۔ کتنا خیال رکھیا سی۔ توں گھابرنا نہیں، میں تیوں دی انج ای سانجھاں گی۔ میں بھیناں نال گل کیتی اے اوہ آکھدیاں میں محسن نوں دی کوئی انج دی بیماری ہو دے گی۔ توں چننا نہیں کرنی۔ میں تیرے نال آں۔ ایس بیماری اتے چیرہ بھوں لگدا اے۔ ساڈے اتے رب دا کرم اے۔ گھابرنا ہلکل نہیں۔

اوہ چپ کر کے اوہ دے دل دیکھی جا رہیا سی تے اک لفظ نہ بولیا۔ اوہ دے دل دی دھڑکن دھ گئی سی۔ متھے اتے پرے آ گیا پر اوہ چپ چپا گڈی ویج بیٹھا رہیا۔

ہسپتال پڑھیاں تے ہال ویج اوہو حال سی۔ اوہو چوکیدار باہر کھلوتا سی۔ ڈاکٹر دے دفتر آگے اوہو چندرا لگا ہو یا سی۔ اوہو منڈا بھگدا آیا، 'سر تسمیں محسن صاحب او؟'

'جی، اوہنے اوہو جواب دتا۔

انج ڈاکٹر اندرا کلا بیٹھا سی تے کچھ پڑھ رہیا سی۔ اوہاں نوں لکھدیاں ای بولیا، 'تسمیں انی چھیتی آ گئے او.....' محسن نے ساری گل دس دتی۔

اوہنے اوہنوں کرسی نال بٹھا جتا۔ اوہ دے داغ اتے تاریج ماری۔ دوتن واری دھیان نال حکمیا تے بولیا، 'میں مجھے سالوں دے تجربے پاروں آکھ سکدا آں ایہہ وڈا گل اے، ہو رکھ دی نہیں۔ گھابرنا دی لوڑ نہیں۔ جدوں جیڑ ہو دے بس ایہہ کریم ایہہ دے اتے لا لیا کرو۔'

اوہ ہال وچوں لوکاں دیاں قطاراں وچوں باہر آ گئے تے گڈی ویج بہہ گئے۔ انج اوہ بولی جا رہیا سی، 'رب دا شکر اے میںوں کچھ دی نہیں۔ ایہہ بس وڈا گل ای اے ہو رکھ دی نہیں۔ میںوں گھابرنا دی کیہ لوڑ اے تے توں دی نہ گھابر۔' اوہنے اک وار حکمیا پر مونہیوں کچھ نہ بولی۔ بس باہر نکدی جا رہی سی تے باہر موٹر سائیکلاں، گڈیاں، رکشیاں، بساں دا شور سی تے اندر چپ ای چپ۔

پر فیوم

اوں ہوا پڑیں نال ترے وعدے کیے، پہلا: اوہ اتھا جس چولستان اچ خوشبودا کر خانہ لیس۔ ڈوجھا: شیشیاں پر فیوم دیاں اوہ آپ بڑی۔ تر بھا: ایں دنیا دے ہر بنے تیں پر فیوم کیسی
کر خانہ لگ گیا۔ پانزیں دے خلا کپے۔ اکھل دے ڈرم۔ عرق دے کپے، بھیاں نیلویاں۔ رنگ رنگ دی جڑی
بونی۔ ہواں دے شریہاں دے ٹاہیاں دے بکراں دے نور، بھل دن، بھل دن، ہترے دن ڈیلھے بھاپ وچوں پانی وچوں
لنگھن۔ صندل کیڑو عوداے بارشاں مٹی گھاہ۔ کر خانے وچ کالے ہرن آندے دن سارا ڈینہ جڑ دے دن کسوری آ پڑیں اپنا ڈے
کراہیں مٹی خوشبو گھن ویندن۔ وٹل بھی عنبر کراہیں مٹی خوشبو گھن ویندی۔ ہر کہیں دی اپنی خوشبو..... باجھوں کہیں درودہ دے
ڈھپ دے۔ باجھوں کہیں نل دے موت دے۔

شیشیاں کوہلی توں نکیاں گیندے توں وڈیاں اوں بتایاں۔ ہک شیشی ہرن وچھی اینویں مور تر بھی طوطا۔ شیشی ہک نل
کنڈھ۔ شیشیاں اٹھ پٹھے ہوئے اٹھوال اپنے ناچ وچ۔ شیشیاں نکونیاں چوکونیاں بیرا کونواں مرجانی یا قوتی فیروزی۔ شیشیاں دن گوپے
سالبیس نکھکے۔ چولستانی بندے دن گڑیاں دن ساویاں رتیاں نیلیاں ایسے ڈھک دن۔ چولستانی عورتاں نکھکریاں چنیاں
چوڑے۔ کہیں اوکھوں آکھیا چین دیاں بوتلاں سستیاں۔ بہوں پوندیاں۔ فرانس دیاں اٹلی دیاں شیشیاں سوہنریاں ڈھیر
لگدیاں۔ اوں چین توں جاپان توں ولایت توں شیشیاں منگوائیاں چنگیاں اوکھوں لگیاں اوں ہک پاسے رکھ دتیاں۔ اوں شیشی آپ
بزایا ڈیڑا آن جیڑھا کیتا پر فیوم اوہ لہجھیا تے ڈوجھا وعدہ ہوناں پر فیوم دیاں شیشیاں اوہ آپ بنیسی۔
تر بھا وعدہ اوکھا مٹی ایہو بھتوں سوکھا مٹی گیا۔ دنیا دے ہر جے تیں شیشی پر فیوم دی اوں آپ بھائی۔

دنیا حکایت تھیونڑا چاہندی

ایہ ترسلا دی کالم بھانویں ہووے یا نہ ہووے اخلاق یا کوئی فلسفہ اُکھے یا نہ اُکھے 'شعری کہیں منطق داسہارا اٹھاوے یا نہ اٹھاوے' ایس دنیا دی ہر شے حکایت تھیونڑا چاہندی ہے

حکایت، حکایت گو تو پہلے اج جاگی ہے 'ہک بگلا در یا دوو بندا ہو یا حکایت دے لکھے 'جل پری دیر تانڑیں حکایت دیاں لکھیاں دے بھونڈی اندر خانے دے گئی 'عاشق کوں پتہ لکھیا محبوب او خدا حکایت دے موجود ہے اندر اوہ لکھ گیا 'حکایت دے کرسیاں میزاں چنگ نویں نویں بنے ہن 'ہک تربیت نے بوجے تے 'مہمیا حکایت دے باور ہئی خانے مانی اوہ پکاؤزاں چاہندی 'اوہ اندر آئی برادے :چوں لکھی حکایت دے رہائشی ہک بڑھڑے تے عاشق تھی گئی 'حکایت گو دے جاگن توں پہلے پہلے شاعر، کیسا گرنو نو گرافر، اخبار والا حکایت دے داخل تھے 'انہاں ڈسیاں ہک دنیا حکایت دے شامل تھیونڑا آندی پئی ہے۔

حکایت گو دی اکھ لکھی حکایت دے بھوں سارا شور ہئی 'حکایت دے کرہ در کرہ صمیں دی رہائش ہئی 'حکایت دے باغ در باغ وکس دی سیر ہئی 'حکایت گو سوچیا "حکایت تو کون باہرہ گیا ہے 'شائے دنیا بڑا اونڈ والا"

"دنیا بڑا اونڈ والا حکایت دے موجود ہے" کہیں پاسوں آواز آئی۔

چونک

ہن اوہ چونک بدل گیا اے۔

پیلے انج نہیں سی۔

ہن اوہ تھے دو چھوٹیاں آلیاں دیاں ریزھیاں، دو تن پھلاں آلے، دو پھیاں وینج آلے، گتیاں دارس وینج آلے، کدی اک رس وینج آلا ہوندا اے، کدی دو ہوجاندے نیں۔ پھیاں لاؤن آلے دوں گرمیاں وچ پھل لاندے نیں۔ وڈی عیدنوں اک چھی وینج آلا سری پاوے دی بھند اے۔ کیوں جے سری پاوے بھن دی منائی اے ایس لئی اوہ گھر دے باہر کرسی میز رکھ کے ہئی بتایو: اے۔ اک دن میں وڈی عیدنوں سری پاوے پھری بھن والے نوں لھدا ایسا ساں کہ اوہ مینوں دس پیا۔ آکھن لگا کتھے لگے جاندے او۔ میں کیبا، ایہ سری پاوے بھننے نیں۔ اس آکھیا، دیو میں ایہو کم کرنا پیاں آں۔ تھوڑے چرنوں مینوں اتلی منزل توں لڑائی دیاں واجاں آئیاں۔ میں اتے گھر ول نکلیا۔ اس اپنے گھر دے باہر کرسی میز ڈھائی ہوئی سی۔ میں پھیا لڑائی کیوں ہوندی پئی اے۔ میرے اچھے نوں ویکھدیاں اوہ بولیا۔ میریاں دو بیویاں نیں۔ میں اوہی شکل و بہند ارہ گیا۔ میرا خیال سی وچارے دا کیوں گزارہ ہوندا ہونا اے۔

اصلوں میرا گھر لبور شہر دی اک وچکاری بستی وچ اے۔ ڈینس ورگی تاں نیں پر بن شہر دی کچھ نیزھے ہون کر کے تھاں داخل دھ گیا اے۔ چھپے پنجابہ سالوں وچ تھاواں داخل دھیا تے بندیاں دا گھنیا اے۔ دو کنال توں لے پنج مرلیاں تیک دے گھر نیں۔ پر گل تاں میں چونک دی چھوئی سی۔ پندرہاں سوٹھاں ورھے پھلاں جد میں گھر بنا رہن لگا، چونک اکا بھن مسان سی۔ کدی کدی کوئی رکشے والا کچھ جے زکداتے پھیر سواری نہ ویکھ کے وڈے چونک ول تر جاندے۔ رات نوں کوئی سڑیٹ لائٹ نیں بلدی سی۔ سڑک توں پار وڈیاں وڈیاں کوٹھیاں بن جیہناں دے باہر ڈرائیور تے نوکر نوکرانیاں نظریں پے جاندے سن پر مالک کدی نہیں دے سن۔

اک دن دو پہریں گھر جاندے مینوں سڑک توں پار فٹ پاتھ اتے اک کرسی ڈھکی جس اتے بیٹھا بندہ شیو کراندا پیا سی۔ کمال، ایہہ جہم کتھوں آ گیا۔ میرا وچاری اوہ دو چار دناں گھروں نس جائے گا پر اوہ اج وی اوہی جیٹھا ہویا اے۔ جے نی فٹ پاتھ اتے چپاں کرسیاں دے حجام کدے نکلے نیں تے اوہ کرسیاں بڑیاں خاص ہونداں نیں۔ تھوڑیاں جیہاں اچیاں ہونداں نیں۔ بڑی پکی لکڑی دیاں بنیاں ہونیاں تے چھپے ٹھوہ لان لئی وکھری لکڑی لگی ہوندی اے جس نوں اچا کر کے برنال ٹھوہ لاؤنیدے ہن۔ نال اک بور لکڑ دا بکسا ہوندا اے جس وچ اوہتاں اوزار رکھے ہوندے نیں۔ ایس لکڑ دے بکس دیاں ٹکراں اتے لکڑی دی پتری لگی ہوندی اے تاں جو بکسا ملے نہ۔

کم پچھوں اوہ شامیں اپنی کرسی دوالے موٹا شا پر بنھ کے تر جاندے اے۔ پھلاں کرسی دے اک پاوے نال زنجیری نال بکساوی بھنیا ہوندا اے۔ تے اس اتے دی شا پر لیٹھیا ہوندا اے۔ چونک وچ بھت توں پھلاں اوہ ای آیا۔ چونک وچ چار سڑکاں ملدیاں نیں۔ اک بھیاں، دو جی کھنیاں۔ پھیر دوار پار۔ گھروں جے میں گلی وچوں نکل کے باہر سڑک تے نکلاں تے کچھ ہتھ ہوجاندے آں تے ٹکرا آئی کوٹھی اتے چونک اے۔ ایہہ چار کنال دی کوٹھی اے تے اک رنڈا زانفر دی اے جیہدا کدی ایل ڈی اے توں رنڈا زانفر ہویا ہونا

ہے۔ پر اصلوں اوہ فوج توں رنیا زعفرانے۔ معاف کرنا مینوں اوہناں دے عہدے دا نہیں پتہ پر ہن وڈے افسر ای، چار کنال دی دلی جو ہے۔

جتنے ساڈی گلی ٹکدی اے تے باہر سڑک نکلی اے، کجے ہتھ چونک تیک اوہناں دی کوٹھی دی کندھ جاندی اے۔ پہلے تاں کندھ کھلی ہندی سی تے اوس اُتے بازوی لگی ہوئی سی۔ پر کچھ کندھ نوں کجھ اُچا کر کے اوس اُتے لوہے دیاں نوکدار برچیاں لاد دتیاں نیاں نیں۔ برچیاں اُتے ہن واڑ لادتی اے۔ تاں کوٹھی آلیاں دا پتہ نہیں کیا اے پر کوٹھی دے چونک والی ٹکرتے الرحیم دی پلیٹ لگی آئی اے۔ میں اک واری اوہناں دے گھر گیا ساں جد اسیں اوہناں دی چار کنال دی کوٹھی دی پچھلی گلی وچ بچ سر لے دا پلاٹ لیا۔ الرحیم صاحب ملے دی سن۔ میری دوہٹی دی میرے نال سی۔ میں اوہناں نوں دسیا سی پلاٹ لیکن بارے تے اپنے بارے۔ پر ہناں دی دوہٹی سانوں ملن باہر نہیں آئی سی۔

اوہناں بڑی فحشی وکھائی سی جی آیاں نوں آکھیا سی پر چھ مہینے جد تیک ساڈا گھر بند رہیا اوہناں ٹکھ ساند دی نہیں لئی سی۔ جد کہ ماڈی اک گواہنڈھن جد اسیں نویں گھر آئے جھٹ ساڈے لئی روٹیاں پکا لئے آئی سی۔ خیر جد سڑک دے پار جہاں صاحب ڈیر لایا ویک وچ آوا جادی چھو پئی۔ دے پھلاں دیاں ریز حیاں والے آون لگ پئے۔ پھیر پتہ نہیں کتھوں گنیاں دی مشین والا آ گیا۔ جد رکیٹ کول اک وڈے انگریزی سکول توں باہر سوز کی ڈبے آلیاں نوں ہٹایا گیا اوہ سارے ساڈے چونک آ گئے۔ اٹھ دس سوز کی بے والے۔ اک دم وادار وفت ہو گئی۔ سوز کی ڈبے آئے رحیم صاحب دی کوٹھی دی ٹکرتے بے تھرے اُتے سارا دن بیٹھے رہندے تے ہاسٹا ٹکا کر دے رہندے۔ اوہ دے ای آ جاندا تے رات نوں جاندے۔

ایہناں ڈارائیو رات وچ گھر دی سن، اوکھڑ دی تے بندھے دی۔ بڑھا خورے اکوی مینوں لکھدے نوں ہمیش سلام کردا، میرا پیال اے اوس نوں پتہ سی میں پچھلی گلی رہندا آں۔ اوہ ہمیش ای کسے لوے منڈے نوں گھیری گئیں لگا ہوندا سی تے اوہ دے سوڈھے تے ہتھ انج رکھے ہوندے سن پئی اوہ کتھے نس نہ جائے۔ باقی اک دو کول کھلوتے بندھے دیاں گلاں سندے رہندے، جیسو وچ وچ گلاں کردا لوے منڈے دیاں گھپاں دی پٹ لیندا۔ پر ہولی ہولی اوہناں ڈارائیو رات دارولا بن گیا۔ زمانیاں نے فلیکٹ کیتی ایہہ راتو راتو گھور دے نیں۔ ساڈا ایتھوں لکھنا اوکھا کر چھڈیا اے۔ اک دن بڑھے ڈارائیو مینوں لکھدے نوں ڈک لیا۔ سرکار رحیم صاحب نوں سمجھا، سانوں ایتھوں چکوں نیں، پہلوں سانوں گر انگر سکول کولوں نسا یا، بن اتھوے وی ساہ نہیں لین دندے۔ ایس بڑھے نیم دے تن بال نیں۔ دو باہر نیں، تیا اللہ لوک اے۔ اینو چھو اپنے اپنی وڈی کوٹھی کیہ کرنی اے۔ پر ہولی ہولی ایہہ ہویا پئی سوز کی بے والیاں دی پھٹی ہو گئی۔ محلے دیاں زمانیاں ٹکھ داساہ لیا۔ کجھ دن مینوں چونک بڑا چپ جیہا لگا۔ اک واری رات نوں میں چہ کے گھر آیا چنگ جن رکشا مینوں کافی پچھے لاکے ٹر دا ہویا۔ اوس دن صیہہ دی پیا ہویا سی پر ہن ترکی ہوا پئی وگے۔ گھپ انھیر۔ لائن نا خورے گئی ہوئی سی۔ دوروں چونک اچر جیہا گلے پیا۔ بجلی کڑ کے پئی۔ پہلے تاں میرے اگے اچر جیہاں شکلاں آون، جیویں لئے ای جی چھلے اُتے سنے ہون، کدی گلے ہاتھی بیٹھا ہویا اے، کدے گلے اونٹ نیں۔ پر نہیں کول گیا تاں اوہ گئے دارس وچن آلی شین سی تے جیہہ اُتے موٹا ٹاٹ انج لپیٹا ہویا سی پئی دوروں اوہ دیاں اچر جیہاں شکلاں بن رہیاں سن۔

رحیم صاحب دی کوٹھی وچ گلے زکھاں وچوں شاں شاں دیاں واجاں آرہیاں سن۔ دوروں سائن بورڈاں دے ڈگن دیاں جاں آئی جاون۔ گھپ انھیرے وچ لگیا جیویں تھرے کول کسے دے ٹکسن دی واج آئی۔ میں رحیم صاحب دی کوٹھی دے ٹکرتے تھرے کول گیا۔ اصلوں ایہہ تھر انہیں سی ایہہ اک اپنی جیسی تھاں سی جیویں محلہ بونے لاون لئی وڈیاں کولھیاں دے دوالے بنی کیاری بنی۔ پر اوس دے محلہ بونے تاں کدے ٹک گئے ہوئے سن تے صیہہ نال اوس وچ پانی کھڑا ہو جانداسی۔ میں تھرے دے کول گیا تے اوس کیاری ورگی ڈنگی تھاں وچ کوئی جی گھوک ستا چاسی تے مچے دے دو بولو ٹکرتے اوہ دے پینڈے نال گلے چوں چوں

کردے پئے سن۔

پرایہ دی بڑی پرانی گل اے۔ چونک اوتھے ای اے۔ اچکل بس چھولیاں آلے ہوندے نہیں۔ ٹھنڈے سیت سیال وچ ادھی راتیں وی ٹھنڈے کچھ مسیاں فُر دُر کیلے رکھ بیٹھے رہندے نہیں۔ دنے چھولیاں کول چوکھار ش ہوندا اے۔ اک دن میں کھلو کے دیکھیا۔ چھولیاں دی ریڑھی اتے لکھیا ہو یا سی۔ "المشہور سمور، کچوڑا، بگی، فٹ فرائی، کالا رہو، رانا سمورے کچوڑے اینڈ اسٹیل ٹان بگی، رانا جی تے نال فون نمبر۔"

سویرے چونک خالی ہوندا پٹے بدل دا نگر۔ راتیں چپ چان۔ رحیم صاحب نے ادھ کیاری ڈھا دتی ہوئی اے۔ پر کدی کدی راتیں چونک وچوں لکھدے مینوں سوزو کی دے ڈرائیوراں دیاں وا جاں آنڈیاں نہیں۔ جیویں ادھ سارے مڑا تھے آئے بیٹھے نہیں۔ پتہ نہیں ہن اوہناں دا ٹھکانہ کیہڑا اے۔ اج اوتھے اک ہور چھولیاں آلا آ گیا اے۔ میں پڑھیا: 'نام ہی کافی ہے، یا سرچکر چھولے، ہر قسم کے پرائے دستیاب ہیں، پرائے، مرغ پنے، انڈا پنے۔'

مرد

کبھی گھر تے دیکھی کالے چنیاں دے دانے ور گے سو کچے نماں تے باریک جے لمھاں تے گوزمی رتی لپ اسٹک نال بلکے پھلکے میک اپ والا بھارا گورا گول شول چہرہ ساڈی یونیورسٹی دی جان ی جیدے توں تقریباً سارے وڈیاں لمھاں والے پروفیسر ڈرن دے نال نال مزدے وی سن میڈم کاہی شیرنی کی شیرنی۔

ہے تاں بس اپنے شجیدے چیر منی پر پر سنٹیٹی تے سہا پاروں دی ی توں گھٹ نہیں ی لگدی۔
فلٹے جی پی ایچ ڈی سیت لٹریچر، تصوف، تاریخ، جغرافیہ جی وی اپنی مثال آپ ہون کر کے وی سی صاحب ڈھیر عزت کر دے تے یونیورسٹی دے اہم فیصلیاں جی میڈم دی رائے نوں بہت آدردتا جاندا۔

سوڈناں نال روپے ماں تے دوست و چکار رکھدی جد کہ پروفیسراں نال پتا نہیں کیوں نہیں ی بندی، ہاں سیال سرد جنگ جاری رہندی۔ کڑیاں منڈیاں نال اپنا مودہ پیار شاید اوہ دے بے اولاد ہون والی ایکشن ی یا فروڈیاں لمھاں والے پروفیسراں نال کھج دا۔
کتنے وی کڑی منڈے توں کھیاں دیکھ لیتے تے دوہے پروفیسراں وانگوں گھوری پا کے کھنکھن دی بھائے ناصر خوش ہوندی، سگوں کسے اک دی گھر تے چوندھی دی وڈا باندی۔ کھنکھن تے چاہ چنڈے سوڈناں اکو بسکٹ پھڑ کے کھا لیتا اوہ ہے لئی عام جی مگلی۔ انج تے سارے سوڈناں نال ای بڑا پیار کردی پر مینوں اکو شلی کنڈ تے ہتھ رکھ کے ملدی ی جیو ی احساس دوانا چاہندی ہووے کہ ہتر تیرے نال آں میں، آیا ایں تے چھا جا۔ بی ایس دے دوہے سسر دے آخری دن جی میں تے کرن تقریباً خالی جی کھنکھن دی گروالی میز تے آئے سائے بیٹھے بے ناکی جی برائی ازار ہے ساں۔ میرا کنڈھ دل ی تے اوہا ہار نوں۔ پندھراں دے بیاساں مٹاں توں میرے سائے بڑی ایزی ہو کے بیٹھی کرن نے دو پندھ سوارنا چاہیا تے مینوں دھون بھوٹاں کے بچھا نہ دیکھتا یا۔

میڈم آری سی، میں کرن دل وکھ کہ اپنا ہاسا لمھاں جی نہپ لیا کیوں ہے اوہ حالی بلکل نویں ی تے میڈم نال تعارف دی نہیں ی ہو یا۔ سٹھ فیصد خالی پٹی کھنکھن دیاں میزاں داسا نہ تے بھرویں مسکراہٹ نال کڑیاں منڈیاں نوں بیٹھے رہن دا اشارا کردی ہوئی میڈم ساڈی میز تے آگئی۔ ایس اپنیاں سیٹاں چھڈ کے کھلو گئے تے اوہنے بڑے مذاقاً جے سوڈ جی بہرہاں دا اشارا کردتا۔ جیو ی آکھ ری ہووے، بہہ جاؤ، بہہ جاؤ بڑے دھمکے ہو کے بیٹھے جے۔

دوہے ای پٹی کرن دل وکھ کے مسکراندی ہوئی نے میری پلیٹ چوں چاولاں دا پونا کوچھ بھریا تے اپنے باریک لمھاں دی رتی لپ اسٹک توں پچا کے کیاں ور گے دن داں دی مدد نال منج کر لیا۔ میڈم تے چلی گئی پر کرن کتا چرای حیران ہو کے بیٹھی ری۔

اس واقعے توں تن چار مہینے مگروں ای منچراں دی سیاست دے نتیجے جی میڈم دانال دی یونیورسٹی جی تبادلہ ہو گیا۔ پر اکو شہر جی نال نال یونیورسٹیاں ہون کر کے اپنا محسوس نہ ہوا، ہتھے جی اک ادھی واری ملاقات ہوا ی جانندی تے کنڈ تے ہتھ دی گلدرا ہندا۔ بی ایس مکمل ہو گیا ی۔ اک لٹریری فیسیٹیل دے سلسلے جی دوہے مٹاں چوں آئے کچھ پروہنیاں نال گل بات تے کھانے دا پروگرام ی جیدے دے جی شاعرماں دیاں دے نال نال لٹریچر نال جڑے استاد تے اسوڈنٹ دی شامل سن۔ دوسو کرسیاں دے ہال جی ڈیڑھ کو سو لوکاں دا بڑا بھرواں تے خوشگوار پروگرام چل رہی سی۔ گل بات تے وقتاً سولات توں مگروں کھانا مکمل کیا۔

چکن بریانی فورم، سبزی رائے سلا، اسٹیشن مان تے سٹھے جی غفرنی نال رنگ برنگے کسٹرز میک۔ دوستاں دی گپ شپ نال چچے چلیاں مالی کرن لگ پئے۔

ایس دوران میڈم دوداری کولوں لٹھی تے میں اگے دوہے کے ملن دی کوشش کیتی پر اوہنے دوہے پاسے منہ کر لیا جیو ی جان کے نہ ملتا

چاہندی ہووے۔ تہی کوشش ج کولوں لنگھدے دامو ہڈاوی لگا پر کھانے دی میزدوالے معمولی جے رش دا فیدا چکدی ہوئی پرانہ نوں منہ کر کے لنگھ گئی۔ بڑا افسوس ہو یا، کیہ ناراضگی ہو سکدی اے؟ مینوں تے نہیں یا، حالی پچھلے بننے ملاقات ہوئی اے۔ اوہو کھنڈ تے ہتھ رکھ کے شاباش دین والا ای انداز سی۔ اج کیہ سسلہ اے؟ بھلکھ تے تقریباً مرگئی سی پر پلیٹ ہتھ ج رکھنا جویں مجبوری ہووے۔

دوستاں نال گھاں باتاں ج رجھ گیا تے پنجاں ستاں معناں مگروں ای میرے سیت تقریباً دھے کولونکاں نے کھانے توں قارغ ہو کے پلیٹاں رکھ دتیاں۔ اسٹیج دے سجے ہتھ لگیاں کریاں دی دوئی لائن ج پلیٹ لے کے بیٹھی چاول کھاندا میڈم تے نظر پئی۔ جیہدے کجے پاسے اک کرسی چھڈ کے دو تن جوان میڈماں بیٹھیاں ہوئیاں سی جد کہ سجے پاسے دیاں ساریاں کریاں خالی سن۔ پتا دی نہ لگا میں کیہوے ویلے خالی کریاں والے پاسیوں میڈم کول پہنچ گیا۔ پلیٹ ج بوئی توں بغیر تھوڑے جے چاول تے اتے اوئی کوای سلا دی۔ میڈم دی پلیٹ چوں کھیرے دا کٹرا پھڑ کے اپنے منہ نوں لگانا یاں پچھیا۔

”میڈم جی میرے نال ناراض جے؟“

میڈم نے ہوئی جی ”نہیں“ کہہ دیاں ہو یاں نظراں نال ہال دی کھبی کندھ ول اشارہ کیتا۔ چار کوکڑیاں دور صاف سترے کپڑیاں ج عام جی شکل والا اک کچی عمر دا بندہ کھلوتا سی، نورن کھیرے دا ٹوٹا منہ ج پاکے اوے ہتھ نال اوہوں سلام کیتا تے میڈم نال کوئی ہو رگل کیجے بناں ای پچھلے پیریں پچھا نہ آ گیا۔ کھانے توں بعد بڑی دودھیا چاہ داوی انتقام سی۔

وڈے سارے سترے چوں چاہ دا کپ بھریا تے فردوستاں نال گھاں ج رجھ گیا۔ تنوں کول معناں مگروں کندھ نال کھلوتے اوں بندے دل دھیان گیا، حالی وی اوہے ای کھلوتا سی تے ہن اوہے کول میڈم دی کھلوتی گھاں کر رہی سی۔ سوچیا ایس بندے نوں ملنا چاہیدا اے۔ چاہ دا خالی کپ لبریاں پلیٹاں کول رکھدا ہو یا اوہاں کول پہنچ گیا تے اوں بندے نال ہتھ ملایا۔

”اسلام علیکم جی“

”ولیکم السلام“

اس توں پہلاں کہ کوئی ہو رگل ہوندی، میڈم نے مینوں پچھیا۔

”تینوں پتا ایہ کون نہیں“

میں تھوڑی کو جیرانی نال اوں بندے نوں دکھدیاں ہو یاں بولیا

”نہیں جی“

”ایس پورے ہال چوں ایہ واحد مرد نہیں جیہناں دے جج نال میں کھا سکتی آں، ایہ عمر صاحب نہیں، مائی ہیز بندہ“

مینوں اک بے ناچی جی پگلی آئی تے تھوڑا چر پہلوں میڈم دی پلیٹ چوں پھڑ کے کھا دا کھیرے دا کٹرا میرے لنگھ ج آ گیا۔

کلیپٹ

میریاں سکھیاں مینوں ہمیش آکھدیاں کرتوں بچپنی وی تے ای جتااے۔
 میں بس کے آکھدی آخواتھوں ہسپتال وی نیرے ای اے۔ کوئی گل نہیں۔
 میرا ستواں مہینہ چل رہیا سی۔ ٹی وی تے اک ادبی پروگرام دی میزبانی کرن جاری ساں۔
 اوس دن وی میں دختر توں اپنی چوٹی گلٹس ویج بہہ کے ٹی وی دل ٹکلی ساں۔ میرا تے سدھم سدھارستی۔ نہر نہر تے فیر مال توں اگلے
 سٹاپ تے ٹھنڈی سڑک توں کبے نو کے بس مراہ ویج پرس کلب آندا تے کدی کدی او تھے جھٹ گڈی ہولی چلائی پینڈی سی پرڈ کاگھت ای لگدا۔
 پرانج جیل روڈ توں پہلوں ای ٹریفک بلاک دیکھ کے جیتوں تے کا ناگ گایا۔ آل دوال بھ پیک، نہ مرضی نال بچے کینے نو سکونہ چاں
 پرتن دا کوئی چارہ۔ کچھ پڑا ای نہیں سی چل رہیا کہ ہو یا کیہ، دھوئیں تے گرمی ویج ہر بندے دا مندا حال۔
 اپنے چر ویج کچھ بیٹن نظری پئے تے کھلیا کہ کسے دینی جماعت نے کسے کا فر ملک دے خلاف کوئی وڈا جلوس کندھیااے۔
 ایمان آ لے بہوں جوش نال اپنے لوکاں نوں کافراں دیاں کرتوتاں ذنن لئی آبر کر رہے سن۔ ولاں ایڈے جوش نوں ڈکنا ٹکس دے
 دس ویج کچھ ہوسکدا سی۔ فیر ڈک کے اوہناں آپ گنہگار ہونا۔ پر ٹکس آلیاں دا بھلا ہودے اوہ بے وس لوکاں نوں کسے راہ پان دا حیلہ ضرور
 کر رہے سن۔ گڈی نال گڈی بڑی ہوئی تے سکڑاں نوں جیسے تھاں لھدی وڑ جانداے۔ اخیر پولیس آلیاں ٹریفک دا بھار گھٹ کرن لئی کبے
 پاسے گلیاں ویج ٹریفک موڑ دتی۔
 خورے اوہ کیہو یاں گلیاں سن، میں تے اوہر کدے جی وی نہیں سی دھریا تے اج گڈی لے جانی پئی۔ گڈیاں دار بلا چاں تے سڑ
 نہیں سی سکدا ابس مشین دا ٹنگ جدھر گلیاں چار ہیاں سن سب جا رہے سن۔
 جدوں گڈی ویج پٹرول دی سوئی بہوں چھلے لڑ گئی تے میری تے جان ای ننگن آلی ہو گئی۔ پٹرول تے چنگا بھلائی خورے پہلے گیز ویج
 گڈی چلان کا رن گھٹ ہو یا ہودے۔ گرمی، گڈیاں دے دھوئیں تے آل دوالے گھراں جی لگے اے سی دے آؤ ٹرچوں نکھدی ای آگ نال
 ٹھس ایماں ودھیا ہو یا سی کہ دم گھٹن آلا ہو یا۔ میں اے سی بند کر چھڈ یا پر پورا شیشہ کھولن دی ہمت نہیں سی ایس لئی کہ ایڈی گھٹ رفتار ویج
 ایہہ خطرہ منل نہیں لیا جاسکدا سی۔
 بڑی اوکھت مگروں میں سیکورڈ روڈ دے اشارے تیکرا پڑ گئی۔ پروگرام کیہ کرنا سی بس جا کے کچھ چر ساہ لینا تے ٹریفک ننگن مگروں فیر
 پرت آوٹا سی۔ میں دیکھیا چوک تے لگے کھنیاں نوں 15، 20 ورھے دے منڈے ڈنڈیاں تے ڈانگاں نال بھن رہے نیں۔ پھر پھر
 بلب سڑک تے بچے سن۔
 ڈانڈا دل ڈکھیا۔ میں بچے پاسے دیکھ رہی ساں۔ ساہنے نظر پئی تے اک منڈے نوں ڈنڈا ہوا ویج پھیر کے میری گڈی دل دوڑ دیاں
 دیکھیا۔ اوہنے میری گڈی دا فرنٹ شیشہ بھن لئی پوری قوت نال ڈانگ لگی۔ ساڈیاں نظراں بٹلیاں تے خورے کچھ زور دی چیک شیشے پھاڑ کے
 اوہے تیکرا پڑی۔ اک ہتھ نال شیزنگ پھڑی رکھیا تے دو بے ہتھ نال اوہنوں زکون دلا اشارہ کیتا۔ اے اشارہ نہیں اے ترالے تے منت سی۔
 خورے کیہ ہو یا اوہ او تھے ہی کھلو گیا پر اوہ اک لہر ایڈا بھار سی کہ دیاوی نہیں جاسکدا اتے ٹھلیاوی نہیں جاسکدا۔ ایہہ دی اک نیکی
 سی۔ نقصان جناں چوکھا ہوندا، جلسہ اوہاں ای کا سیاب بھٹھیا جاندا۔ مینوں لگا شیشے دے ٹکڑے میری لکھ ویج نیانی جان نوں نچھ جان گے۔

مینوں اپنا تے دھیان ای نہیں سی۔ اوس ویلے میرے من وچ ڈانڈی تے ڈوگھی کھیٹ ڈکے بہہ گئی۔ میرے اندر اپنی اُھل وُھل ہوئی کہ ساہ اُھرو بن گئے۔

میں مگرے احساس دی مالک ساں۔ دکھ جُرمی۔ اوہ ڈانگ میرے شیشے تے نہ دجی پر میرے احساس نوں ٹوٹے ٹوٹے کُرمی۔ کہے ماں دا بچاک ہور ماں نوں کیہوی سزا دے رہیا سی۔ دنیا وچ جو ہور بیا سی اوہ دے وچ میرا تے کوئی قصور نہیں سی۔ نہ ہی پاکستان دی ریاست دا کجھ لینا دینا اے۔ فیر

کئی ورھے لگھ گئے پر خورے اسیں کتھے کھلوتے ساں، خورے پٹاں ڈل لڑ پئے ساں۔ ویلا سانوں نال لے کے جان توں انکاری سی یاں ساڈے جرم گئے سن۔ زتاں آندیاں جانداں رہیاں پر پچتے وچ کجی ایہہ گندھ پیڈی ہوندی رہی۔ جو خوف میرے نال لڑیا اوہ میرے بچے دے نال نال جوان ہویا۔

میں کراچی کسے کانفرنس جی گئی ساں۔ کانفرنس دے آگوداں نے مینوں لین لئی گڈی بھیجی۔

ایئر پورٹ توں نکلتے یاں ای ڈرائیور نے آکھیا، ”باجی! شہر وچ ہڑتال اے پر میں کجھ رستہ سمجھتا۔“

میں چھپکھپا، ایہہ چین چک ہڑتال کجھ ہو گئی۔

اوہ آکھن لگا، دو یاں دی مرضی جدوں چاہن ہزار کھٹن، جدوں چاہن حیاتی دے بوجے ڈھودین۔ اج سویرے ای اعلان کیتا گیا

سی۔

سارے جگ وچ ہڑتالاں ہونداں نیں پر جیون مولی تے نہیں جڑھدے۔ طریقے نال اپنیاں منگاں بارے سرکاریاں سماج تیکر گل اپڑائی جاندا اے۔ ساڈے ول تے لوکاں دا ساہ بند کر دیندے نیں۔ سرکار نوں کہے کیہ آکھتا؟ جیہڑا نقصان ہونا اوہی اسان ہی منو بھرتا۔ میری سوچ سیا پاکر دی رہی تے اوہ خورے کیہو یاں گھیاں جی وڑ گیا۔ بھونتریا تے ذرا بھردار ہیا۔ بھر پور تے میرا دی ول کھیا۔ ڈانڈی تریہہ لگی سی پر کھلو کے پانی خریدنا وچ نہیں سی۔ ساڈھے تن گھنے اسیں کج کج انج دیاں کھنڈراں تے گند نال انے علاقیاں چوں ننگے کہ بھل بھلیاں دا مطلب سمجھ وچ آ گیا۔ راہ وچ چلک ٹرانسپورٹ دے سٹاپاں تے آن جان آ لے چکے ویلے داگ بساں اڈیک رہے سن جیہڑے بے خبری جی گھروں نکل پئے سن۔

گھنٹیاں توں کھلوتے بیمار تے لاچار لوکی وکھدے ہوئے ویکھے۔ خورے اوس دیہاڑے ایسبولنس وچ کینیاں موٹاں ہونیاں ہونیاں جیہناں نوں ہسپتال تیکر اپڑن دارا وہی نہ دتا گیا۔ نہ بس دی شکل دی نہ ہارن و جیا۔

ایڈے وڈے شہر وچ کینیاں حاملہ ماواں نوں جی نوں حمد یاں آپ ڈگ گئیاں۔ بکنے دیہاڑی دار مزدوراں دے بال اپنے گھراں وچ روز دی آمدن نال آن آلی روٹی نوں ترس دے رو گئے۔ میں رانی ٹی وی تے تباہی دے منظر وکھ وکھ پھادی ہوندی رہی۔

جد میں کراچی توں لاہور منو تاسی اوس دیہاڑے لاہور نوں بند کرن دا اعلان ہو چکیا سی۔ بھلاں شہر کدوں بند ہوندے نیں۔ اوہ تے مگرے مٹی دے مکان، دکاناں، سڑکاں لوکاں نال آباد ہوندے نیں۔ ایہہ اکھولاہور یاں نوں بند کرنا ایں۔ میرا گھر کٹھنٹ دے نیزے اے ایس لئی میں تے حفاظت نال گھرا پڑ گئی پر جیہڑے منظر میریاں اکھاں آپ نہ سکے اوہ مینوں ٹی وی نے بار بار دس کے میرے احساس نوں چنگا زخمی کیتا۔

زاناں نوں دتے دھکے تے تلے میں اپنیاں دکھیاں تے جھپتے۔ جواں دے سراں چوں نکلن آلاہو اپنے بھوجن نال پونجیا۔ اُھرو گیس داکوڑا گھٹ میرے ساہ ہی بند کر گیا۔ اکھیں تے اسیں پہلے ای اٹھے آں۔

جیہناں جلوس کڈھیا اوہ تے انقلاب لئی سمجھ کر رہے سن تے ساڈے دیس وچ انقلاب اپنی حکومت لئی لینا اندا جاندا رہیا اے۔ دو جیاں دی حکومت نوں ظلم کھن دار وچ خورے کدوں مکنا۔ فیر ساڈے اندر ڈنڈے نال کھوبن دی روایت دی اپنی پیڈی ہو چکی اے کہ نوں

پڑھائی دی ایہد اکھ نہیں وگاڑسکی۔

شامیں اٹھکاپیاں نے سوتاں تے زخمیاں بارے کھلے دل نال محذرت کر کے اپنا شملہ اچا کر لیماتے سکھ نال سوں گئے۔
پراوہاں جا گدی ری جیسے نوہینے اک جیون دی پالنا کھتی۔ احتیاط نال اک اک پیرا گئے دوہانیا۔ جھٹتی وادرد دی جھلیا پر اوہد ارکش
ٹھیک دے ہسپتال ای نہ پڑسکیا۔ خالی جھولی لے کے آگئی۔
اوہ بال روندے تے سہرے جیہتاں داحر دور پورش جھلے آکے بندھیا گیا تے ہن اوہدی لاش دی دگڑی حالت اوہتاں نوں جیون
دے اٹھے ورتے بارے دس پارہی سی۔

ٹی وی والے مرن والیاں دے اکھیاں پھلیاں دے اندر دے لے رہے سن۔ سڑکاں تے ڈلھے لہو تے کھلے بھونچن دے رہے سن پر
ڈکھدا اوکون کرے گا؟

میرے پیٹ وچ اوہی کھیٹ جاگ پئی۔ جدوں میری گدی دا پٹرول کن والا سی، اے سی دی بندھو گیا سی تے جس تے خوف نال
میرے ڈھنڈ وچ آئی جیسی روح دی ترنن لگ پئی سی۔

ماں ورگی ریاست جنگل کیوں بن گئی۔ ساڈی نوں نسل دے مذہباں وچ نفرتاں تے ویرد بارود کیوں پڑج گیا۔
کچھ دنوں بعد اک ہور شہر بندھو گیا۔ میں کنہدی نے ٹی وی آن کیتا تے اک کوریج کرن آئی کڑی نوں سٹے انج دھریک رہے سن
جیویں اوہ بے جان شے ہووے۔ اوہ دے تے خالی بوٹھاں انج نلیاں جارہیاں سن جیویں اوہناں سگسار کیتا جارہیا ہووے۔
خالی پلاسٹک دیاں بوٹھاں نال اوہناں کوئی سٹ تے نہ لگی پرایہناں نال جیہڑی تہ لیل نہھ کے سٹی گئی، گالاں کڈھیاں گھیاں اوہنے
اوہدا دل تے روح زخمی کر جھنڈیا تے ایہہ کم کوئی اک بندہ نہیں پورا جھنڈ کر رہیا سی۔

اوہنے آل دوال وکھیا کوئی مہربان چہرہ نہ دسیا تے فیر اوہ سے اتھر چمچم چمچن لگ پئے۔ پولیس دے آن تیکر اوہ دے خوف نال
پیلے تھک کھوے تاثرات دے رہے سن کہ اوہ اندروں مریجی اے۔ جیہوں اک واری فیر اوہی کھیٹ پئی تے میں سوچیاں کدوں تیکر اپنے
احساس دی کٹھ وچ چلن آئی اولادوں ایہناں وحشی لوکاں توں بچا پاواں گی۔

آر دے نہ پار دے

پہاڑ پاسیوں وگدی نہر سیکڑیاں پنڈاں وچوں لنگھدی کھیت کھلیاں نالوں پانی دند دی، دکن پاسے وادھو پانی سنبال دی راوی وچ ڈگ چیدی اے۔ ایہدے چڑھدے تے لہندے پاسے وسدے پنڈاں نوں کئی سووے نکھدے نیس تے ایہناں وچوں ہی اگوں جھونے سووے فیر کھال۔۔۔۔۔ انج نہری پانی دی وڈ پیلایاں تیک بڑے طریقے نال کیتی گئی ہے۔ نہر کنڈھے وسدے پنڈاں دی وادی نیکی تے فصلاں دا جھاڑ ایہدے توں بنویں پنڈاں نالوں بہتا ہے۔ کسے زمانے تے ایہ نہرا پنے کنڈھے نال دی بھوکیں نوں سکس عی نہ دیندی، سلابا انج ہی نال نال وگیاں بنالیندا، اکدھرے کدھرے جھمبے تے ڈھاب دی جابندے، ایہدے کنڈھے نال کوئی فصل نیکی نہ جاسکدی۔ مونجی، جھوناوی بارشاں بون نال تے نہر دے سمدے پانی وجوں ڈوبے نال مرنگ جاندے۔ بچ، کانے مڑکڑا، سڑکاسی، دب تے ڈیلا اگیار ہندا۔ سون بھادروں دے صیہبہ نال پانی دے چھڑ، چھڑیاں بور بن جاندے جیہناں وچ بعدوں کیاں کھڑیاں تے ایہی خترے چھڑ خوبصورت وسدے۔ ایہناں دے صاف تے خترے پائیاں وچ بگے، جل گلیاں تے ٹھنڈے علاقیاں ولوں آئے مہمان سل، گک، ہنس، نزیاں، کونجاں تے مرغائیاں ورگے خوبصورت پنچھی، آن سیہدے، لے سرفتوں بعد ساہ لین رک جاندے فیرا گے دکن ول اڈاری مارن لئی تیاری پھڑ دے۔ جویں جویں ایہدھر گرمی و دھدی پنچھی دی آپنے آپنے علاقیاں نوں پرت جاندے۔ کچھ تے ایویں اچھکدے جتے کئی وادھو چڑھنے رہندے۔ پہاڑ پاسے ساہیر یادے برقانی علاقیاں تے ٹھنڈے مکاں وچ رہن والے ایہ پنچھی بھگن جیتر وچ آپنے وطن نوں مڑ جاندے تے اسوں کتیں ج دکن نوں جاندیاں رکدے۔ ایہہ پروہنے کھوہو ایہی کوکھتی وچ لنگھدے کہ ایہناں دیاں ڈاراں دی گنتی کرنا مشکل ہوندا، باقی موساں وچ مقامی پرندیاں ایہناں جھمباں، چھڑاں تے ڈھاباں وچ بہتا۔

ایس نہر دی اک حد وچ ایہدے دوہاں کنڈھیاں اتے اسنے سائے اکو جے، لگ بھگ اکو جی ابادی دے دو پنڈ آباد نیں۔ ایسناں پنڈاں دا اپنا کوئی نام نہیں۔ ایہدے دوہاں پاسے سدے لوک اپنے آپ نوں آردے تے دوجے کنڈھے وسدیاں نوں پار دے آکھدے نیں۔ جن بھادیس دکھو کوک پرشاختی کارڈ تے ہور ریکارڈ وچ دویں ”پنڈ آردے“ لکھواندے رہے۔ ایہدو دویں پنڈ انگریزاں دی ایہ نہر نکلن توں وی ڈھیر پرانے نیں۔ ادس ویلے دی ایہناں پنڈاں دے کوئی نام نہیں سن۔ اوہ ایس کر کے کہ نہر آؤن توں پہلاں اک برساتی وڈا تالا، سم تالا ایہناں پنڈاں وچ کاروں لکھد اسی جیسے ایہناں پنڈاں نوں دکھ کستی رکھیا۔ ادس ویلے توں ہی ایہہ آردے تے پار دے سد بندے رہے۔

ایہناں پنڈاں دے لوک پٹشاں توں دُغمر دُغور پال دے تے واسی نیجی کر دے آرہے نیں۔ ہمیشہ توں چت نگی رہندی کہ کدھرے پار دے پہلاں فصل گڈ نہ لیں، دودھ نہ لیں۔ پانی دو ہواں پاس نہری، کھیتاں نوں اکوجیہا تو دیندا آیا اے۔ دوجے کڈھے (پار دے) لوک کھلو تے، فردے پھر دے، کم کاج کر دے تے جھان چار دے دسدے نیں۔ چھیز وواں دی مانیے، دُغور لے تے گاؤں گاؤں دیاں دی آواز دوجے پنڈ وی آؤندی۔ رات ہوندا یاں تال علی لال پل دی جھلار توں پانی دی شاں شاں دودھ جاندا اے۔ ایہناں تال کچھ پرانیاں گھاں تے کہانیاں وی جڑیاں ہوساں نیں جیہڑیاں ایہناں دی دسوں دی وار تاتے ترخ بارے دس پاندیاں نیں۔ دویں پنڈ کسے زمانے توں

آپسی دڑے دشمن رہے، اک دو بے نون جردے نہ، زیر پرانا ہون پاروں کدی رل نہ بیٹھے۔ زیر تے پرانی کچھ نے جسے دکھ کھتی رکھیا اوہ لال ہل راہیں ایس نہر نے ایسا نون جوڑن داوی سداوتی رکھیا۔ ایہہ ہل ایسا نون پنڈاں توں اک سکل پہاڑ پاسے ہے جس نون لوکاں آر پار جاون تے آپسی بڑت لئی کدی نہیں ورتیا۔ بے کوئی ڈگر وچور نہر پار کر جاندا تے اوہنوں موڑ لیا اکاوی پنڈا۔ ڈگر نون موڑ لیا کن لئی اک شرط متعھی گئی اوہ ایہہ کہ جس راہیں جھال آئیاں اوہ راہیں لے جانیان بچن گیاں۔ بے جھال نہر وچوں تر کے اک کنڈھے آئیاں تے واہیں دی وگدی نہر وچوں دو بے کنڈھے جاون گیاں۔ چھیرو یا مالک ہل توں کلانگھ سکد اسی پر ڈگر نون ہل تھانی آپنے تال نہیں سی موڑ لیا سکد۔ کئی ڈگر اڑی کر جاندا تے نہر وچوں بچا نہ نہ پرتائے جاندا سہ انج اوہ آردے نہ پار دے ہندے تے آہنی موج وچ بعدوں آپنے آپ ہی آجاندا۔ ایسا نون پنڈاں دے آپسی اصول ڈگر نون لئی چٹکے تے بڑے کپے سن، جیہڑا ڈگر وچور اوہراز جاندا اوہا خیال رکھدے اوہنوں کھلا چرن دیندے تال بے جدوں مرضی بچا نہ نہ پرت جائے۔ کئے ڈگر نون دی ہل تھانی نصن دی روک نہیں سی۔

ترخ وچ کھلی واری دوہواں پنڈاں دے لوک آپسی لڑائی جھڑے ملل بھلا کے سنائی دی ٹٹ مار دے دہاں جے ایسے لال ہل آتے اکٹھے ہونے۔ اوہاں دہاں جے آردے تے پار دے پنڈاں وچکار لے ایس ہل توں بے لوک نکسے، اوہ نے ایہہ بے جن توں من تیک نہیں نکسے ہونے۔ اوں علاقے توں ہٹ کے بلندے پاسے دے سیکڑیاں پنڈاں وچوں سکھاں دے نکھن والے ہزاراں جھونے دے قاطلیاں ایسے ہل نون سی ورتیا۔ لال ہل آتے قاطلیاں دے لکھن واچو کھا خطرہ سی۔ ایساں دوہاں پنڈاں جے دی سکھاں تے کچھ ہندوواں دے گھر سن۔ قلام دے وقت آردے تے پار دے پنڈاں دے چوہریاں، نہر داراں تے سکھ بھائی چارے والیاں ایہہ مل بیٹھ کے طے کر لیا کہ آپناں جوہاں وچ قاطلیاں دی حفاظت تے ایس ہل نون پار کرواں دی ذمہ داری دوہاں پنڈاں دی رہی۔ انج کھلی واری ایہہ دوویں پنڈاں آپسی دشمنی تے کروہہ ملل بھلا کے اک دڑی تے سامجی ذمہ داری لے کے کٹھے ہو کھلوتے۔ دوہاں پنڈاں دے چوہریاں مذہبی لوکاں دی گھرائی شروع کردتی تے طوائیاں نون مسیحاں وچوں کچھ دہاں لئی کنڈھ کے کسے ہور تھاں بھاڈتا۔ اوں ویلے کے مولوی دی بھال سی کہ پنڈ دے نہر دار، چوہریاں پرہیادی گل تے فیصلے توں انکاری ہو کے آپنی من مرضی کرے۔ امام مہر طوائیاں وقت پنڈاں کی ہی گنیا جاندا اسی ایس کر کے جو پنڈ والے کہندے اوہ ختا پنڈا۔ ایساں دوہاں پنڈاں دے مولوی تے ٹکسے دی نہ تے نہ کے بونے دی تیاری دی حمایت کھتی۔

لال ہل دی گھرائی لئی دوہاں پنڈاں وچوں چالھی چالھی جنیاں دے جیتے بنائے گئے جیہتاں داکم ایہہ سی کہ جیہڑا قافلہ بلندے دلوں آدے اوہ لال ہل تیک با حفاظت چڑھدے والے جیتے دے حوالے کرے، انج چڑھدے والیاں دی ذمہ داری اگے کے نیز لے فوجی کیمپ یاں باڈر جاون والے دے قافلے تیک اپڑاون دی سی۔

بہاؤ دے لوکاں دے قلام دیاں خبراں پنڈ پنڈ اپڑ گھیاں، وڈھ ٹنگ تے ٹٹ مار دیاں وار داتاں کسے پنڈیاں تال ہی ایساں دوہاں پنڈاں آپنے کچھ بھراواں دیاں جاناں عزتاں بچان دافیلہ کر لیا۔ انہیں دنیسی ایسے وڈی نہر دے پانی تے لال ہل دارنگ اکو جیہا ہو گیا۔ اتے (پہاڑ) پاسیوں وڈھیاں ٹگیاں لاشاں تھاں تھاں نہر دے کنڈھے جا لگدیاں۔ ہل تھلیوں نصن والیاں لاشاں ایجاں کون کہ اوہاں دی گنتی کرنی مشکل سی۔ ہل تھلیوں نصن یاں لاشاں آردے پار دے لوکاں نون دسدہاں جا رہیاں سن کہ جیہڑی تسمیں ذمہ داری سکھاں دیاں جاناں بچان دی جگہ اے اوہ کئی کوادگی اے۔ بچ سو بندیاں نون بچے کراپے ہل آتے اک وقت وچ ہی ٹنگ وڈھ کے نہر جے سٹ دتا جاوے تے پانی دی اوہاں نون آپنے تال روز من دا زور نہ رکھے۔ ہل تے کھلوتے راکھے جدوں تھلے وگدے پانی وچ جھات مار دے تے لاشاں زڑھدیاں ویکھ کے تر بھک جاندا تے کتاں نون جھلاندا۔ رت دا ایہہ روز کئی کن دن چلدا رہیا۔ کنڈھیاں تال لگیاں لاشاں ملل کے پائن لگیاں، پنڈ دے لوک باہر نہر والے پاسے اشان تے جنگل کرن جانا چھڈ گئے۔ کسے دی ہمت نہ چنڈی کے کنڈھیاں تال لگیاں غردیاں نون دھک کے اگانہہ پانی دی روز وچ کر دیوے۔ کچھ دن مگروں میہہ در حد تے کچھ بندے لاشاں نون اگانہہ پانی وچ روزھا وندے جہدے تال پنڈاں وایاں نون کچھ سکون ملدا انہیں تے غردیاں دی بونے پورے پنڈنوں ساہنہ لین دینا۔ لوک

بیار ہوں لگ گئے۔ انج پل تھلیوں دی زکدیاں، اڑ دیاں لاشاں نوں او تھے کھلوتے بندے اڑن نہ دیندے، جوں کیوں ہمت کر کے ڈانگاں سونیاں نال بجاں مار مارا گے روڑھ دیندے۔ انج ایسناں دوہاں پنڈاں اپنی ذمہ داری توڑ چاڑھی تے سکھاں دے قاتلیاں نوں اپنی جو دوج ازاں نہ آؤن دتی تے حفاظت ڈال گے اپڑایا۔

پنجاب دی ونڈ ہو گئی۔ ایدھروں لوک لہجے کے اودھرتے اودھروں مردے مرواندے ایدھرا گئے۔ نہروں چڑھدے پنڈ سکھ بہت گھٹ سن بس دوتن گھری سن۔ انج لہندے پنڈ وی دس کو گھر سن جیہڑے با حفاظت اگے اپڑاوتے گئے۔ انج انڈین پنجاب وچوں ہجرت کر کے آئے مسلماناں نوں ایسناں دوہاں پنڈاں پنج بھالی پروگرام اندر وسایا نہیں سی گیا۔ اتھے اویسی پرانی آبادی ری۔ دوہے نال دے کھیاں پنڈاں وچ اودھروں آیاں دی گنتی مقامی آبادی نالوں ودھ گئی۔ سیلمٹ دے ٹکے نے اوہناں وچ سکھاں دی تھڈی ملکیتی وادی نیجی والی بھوئیں تے گھرا لائے کردتے۔ ایسناں پنڈاں نوں بعدوں پرانے ناواں دے نال اک ہور وادھا "مہاجراں دا پنڈ" کر کے بولیا جان لگیا۔ اودھروں آیاں دی بولی، رہن سہن، دوتوں درتان اتھے دے جدی پشتی لوکاں نالوں تھوڑا جیہا دکھرا سی۔ اودھروں آئے تھوڑی تھوڑی بھوئیں نوں منت نال واہج کے گزارا کرن لگے۔ بے سرکاری دفتر اس وچ نوکریاں واسطے گئے تے اتھے فوری اوہناں نوں نوکریاں لہجہ کھیاں، مقامی لوکاں کدی وی سرکاری نوکری نہ اگڑ دے ہونڈیاں کیتی نہ واہوا چ پاکستان جن مگروں۔ بس وادی نیجی کر دے رہے، منڈی سندھ گئے تے زندگی دانور اٹوری رکھیا۔۔۔۔۔ اتھوں تیک کہ نہرواں دے اگڑیاں دے ٹکے وچ اپنے وطن منڈے بھرتی نہ کرائے، بیلندار، میٹ تے ہور کسے جھوٹی نوکری واسطے اپنے پنڈ دے مچھیاں، تائیاں، مراٹیاں، قصائیاں، چوکیداراں، موچیاں، بیسیاں تے ہور اجیسیاں ذاتاں دے منڈیاں نوں بھرتی کر دتا۔ آروے تے پار دے دیاں وڈکیاں بس چلی بنے تے ہی گزارا کرن دی سوچ اپنے بعدوں آون والی چڑھی وچ وی پادتی کہ اسیں جٹ زمیندار، ساڈے مال ڈنگر وادھو، ساڈی ہاڑی سونی چنگی، سانوں لوڑی کھی نوکریاں مزدور یاں دی تے چنگا چوکھا پڑھاؤن لکھاؤن دی۔۔۔۔۔ دوہاں پنڈاں دی چودھراہٹ نے ملا تے دے دے پنڈاں دی ترقی دا ٹنگ اپنے لوکاں نوں ترقی نہ کرن دتی۔ تعلیم، صحت، کاروبار دے ویلے کٹھے نہ کیے۔ بس پانی وادھو اس ویلے، مسلماناں وچ دیتاں تے وڈ گاہ لہیاں، سال دی کٹک مونجی (چول) سانجھ لے۔ فیر جد بولی بولی پانی کھنڈا رہیا، موگھے ٹنگ ہو گئے، پانی دی چوری اتے قابو پایا جاون لگا۔ جیہناں تھلویں پنڈاں دے ماڑیاں واہیواناں دیاں پھلیاں بچدیاں ہی نہیں سن، اوہناں ہمت کر کے ایسناں دوہاں پنڈاں دی خبری کرنی شروع کردتی۔ نہرواں دے ٹکے دے افسراں پلس نال لے کے چھاپے مار مار پانی دے فیر توئی وڈھ، گوڈے، بجاڑ موگھے پھڑ پھڑ پانی چوراں اتے پرے چا دتے۔ گرفتاریاں تے وڈے جرمانے ہونڈے گئے۔ نال ہی آبادی دا ہڑ دی آؤند گیا۔ اک دی کھنی پوری نہ چینی تے چننا ہون لگی۔ ایدھرا وادھو کھنن لگے، نویں پورے سرکڑھیا تے ٹھکے دی اکھاں دکھاؤن لگی۔ پھلیاں ونڈی چوں ٹکے کے مربعاں توں لکھیاں، لکھیاں توں دیکھے تے کنالوں توں مرلیاں وچ آن کھلوتاں۔ باہروں آئے خریداراں مرلے خرید خرید لکھیاں توں مرلے بتائے۔ آل دوال دے سینکڑیاں پنڈاں وچ خوشحالی، سڑکاں، گھر کی کارخانے، بجلی، گیس، ہسپتال، پانی سکول تے بزار بن گئے، ترقی دیاں لہراں بہراں ہو گئیاں۔ پر آروے تے پار دے لوکاں دے حالات پیسے دھیلے کھنوں منڈے توں ہور مندے ہونڈے گئے۔

آروے تے پار دے بن حالات نال لڑن لئی تیار کھلوتے سن انج اوہناں اپنے اپنے کچھ کھنٹی بندیاں جدی ریت بھلا کے شہراں وچ محنت مزدوری لئی نور دتا، وڈ وڈ وڈ ٹیکسریاں وچ جا گئے۔ زمانے دے ترکے پھیر اندر ہی اوہناں تھلی مہارت، کلا، سکھیا، کاروبار دی جانکاری تے سمجھ توں ودھ مزدوری کرنا سکھ لیا۔ محنت مزدوری اتے یقین، سنجھ لیا، شہراں وچ جا جا کم کر دے رہے۔ جھوٹیاں موٹیاں نوکریاں دی کیتیاں، بھانت بھانت دی دنیا دیکھی۔ جد آروے تے پار دے لوکاں آپسی ریس نال نویں نسل نوں باہر کڈھیا تے اوہناں تیزی ادی وی سکھ لئی۔ کچھ پردیس جاکے لگے کائیاں کرن۔ باہر دے ملک گئے جے اک پنڈ دیاں پھلیاں نوں چنگا چوکھا پھیلتے دے پنڈ وی دی ریس نال ملکوں باہر جان لگے۔ بنن ایہہ نواں بھو نوں منڈیر نوں بھٹ پیا مانے پار دیاں دانڈ اتن مہینیاں وچ اٹلی اپڑ گیا، اوہ کمان دی لگ گیا، تن منڈے

فرانس وچ سیٹ ہو گئے نیں، اپنے دہلی تے اپنے فلاں فلاں ملک..... دوہاں پاسے کئی گھراں رہندے کھنڈے دودو کھلے وچ کے منڈے ریسورس باہر گل دتے۔۔۔ سمجھاں دوہاں پنڈاں بڑا کھادا، کچھ جیویں کیویں کر کے نرے نراندے، کنٹینر وچ بند ہو کے جنگلاں، دریاواں، سمندراں نوں پار کر کے غیر قانونی طریقیاں نال اک باڈو توں دو جاتے غیر ترجیادی نپ کے یونان اگلی "فرانس اپڑ گئے، کچھ راہواں وچ گواچ گئے، کچھ راہواں وچوں پرت پئے۔ پر باہر دے ملک جاون دی اڑی نہ چھڑی۔ کئی انج دی سمجھاں کول پیسے پھسا کے ویزیاں دی اڈیک بیٹھے نیں۔

انج ایساں آردیاں تے پار دیاں کول پیسے تے آیا پر اوہ پیسہ تعلیم، صحت تے لوکاں دی بھلائی اتے خرچ نہ کیتا سکوں دوہ توں دوہ ہتھیار تے گولیاں خریدن تے لایا۔ اک دوہے دی کنڈ لاؤن دا ہتھیار جو کئی جیویں وچ دی انج دلائی ہی مگھلایا رہیا۔ پرانے ذیر نہ بھلائے سکوں اک دوہے نال ہور کھین گئے۔ سب کوئی نہ کوئی پوچھا رہندا تے نہر دے دوہاں کنڈھیاں اتے گولیاں دی ترتر ہونڈی رہندی۔ ایساں نوں آہنی غم دے مارن دا خیال تیک نہ آیا نہ ہی جان کے اندر دے مارن دی کوشش کیتی، بس میں نوں ہنڈ تے اکھ دی شکل وچ سراتے چاڑھ کے رکھیا۔

غیر ایساں ساریاں نوں دی عالمی بیماری نے آن گھیریا۔ جیہڑے لوک شہراں وچ کاروبار، صحت مزدوری تے نوکری کر دے سن شہراں وچ لاک ڈاون ہون پاردوں کم چھڑ کے پٹاں آردے پار دے پرت آئے۔ پنڈ والے جتھے روز شہر کم کار لئی چکر لاؤندے اوہ پنڈ وچ ہی قید ہو گئے۔ بیماری گل دنیا وچ کھل گئی۔ دنیا دے باڈو واری واری بند ہونڈے گئے۔ اتھے وی حکومت نے آپنیاں سرحدیں بند کر دتیاں۔ جہاز اڈے بند ہو گئے۔ باہر دے ملکوں جیہڑے کچھ دن پہلاں آئے اوہ جان سکے تے جیہڑے باہر دے ملک سن اوہ اتھے دے اتھے ہی پھس گئے۔ گھنٹاں دیاں اتھے نوکریاں تے کم کار غصہ ہو گئے، مشکل وچ آن پھسے، نہ اتھے رہن نوں کچھ پلے نہ پنڈاں وچ پرتن دی کوئی واہ لگی۔ قوماں خری و باہ جیہناں دینیں چین توں گروں ایران، اگلی یورپ تے امریکا وچ تنہا پھیر رہی سی اڈینس دینیں حکومتی وزیراں دی سفارش نال کچھ باہر دے ممالک وچ پھسے آپنے بندے اتھوں کنڈھ لیاؤن لئی انجیہاں فلاںیاں اڈائیاں تے ایس دا فائدہ چنک کے ایساں دوہاں پنڈاں دے منڈیاں چکیا تے آپنے پنڈاں وچ پرت آئے۔ اوہناں دی تیزی تراری اوہناں دے کم آئی، کچھ دے دوا کے انٹرپورٹ توں قریب جان دی بھائے سدھا آپنے پنڈاں وچ آن وڑے۔ بڑے نوہر نال لوکاں نوں ملدے رہے، نال آہنی سیانف تے چالاک دے کارنامے دس دے رہے کہ کیویں انٹرپورٹ توں دوا لالے پنڈ وڑے۔۔۔

آردے تے پار دے دوہاں پنڈاں وچ پرتن والے جیہڑے اگلی "فرانس" چین توں آئے اوہناں دا اچا پتا انٹرپورٹ والیاں کول سی، اوہناں پچھا کیتا، شناختی کارڈ تے پاسپورٹ اتے آردے پنڈ لکھیا ہو یا سی۔ جدوں میکے ایہہ خبر انتظامیہ تیک اپڑی اوہوں بہت دیری ہو گئی سی۔ باہر دے آئے منڈیاں آؤندیاں نال ہی پنڈ دے لوکاں نوں ملنا کھنا شروع کر دتا، مغللاں مجاہد سمندروں پار دے قسے سناؤندے رہے تے جو دے رہے۔ آپنے پنڈاں نوں پرتن دی خشی وچ دعوتیں تے اکھ کیتے، دیکھاں چاہزھیاں کھانے کھوائے۔ کھیاں تے دیاہوی وڈ لے۔ ایہہ مغللاں تے کچھ دن ہی چلے تے لوکی پیار ہوون لگ پئے۔ ایساں دوہاں پنڈاں دے لوکاں وچ عالمی روگ تیزی نال پھیل گیا۔ جدوں انتظامیہ سدھ دی ہوئی آردے پار دے اپڑی تے اوہناں خیال نہ کر اتھے کوئی بندہ باہر دے ملکوں ایساں دتاں وچ آیا اے۔ کہیا کہ اسیں تے پار دے پنڈ دے ہاں آردے دوہے کنڈھے والے نیں۔ ایہہ وی دیا کہ اوں کنڈھے پنڈ دے کچھ بندے باہر دے آئے سن چار وچ دن پہلاں۔ انج دوہے پاسے پنڈ آ لے دی انکاری ہوئے کہ اتھے تے ساڈا کوئی باہر دے ملکوں نہیں آیا اوہ تے پار دے پنڈ آئے نیں۔ ریکارڈ مطابق آردے پنڈ لکھیا سی جد کہ من دوہی آردے آپنے آپ نوں پار دے دس کے پچھا چاہندے سن کہ کدھرے ایس مرض دے مائے وچ چنک کے لیور نہ لے جاون۔ ایس پکرو چوں نکلن لئی انتظامیہ دے اہلکاراں ٹکس دی مدد نال ایساں دوہاں پنڈاں دے باہر دے آئے بندیاں نوں پکڑ لیا۔ اتھے ہی مرض چپک کرن گروں واہو گھنٹی وچ پیار بندیاں نوں پکڑ کے اوہناں اتے غلاف چڑھا

بابا رحمتا

اودنیا وچ کھلے کھلے ہزاراں چوہریاں درگا اک چوہری سی۔ جماندرو چوہری ہون پاروں اوس سیانف توں ڈھیر دوری کہ بندیاں دے اکٹھو چوہری دی لوز ہوندی کیوں اے۔ بس اواک اجیہا چوہری سی جنھوں اپنی ہچکچو کڑ بارے بس ایٹا پتا سی کہ او پنڈ وچ راج کر دے سی۔ پنڈ وسان وچ اوہ دے وڈ کیاں کئی سیانف ورتی اوا بید سے بارے کدی سوچ ای تا سکیا۔ نا ای او نے کدی ایہہ گویر لانی چاہی کہ اوہ دے آلے دوالے آخر لوکی چوہری بن دے کس طرح پئے نیں۔ اپنے آپ وچ مگن ایسا کہ ہولی ہولی اپنی حویلی جوگا ای ہو کے رہ گیا سی۔ اُنچ ای جیویں بڑھن باجوں پانی لیہہ لیہہ افرور یادے کینڈے وچ آ جاندا اے۔ پر چوہری دا ہر جدوں تھاتے کج کھنڈیاں وچ اوہ دے خاص بندیاں دی فصل وچ پانی کھلوتا رہ گیا جیہو کج دے لے بعد ای اپنی بو مارن لگ پیا۔ او بونگ جاندی ہے چوہری دا بڑ کج دے بعد دو بارہ آ کے اوہاں کھنڈیاں وچ تازہ پانی پا جاندا یا اپنے مال لیا لے زرخیز مٹی مال ستاے لوکاں دے دلدردور کر دیندا۔ پر کم ایہے توں وی اُنچ ہو یا کہ آوارہ ہواواں مال آئی مٹی اوہدی وچھائی زرخیز مٹی نوں دی دبان لگ پئی۔

رحمتا دو ڈھلیا اپنے کچے مکان توں چوہری نوں اپنی حویلی جوگا ہوندا دکھدا رہیا۔ او ایس توں پہلے چوہری دے ہجوا دے نوں بھگتا چکیا سی جھواں وچوں کوئی وی ایس جوان چوہری دا مگر اپنے کماں توں بھجدا نہیں سی۔ پنڈ دی ترخ وچوں اگر چوہری دے وڈیاں نوں کڈتا جانداتے پنڈ دے پہلے کج نہیں سی پچتا۔ رتھ دے وڈے جس طرح چوہری دے وڈیاں توں رنخی سن، اوس طرح او چوہری توں سکھی نہیں سی۔ اوہ دے دکھد یا ای دکھد یا چوہری دے کم ای بدل گئے سن تے پنڈ دا شاندا ای کوئی گھر چوہری دے ظلم توں پچیا ہوئے۔ مَن تے اُنچ چا اسی جیوے پورے پنڈ دے داسی چوہری دی قید وچ ہون۔ رحمتا اپنے آپ نوں دی کتیا کتیا محسوس کر داسی پر او چوہری دی زور آوری اگے بے بس سی۔ اُنچ دی اوہنوں پتا ای نہیں سی بجی چوہریاں دی زور آوری اگے کھلوی داکو یں اے۔ پر اوہنے چپ چپ چوہری دی حویلی وچ اوہاں اناڑی تے اکھڑ کھلون والیاں نوں ضرور دکھیا سی جھواں دی ہار باجوں چوہری دا دہ بے ہور ودھ گیا سی۔ ایس لئی اوہنوں ایٹاں پتا ضرور لگ گیا سی کہ کون کس دے لے چوہری اگے نہیں کھلوتا چاہی دا۔ چوہری دی برو دے لے ٹولین دا ایہہ مطلب نہیں سی کہ اوہ آپ چوہری بننا چاہندا سی۔ او تے بابا بننا چاہندا سی جیہد سے وجود وچوں دوسریاں لئی رحمتا ٹکے۔ اپنے ناں دی طرح لوکاں وچ رحمتاں دا مینہ پاوے، جیہدے وچ نہا کے لوکی ہر طرح دے سل توں صاف ہو جان۔ ساری لوکاں دے دلدردور ہو جان تے ہر پاسے کرم ہو جائے۔ او خیر داسر کز بن کے پیغمبراں تے دلایاں دا نگ لوکاں وچ اپنا فیض دندے۔ اوہنے جدوں پنڈ دے کج ہو بندیاں مال اپنے خیالاں دی سانجھ کھتی تے اے جان کے حیران رہ گیا بجی ہر بند اوہ دے دا نگ بھلائی کرنا چاہندا اے۔ جدوں کج ہو پھر دلیا تے اے پتا لگیا کہ بوہے لوکاں ایہہ خیال بس اپنے آپ نوں

پر چارن لئی سوچدے سن۔ لوکاں دی ایس سوچ تے اووی اندروں ڈول گیا کہ ہورے لووی اپنا راہنما رنخی رکھن لئی اک سفلیاں دی دنیا تے نیس بنا کے جیٹا ہو یا۔ کدی خیالاں وچ اگر اوہ اپنے مال کی ہور نوں دی لوکاں دی مدد کروا دکھدا تے تاں دی اوہنوں بھیرا لگدا۔ کیوں ہے او چاہندا سی کہ کل جہاں دی ساری چنگیائی صرف اوہ دے حصوں ای ہوئے۔ اپنے جیہہ لوکاں مال لڑن بہتر توں بعد جد اوہ اپنے خیالاں نوں

پورا کرن بارے سوچا دے تے ہر پاسے انہوں چوہدری اپنا رستہ ڈکھاتا نظر آندا۔ جمیر اسوچیا پرادراستہ نہ آیا جنوں پھر کے چوہدری نوں اوجھڑا تے اپنے آپ اُن دا۔

رحمے دی حیاتی بابا جن دی راہ دیکھدے دیکھدے جمیختی جمیختی لنگدی جاری سی پراد فیروی مایوس نہیں ہویا۔ ویلا لنگھن دے نال اک پاسے تے ایہہ ہویا کہ جتھے اوہ دے خیال کپکے ہوندے رہے اتھے چوہدری دی بس اپنی حویلی جوگا ہو کے اکی رہ گیا۔ پنڈ وچ چھڈے چوہدری دے بندیا نے ہور ات چکی تے لوکی دی چوہدری پاروں کھنک ہو گئے۔ لوکاں دیاں چوہدری بارے بدلیاں گھاں تو اڈنے گویر لائی کہ بابے اساناں توں نئی لٹھ دے بلکہ ایہہ تے ویلے دے موڑ تے پئی اوپک اے جنوں کسے تے کسے چنک کے اپنے سرتے رکھتا ہوند اے۔ پر اے خیال دی اوہنوں ایویں ائی نہیں آ گیا بلکہ اک پہلے توں سنے قصے نوں دوبارہ سُن کے آیا۔ سمیت وچ جدو۔ نہ وی تے فرعون دے قصے نوں سنیا تے انج جا پیا جیویں کج نواں سنیا ہونے پر نواں کی سنیا ایہدی بھادوں اتھے منہ کے نہ آئی۔ مولوی کولوں کتاب رنگ کے گھر لے گیا تے اُدی قصے نوں کئی واری اوتھوں تیکر پڑھا جدوں موسیٰ اپنی قوم نوں لے کر فرعون دے ملک وچوں بھجیا۔ اگے وئی پڑھن دی کوشش کیتی پر سوادی ناں آیتے اوہنے کتاب اک پاسے رکھ دتی ت۔ اوہنوں چوہدری دی اک فرعون ہی جا پین لگ پیا۔ پر اک سوال اوہ دے دماغ وچ گرل کرن لگ پیا کہ جے فرعون دی اے جان داسی کہ اداک عام انسان سی تے فیرا اپنے آپ نوں رب کیوں کہیندا سی۔ کی اونھے اپنے چوہدری دے نوں مردے نہیں سی دیکھیا۔؟ کی اونھوں اے نہیں سی پتا کہ اودی اک زن دا جمیا ہویا سی۔؟ کی اک بادشاہ ایناں بیوقوف دی ہوسکدا سی۔؟

ایتھوں تیکر سوچ کے اوہ دے دماغ نے کم کرنا بند کر دتا تے اگے صرف جمیر ایہی ہیرا وین لگ پیا۔ چنانچہ کدروں اوہ دے دماغ وچ خیال آیا ایناں سوالاں دا جواب اوہ دے دوسوں بارے ایس لئی اے سارے سوال باؤ کا فر کولوں پچھے جان، جیہڑا ہر دو جے تیجے ہینے اپنے ماں بیوی نوں ملن پنڈ آندا رہندا سی۔ کج دتاں دی اڈیک باجوں باؤ کا فر شہروں پنڈ آیتے رحمتا پنڈ والیاں توں لٹھ اٹکا دیا اوہ دے گھر جاوے۔ پہلے تے باؤ کا فر دے گھر والے اوں دیکھ کے تریک گئے کہ ادا وھاں نوں کیوں ملن آ گیا اے، کیوں جے پنڈ والیاں باؤ کا فر پاروں اوتاں دا حق پانی بند کیتا ہویا سی۔ باؤ دے گھر والیاں دے ایہہ مراد ہون توں بعد رحمتے نے اپنے سارے سوال اوہ دے اگے رکھ دتے۔ پہلے تے باؤ اہدی گل تے حیران ہویا کہ ایہہ سارے سوال اوہ دے دماغ وچ کتھوں آئے تے فیر فرعون دے ویلے بارے اک لمبی گل شروع کر دتی۔ دو جن واری رحمتے نے باؤ نوں نوکیا دی کہ ادا وھاں فرعون دی خدا آئی اے دے پر باؤ اڈوں اس ویلے بارے ائی دس دار ہیا۔ اوہ دے سوالاں دا باؤ نے سدا جواب تے کوئی ناں دتا پر فیروی او باؤ دیاں گھاں دھیان نال سن دار ہیا۔ باؤ دی گل پوری ہون تو بعد اوہ جوں آپنے گھر ول پرتیا تے اونھوں انج لکھا جیویں باؤ نال گل بات دا کوئی فیدا نہیں ہویا۔ پہلے دو دن اوہ دی دل وچ باؤ کا فر نوں بھیرا کہیندا رہیا پر تیسرے دن اوہ ادا دھیان باؤ دیاں گھاں ول جان لگ پیاں۔ ہولی ہولی کج گھاں اپنے آپ اوہ دے دماغ توں جھرن لگ پیاں تے کم دیاں گھاں اوہ دے سامنے آن لگ پیاں۔ پہلی گل جیہڑی سمجھ آئی او ایہی سی کہ فرعون کول سارے خیال گھڑے گھڑائے سی تے اوہ دے کول اپنا نواں کج وی نہیں سی، او قلم دے رواجاں نوں من والا اک بنداسی۔ دوجی گل جیہڑی سمجھ آئی او ایہی سی کہ ادا دیوی دیوتاں نوں من والا زمانہ سی تے ایس من وچ فرعون داتے فیداسی پر لوکاں اوس ویلے دے دیوتاواں دے پجاریاں دیاں مانگاں ہتھوں ڈاڈھی تنگ سی۔ انجیہ ویلے گیان دھیان دے جبریل نے موسیٰ نوں دیا کہ دیوتاواں دا کھلاڑا بہت ودھ گیا اے تے لوکاں نوں من اک خدا دی لوڑا اے جدے کول ساریاں طاقتاں ہون۔ اوس ویلے جے گیان دھیان دا دیوتا فرعون کول آجاندا تے اودی موسیٰ دا تک امر ہو جاندا پر سوچن دا سیاہا گھڑے بندیا دے دس دی گل نہیں ہوندی۔ اوس ویلے لوکاں کی خدا کی موڑ تے کھلوتی سی جد کے فرعون دیوتاواں دے پرانے رستے تے سدا لگا جا رہیا سی۔ لوکاں کی خدا کی موڑ مڑگنی تے فرعون اپنی دویائی دے سمندر وچ فرق ہو گیا۔

جس دن رحمتے نوں فرعون دی حقیقت سمجھ آئی اونھے اپنے کچے مکان توں نکل کے چوہدری دی حویلی تے نظر ماری تے اوہنوں

Scanned by CamScanner

کے روزے مار رہے ہوں۔ پنڈ دامیلہ کی بابے نے ویلا بر باد ہون والی کہہ کے بند کر داتا تے لوکی فیرو پی پپ
ریئے کیوں جے پنڈ وچ انصاف دامیلہ لگ چکیا سی۔ گل تے اتھوں عیکر پڑ گئی کہ جس دن پنڈ وچ انصاف دی کوئی نوں کہانی سامنے
نہ آئی تے لوکی بابے نوں ترسیاں نظراں تال دیکھن لگ چنڈے۔

ایٹھائی بابے دا انصاف پنڈ دے لوکاں نوں اک لے ویلے تیکر سواد دیندا رہیا پر ہولی ہولی لوکی ایس سارے کھاڑے توں
اکتھان لگ پئے۔ خاص کر اولوک جھماں نوں اے انصاف بھگتتا پیا سی او تے بابے دے خلاف ہون لگ پئے۔ بابے نوں وی لوکاں دی سمجھنا
آن والی بے چینی نظر آن لگ پئی۔ اوں اے جا پیا کہ سب کج اوس طرح نہیں چل رہیا جس طرح چلنا چاہی دااے۔ روز دیہاڑی انصاف
دے نوں رنگ اوہدے سامنے آن لگ پئے سن۔ لوکی چھوئے چھوئے مسلیاں آتے وی اوہدے کولوں انصاف مسکن آن لگ پئے سن۔
جیہڑے معافے مہر تال برادشت کیجے جاسکدے سن اووی دا انصاف ہون پاروں بابے کول آن لگ پئے۔ لوکی اپنی کیتی گئی زیادتی نوں
قلم کھن توں حالے نیر دور سن۔ پنڈ دی رحل حالے انصاف توں صدیاں دے چنڈے تے کھلوتی سی جنھوں ویلا ای لا لگ سکدا سی۔ بابا
رحت ایس ساری اٹ پٹ نوں بس تھوڑی دیر دی گل سمجھدا سی کہ لوکی اجے چوہدری دے گئے ہووے نے تے اخیر ہولی ہولی چنگائی دی
راہے پے ای جان گئے۔ ایسے لئی بابا انصاف کرن تے اڑ گیا۔ شام بابے دے اندر انصاف دا جنون دھڑ رہیا سی تے لوکی وی حالے انصاف
داہور سوچکھنا چاہندے سی۔ بابے دے ہر نوں فیصلے بعد پنڈ دے کج لوگ بابے ول آن کھلندے تے کج لوک پرلے پاسے ہو جاندا
تے کج چمگروں کسے بور فیصلے توں بعد او فیرو بابے ول پرت آندے۔ کوئی وی انصاف توہٹ کے گل کر کے چوہدری والی صورتحال وچ والہاں
نہیں سی جانا چاہندا۔ کیوں جے چوہدری نوں ہر سمیت مارن دا فیصلہ کسے گلے بندے دا نہیں سی اوہدے وچ سارا پنڈ شامل سی۔ ایسے لئی کوئی
وی اپنے اوس فیصلے تے شرمندہ نہ ہوتا نہیں سی چاند۔ پر کج چمگروں جدوں بابے دے سارے فیصلے دیکھے جن لگ پئے تے بابے نوں آپ دی
تھرتھلی پے گئی۔ او زمین جیہڑی بابے نے کسے ظالم دے قبضے توں چھڈا کے اھداراں نوں والی نیکی لئی دتی سی اوھداراں کول آن توں بعد
دھیان نامن پاروں اپنی برائی گواہی۔ ایٹھائی پنڈ وچ حکیم دے علاقے دے باوجود بندے پیلے وی مردے سن پر بابے دے پنڈ
سنجھلن باجوں جدوں اک بندہ حکیم دے دوا دار وکرن دے باوجود مریا تے اوہدا امد حکیم تے پاکے اُنوں پنڈوں کڈ دتا گیا۔ اوس دن
سارے پنڈ نے بابے دے انصاف دی جے جے کار کیتی سی پر کج داناں مغروں جدوں پنڈ دے واسیاں نوں دوا دار وکرن دے پنڈاں دے
چکر لانے پئے تے شربت آگئی، تے اوس دن نوں روں لگ پئے جس دن حکیم نوں پنڈوں کڈیا سی تے تال ای اے وی یاد آ گیا کہ موت نوں
تے ہونی نوں کوئی نہیں تال سکدا۔ پنڈ واسیاں نے تھیرا زور لایا کہ کسے ہور حکیم یا ڈاکٹر نوں پنڈ وچ لے آن پر بابے دے اُنے انصاف
توں ڈر دے مارے کوئی دی پنڈ آن نوں راضی نہ ہویا۔ ایٹھائی پنڈ دے لوکاں دے اوہدوں وی دارے نیارے ہو گئے جدوں بابے دے
حکم تے پنڈ دے لوکاں نے ساہوکار دے پیسے پلے، شاید ای کوئی اجیہا بندہ ہووے جنوں بابے دااے حکم بھڑا لگا ہوئے۔ ہور تے ہور
لوکاں نے ساہوکار تے اوہدے ہر نوں چوہدری دی سڑی حویلی وچ قید کر کے اوہدے سارے بھی کھاتیاں تے سرکاری کاغذاں نوں وی اگ لا
دتی۔ پر سال باجوں جدوں لوکی اپنی فضول خرچی پاروں سارا پیسہ کھالی پیٹھے تے اوہناں کول پیلیاں وچ پان جوگی کھادے بی دے پیسے دی
نہ بچے تے اوہناں نوں ساہوکار وی حکیم وانگر یاد آن لگ پیا۔ جیہڑا کج تر وکر کے پنڈ دے نظام نوں کسے نا کسے طریقے تال چلا ای
رہیا سی۔ پادیں اتوں ایسی نظر آندے سی کہ ساہوکار قلم کر رہیا سی پر قلم دے رواجوں وچ ساہوکار نوں دی چوہدری دانگ پنڈ دی کسے
ضرورت نے ای تھیا سی۔ ساہوکار دا ڈنڈا کسے نا کسے طریقے تال لوکاں نوں فضول خرچی توں روکی کھڑا سی۔ بابے دے ایس فیصلے نے تے
پنڈ دے چلندے پیسے نوں جیویں روک کے رکھ دتا۔

سارا ج ہونداں دیکھ کے بابے نوں سمجھ ای ناں آئی کہ لوکاں نوں قابو کرے تے کرے کتھوں۔ لوکی بابے دے ہر چھکے کم نوں
اپنی بربادی وچ بدل لیندے سی۔ پر اک انصاف دے فیصلے نے تے بابے نوں ہلا کے رکھ دتا۔ جدوں اوہنے اک قتل دے مجرم نوں موت دی

زادتی تے پنڈ دے سارے لوک اوہ دے گھروں دی ہنسوس واسطے نچ ای گئے جیویں او پہلے بھرم دے ہتھوں قتل ہون والے دے گھر گئے سن۔
 کی چھائے گن والے نوں غیرت مند تے عزت دار اکھا کہہ رہے سن۔ بابے نوں ایہ سن کہ انج لکھا جیویں لوکی بابے نوں بے غیرت تے عزت
 الیرا آکھ رہے ہون۔ ایس فیصلے توں باجوں بابے نوں انج لکھا جیویں اوویں آوے تھاویں آکھلوتا سی جتھے کج وریاں پہلے چوہدری کنی نسلوں دا
 نیڈا لکھن توں بعد آن کھلوتا سی۔ بابے نوں انج جا پیاں جیویں فرعون خدا کی دعوے وچ پھس کے اپنے آل دوال توں اتا ہو یا سی اوہی کج بابے
 دے واپر رہیا سی۔ بابے نے اپنی تے پنڈ دی حالت دیکھی تے کج دی سمجھ نہ آئی، ہر پاسے ہیرا سی ہیرا سی۔ ٹپ ہیرے وچ ایدر اوہ دھکرا
 رن دی بھائے او اک واری فیر باؤ کا فردا انتظار کرن لگ پیا۔ پر ایس دور ان او نے پنڈ دے مولوی کولوں اک واری فیر موسیٰ دا قصہ سنیا جیہڑا
 فرعون دے ذہن توں بعد شروع ہو یا سی۔ او سمجھدا سی فرعون دے مرن توں بعد سب کج ٹھیک ہو گیا سی پر اصل کھینڈ تے باجوں شروع ہوئی سی
 کیوں جے اگے موسیٰ وی نوں سی تے اوہی قوم وی نوں سی۔ اپنے بیان دے اخیر تے جس طرح مولوی نے موسیٰ دی قوم دی تان انج دے
 ہودیاں تے لیا کے توڑی، او سن کے تے بابا پنا سر بھر کے سوہنی پگیا کہ فرعون کدی نہیں مردا او واقعی خدا ہوند اے۔ لوکی کسے پچ پتھر دے
 چھ لگ کے اپنا پنڈا تھوڑے دپے واسطے کھوتا تے کر بندے نے پر گم کے او سے رب کو جانے دے نے جدے کولوں جان چھڈائی ہون دی
 ہے۔ اے سوچ آندیاں ای اوہ اول کسمن لگ پیا تے اوہور شدت نال باؤ کا فردا انتظار کرن لگ پیا۔

اخیر اک دن اوہنوں باؤ کا فردا دے آن دی خبر ملی تے او سے راتی باؤ دے گھر پہنچ گیا۔ جانہ یا ای اوہنے پنڈ واپر حال اوہ دے
 گے رکھ دتا تے شرموس شری باؤ نوں اک سوال دی پچھیا کہ اخیر اے انصاف ہوندا کی اے۔ پہلے تے باؤ کج دی سرسئی چھیا رہیا فیر اوہنے
 چھلی وار دھماک لگی گل نور دتی۔ جدی اوہ دے سوال نال کوئی کوئی رت نہیں سی، پر فیر وی بابا دھیان نال سرگی دپے سمجھ اوگھاں سن۔ اربیا۔
 تھوں اٹھ کے گھر آیا تے سون لئی مٹی تے لیا پے گیا پر نیندر اکھاں توں دور سی۔ تن واری لوکی اوہ دے کولوں انصاف کروان وی آئے پر
 دے نچ لا کے اوہناں نوں وی نور دتا۔ ہولی ہولی باؤ دیاں اٹکیاں پھٹیاں گھاں اوہ دے دماغ توں چرن لگ پیاں تے منڈلی گل ہولی ہولی
 رآن لگ پئی۔ سارا دن وی انج ای لگ گیا تے اخیر راتی جدوں پوری گل اوہنوں سمجھ آئی تے انج لکھا جیویں منڈ وچوں ساری ریت نکل گئی
 دے۔ اوہ دال کچا کوئی اوہدا گھروں چوہدری دی حویلی وچ ساڑ کے سوا کر دیوے۔ انصاف دے کھینڈ وچ اوہنوں سمجھ نہ آئی کے
 بے تے منصف وچ فرق کی ہوند اے۔ بابا تے جرم توں پہلے انصاف کرواے، جرم توں بعد کچا گیا انصاف دے بس ایویں بدلہ لینا ای
 دندا اے، پادیں او کوئی مظلوم آپ لے لوے یا کسے منصف نوں اگے کر دیوے۔

مفتو مفتی

ماں کوئی ایڈی چنگی نہیں ساہو۔ کنواریوں لا خرابیاں کر دی رہی۔ اک واری اڈھل دی گئی پر ماںکاں موڑ لیا ندی۔ وہیں بچوں
 دی اودھ اوہو بھیڑا چالار ہیا۔ جیوے ماں دی جانی، میرا گلی گلی جوالی۔ سچ اے کدے تلھیاں دے تلھ دی گئے نیں۔
 ساکس براڈ وچ تے نچو تے آپ اوہ پوری کائنی۔ منں اوہ بھادیں جوانی نیزے اپڑ دی اک دھ دی ماں سی فروی چنگی بھلی
 سوہنی سی سگوں حالے دی عام سوہنیاں زانیاں دے سروچ ماردی سی۔ اودھ اک باہروں آئے اڈھکھڑ بندے نال سر ہو گیا۔ باہر آ لے کول دن
 رات اک کر کے، خیندراں بھمن کے، اوہ تائیم لا کے باہروں کما یاہو یا دھو پیسا دھیلیا سی۔ اوتھے بھادیں اوہنے کجیاں کر کے پیسا پیسا
 جوڑیا سی پر ایہ سر، اتھے اپنا نوہر پاتے شو، شابناون لئی اوہ کھلے دل نال پیسے خرچدا۔ زانیاں اوہ دے چوسیاں تے ڈلھ پئی۔ نوہر پئے تے پیسے
 اُتے وپھلی نے اپنے ماں اترو دے ساکس کولوں طلاق لے لئی تے اوہ دے گھر دس لگ پئی۔ دکھاوے لئی اوہتاں چنگا مندا نکاح دی کر لیا۔
 کجھ جے بعد باہر آ لا پئی کئی دا "باہر لا" بن گیا اوہ اپنی سترئی دھ تے بے ایمان ہو گیا۔ ماں تاں جویں پہلوں ای دیا اے ایڈی
 چنگی نہیں سی سگوں پنڈاں تھاواں دی بولی وچ گندی سی۔ اوہنے ہور زیا دا گند پٹا کیتا تے اپنی بھورے جی دی داویاہ باہر آ لے بندے نال
 کردتا۔ کجھ دن تلھے تاں باہر آ لے بھائی دا باہر جان دا دلا آ گیا۔ اودھ اپنی گج ویاہی بیوی نوں، اودھ دی ماں کول ای نچھڈ کے باہر لے ملک
 ٹوں کوچ کر گیا۔ گڑی ندان، اگلا منہ۔ اوہنے جیسے ست مینے، فیر ہور سال اپنے ساکس ٹوں اڈیکیا پر اوہ پرت کے نہ آیا۔ سال بچوں
 گڑی بھر جان ہو گئی۔ اوہ دے موند نوں خون لگ گیا ہو یا سی۔ اوہتاں دے گھر اوہتاں دا زوروں نیزیوں دا اک رشتے دار منڈا رہندا سی۔
 اوہ پنڈوں آیا سی تے شہر وچ کسے فیکٹری وچ کم کردا سی۔ ہان نوں ہان پیارا ہوندا اے۔ میاں محمد بخش ہور اں آکھیا اے

دُھ اندر جے کھنڈ رلائے، مٹھا ہوندا دوتا

گڑی موند زور جوانی اگے ہار من لئی تالے اوہنے اپنی ماں تے ای جانا سی۔

دل نئے دی کوڑی ہوندی سن مٹراں سن جیاں

جہو جی دیکھی ماں خمد اوہو جہیاں دھیاں

اوہ اوں منڈے نال نس گئی۔ منڈا پنڈ دے اک بازے گھر داجی سی۔ اوہ دوویں طرحاں دے بازے سن۔ پیسے دھیلے دتوں

دی تے۔۔۔ مطلب اوہ اپنے چٹے نہیں سن۔ چٹے ہوندے تاں دوسرے دی ڈھوئی تے مار دے جہتاں دی گڑی سی اوہتاں نوں واہیں

کردے۔ اوہتاں چپ چپتی گڑی ڈکارن دے چکراں وچ پے گئے۔ منڈا اتاں منڈا ابا جی دی پرکٹ نکلے۔

اوہتاں گڑی دے پہلے نکاح نوں نکاریاں ہو یاں نکاح اُتے نکاح کردتا۔ گڑی نے اوہتاں نوں دس دتا کہ میرا خاندان، میری

ماں داوی خاندان اے۔ نکاح اُتے نکاح کردیاں اوہتاں نوں ڈر خوف ایس پاروں نہ آیا کہ باہر آ لا بند اپنی بھلی بیوی اُتے حق دعو نہیں سی

کر سکدا۔ کیوں جے چوری خچے دی ہو رگل اے چنانکا کوئی دی سترئی دھ نال نکاح نہیں کر سکدا خاص طور تے اوہ جہو ماں دھ دوویں اکو

گھر وچ دساندا پیا ہووے۔ جدوں گڑی منڈے نال نس گئی تاں ماں نے رولا پایا۔ اوہیاں سن مرضیاں تے بھیریاں کرتوتاں پاروں

اوہ دے انگ ساک اوہنوں نچھڈ چھے سن۔ منں اوہ چھلیا کانا سی۔ کسے دی اوہ اساتھ نہ دتا۔ بھونک بھونکا کے برسی تے باہر گئے بندے ٹوں

اؤئیں لگ پئی۔

آخر باہر آ لے نوں ٹھنٹی مٹی تے اوہ خیری سلامتی واپس پرتیا۔ اوہنوں اپنے پیسیاں تے بڑا مان کی۔ اوہدا خیالی سی جسراں اوہنے کڑی دی ماں نوں رپیے دکھا کے بھر مالیا سی، کڑی دی اوہدی دولت تے ڈلھ جاوے گی۔ ایہ اوہدی بھل سی۔ پیسا بھ کجھ اے پر بھ کجھ نہیں اے۔ کڑی نوں صرف پیسیاں دی ای نہیں کسے ہور شے دی وی لوڑی۔

اوہ اوہدے سندھنے کتاں تے مار دی رہی تے اوہدے بچے وچ نہ آئی۔ فیر اوہنے اپنے پیسے دے زور تے اک پنجایت اکٹھی کیتی پر جس دل مکھیاری وار اوہدے دا۔ پرھیں وچ اوہ ٹھوٹھا ہو گیا۔ سائیاں آکھیا "توں اپنی بیوی دی دھی نال ویاہ کسراں کیتا؟ تیرا تاں نکاح ای ناجایز اے"

آخر اوہ ڈھک ڈھک کے کھلور ہیا۔ ایہر جدوں کڑی اُدھالن آ لے مُنڈے دیکھیا، اوہنوں کڑی بچ گئی اے تاں اوہنے پر پرزے کڈھنے شروع کیتے۔ پہلوں اوہ کڑی دے دند نہیں سی گندا۔ اوہنوں منی توں تھلے پیر نہیں سی لاہون دیندا۔ من اوہنے کڑی نوں آکھیا "ایویں دیکھیاں گزارا نہیں ہونا توں وی میرے نال آلوچن دی دیہاڑی تے جایا کر"

ایہ دس دی لوڑاے تے ضرور اے کہ اوہ بے زمینے لوک سن تے دیہاڑی ڈپا کر کے ویلا لنگھاندے سن۔ کڑی روز تاں نہیں پر کدی کدار اوہدے نال دیہاڑی کرن جاوَن لگ پئی۔ کجھ چر بچھوں مُنڈے نے اُدھال کے لیاندی ہوئی کڑی اُتے شک کرنا شروع کر دتا۔ پہلوں زبانی کلامی لڑائیاں ہونیاں فیر اک دن مُنڈے نے کڑی اُتے ہتھ دی چُک لیا۔ اوس توں بعد مینے وچ اک دووار آنے بہانے، جایزنا جایز کڑی نوں پھسٹی لاوَن لگ پیا۔ کوئی نہ کوئی ایہو جیہا سبب ضرور بن جاندا کہ کڑی کچھ جانندی۔

فیر اُچ ہو یا کہ اوہ کڑی کچی پختی اپنے دیور نال بھس گئی۔ من اوہ اپنے خاوندنوں سدھی ہووَن لگ پئی۔ اوہدے اگوں تھینکون لگ پئی۔ اوہنوں اٹ دا جواب پتھر نال نہ سکی پر روڑے نال ضرور دیوَن لگ پئی۔ اوہدا دیوڑی چنگا مند اوہدا ساتھ دیندا۔

اک دن اوہناں گھر لک جڈی راند ہوئی۔ اوہدا خاوند تے اوہدا دیور ہتھو کھسی ہوئے۔ اک دوجے دے سر پاڑے گئے۔ گھر وچ چنگا بھلا کجھ خاناکا۔ دوویں مُنڈے لڑ جھگڑ کے گھروں باہر نکل گئے۔ اک بے چہرہ دے دل گیا تاں دوجا بندے نوں موند کر گیا۔

"ایہ کڑی ساڈا گھر تباہ کرے ای کرے" ہونے آکھیا

"ایہ کل اے کل؟ مُنڈے دے ہونے ڈبارا آکھیا۔

"ایہ ہونی میرے دوواں پتراں دے سر لوے گی" منڈیاں دی ماں نے دہائی دتی۔

"ایہو جیہاں بندے کھانیاں سردے سائیں مردا کے اگے کسے ہوردے گھر جاہند یاں نیں" سس نے آکھیا۔

فیر اوہ اپنی نونہ دے گل پے گئی۔ چنگا بھلا گھول ہو یا۔ سس نے کڑی دے جنڈے پٹے تے اوہنوں نکا کے کٹا پا چاڑھیا۔ نونہ نے وی خنے جوگی سی، مقابلہ کیتا پر سس دی امدادنی اوہدی دھی آگئی تے اوہتاں دوواں زل کے نونہ نوں ڈھاوا لا۔ جدوں اوہ مزاحمت کرن جوگی نہ رہی اوہنے ہتھ پیرسٹ دتے تاں اوہنوں پورے ویڑھے وچ دھروندیاں بھریاں۔ اوس توں بعد ایہ ہوندا کہ جدوں وی رات براتے اوہدے خاوندنوں تھئی آندی اوہ کڑی نوں گھسن کی کر دا۔ بکے بھرا دا اوہ کجھ وگاڑ نہیں سی سکدا۔ اوہنوں پتا سی اوہ جبر وانا اے تے اوہدے گھنے سیکے گا۔ اوہ سارا غصا سارا کرودھ اپنی بیوی اُتے کدھدا۔

کنا کوچر آخر کڑی دیاں اکھاں کھلیاں۔ اوہنے اپنی ماں نوں فون کیتا ماں نے باہر آ لے بندے نال گل کیتی۔ اک دن شام ولے اوہ اوس پنڈا پڑے کڑی نوں نہدی پل اُتے آپڑ گئی۔ اوہتے اوہتاں کڑی نوں گڈی وچ بٹھایا تے بٹر ہوئے۔

اونہاں دن چڑھن داسیں انتظار کیتا۔ سویرے نمازاں لے نال اوہ چودھری دے ڈیرے تے آپڑ گئے۔ اوہتے اوہتاں پا پٹاڑھا

”چودھری صاحب ساڈی نو نہ راتیں نکل گئی“

”چودھری صاحب ساڈے گھر جہڑا کوئی پیسا دھیلایا، سارا لے گئی“

”کوئی ٹوب نہیں چھڈی سُو“

سردار صاحب ہونجا پھیر گئی ہونجا۔ لکھ نہیں چھڈی یا اوہنے ساڈے گھر میں

”میرے تاں پترنوں ڈو بُو پئے چنڈے نہیں“

چودھری صاحب پنڈ دے دے سن اوہتاں کولوں کھڑا کجھ لکھا ہویا سی۔ اوہ تاں ایہ وی جانے سن کہیاں دے نہ ہواں وچ میل کٹی اے تے کس مٹی دی اے۔ اوہ سبھ جانے سن۔ اوہتاں دی ساری رام کہانی نوں دی اوہ جانے سن۔ چودھری ہوراں اوہتاں دیاں ساریاں گھاں اوہتاں دا سارا داویلا بڑے تھل تال سنیا تے وچے وچے اوہ اپنیاں وڈیاں تھماں تھلے لٹے ہوئے نکھاں وچ مسکا ندے دی رہے۔

”تے تہن فیر تھیں کیہ چاہندے او؟“ اوہتاں انج وکھالا کہتا جو یں اوہ بڑے گھنیر تے سنجیدانیں

”سا نو ساڈیاں بانہیں مڑ وادیو“

”اچھا سوچنے آں تہاڈے بارے۔ حال دی گھڑی تاں کمال دینا“ اوہتاں اوس گھر دے دے نوں مخاطب کردیاں

آنکھیاں توں ذرا جا کے ایہناں بندیں نوں تاں سندلیا۔ ”چودھری نے پنڈ دے دے دس بارھاں مونے مونے بندیاں دا تاں لیا۔

جھپتی ای اک دونوں چھڈ کے پنڈ دے دانے بیئے، وڈیری غردے پگ پنڈ بندے ڈیرے تے اُڑ گئے۔ جدوں سارے اکٹھے ہو گئے تے او تھے ڈاے ہوئے ٹوڑھیاں اُتے چنگی طرحاں پھب کدے گئے تاں چودھری نے اک بناوٹی کھٹکورا مار کے گل دا آغاز کہیا ”بھراؤ تہاڈی مہربانی تھیں میرے اک واری سڈن تے تشریف لیائے۔ اوّل تھساں تہن ای لیا ہونا اے بھئی کیہ معاملہ اے جے نہیں سنیا تاں میرے مونہوں سن لھو۔ راتیں کمال دین دی نو نہ نس گئی اے۔ سنیر آں کہ اوہ اپنی ماں تے اپنے پرانے کسم کول اُڑ گئی اے۔ ایس معاملے بارے صلاح مشورہ کرن لئی تہاںوں اتھے سندیا گیا اے“

سارے پوری طرحاں متوجہ ہو کے دے دے چودھری دی گل سُن دے پئے سن۔

”کیہ میرا ایہ خیال ٹھیک اے کہ سارے جی جہڑے وی اتھے اکٹھے ہوئے بیٹھے نہیں ایہناں دے معاملے ادا گا دیکھا پوری

طرحاں جانے نہیں؟“

”جیہاں ایس بیت کجھ سنیا ہویا اے“

”چلو ایہ تاں چنگا اے نہیں تاں آپاں ساریاں نوں کمال کولوں ایویں انگلیاں پھیلیاں سنیاں پینیاں سن۔ غاہ غماہ نیم ضائع

ہوندا“ چودھری ساہ لے کھنچے والسا سارا کش لیا تے جو یں کسے کی سوچ وچ ڈب گیا۔

”ایس توں پہلوں کہ آپاں سارے جے زل کے کمالے دی نو نہ نوں واپس موڑن لئی کوئی جتن کوئی چارہ کرے میں اک بجی جی

گل یاں کہانی جو دی تھیں سمجھو تہاںوں سنا چاہتا آں“

”جی ٹھیک اے چودھری صاحب“

”کیہ تھیں میری گل تھیں لئی پوری طرحاں تیار او؟“ چودھری بڑے ڈرامائی انداز وچ دہرایا۔

”جی ایس بلکل تیار آں“

”تے فیر سُنو“ چودھری خٹے دا اک ہور کش لیا۔ ساریاں اُتے اک بھر پور نظر پائی تے ایویں بلا دجھا کھٹکورا ماریا ”میں کوشش

کراں گا تہاڈا زیادہ ویلا ضائع نہ کراں تے گل نوں جھپتی توں جھپتی نکاواں“

وہاں دیتاں نہ منگتیاں نوں پیے دتے نہ تسمیں کپڑے لے تے ٹوبہ بھلا بنوایا نہ کیتاں نوں لاگ دتے۔ تہاںوں تاں منڈے دے دے ویاہ تے رُسن آ لے بھیناں بھرا دی نہیں منا دے پئے۔ گل کیہ تسمیں قتر ناں بھجوا مار لیا۔ بھجوتاں میں ایویں ای آکھیا اے تسمیں سٹھھی سنبھائی پٹی پلائی ہرنی پھڑائی۔ تہاڈا اکا مٹھے وچ نور گیا۔ پورا ڈوڈھ سال تہاڈے منڈے عیساں کیتیاں۔ فیر تہاڈے دوجے منڈے مے حیائی کیتی۔ اتوں تسمیں سارے جیہاں ٹڑی نوں لٹ لٹ کے بوڑا کردتا۔ فیر اوہ اپنی ماں کول کیوں نہ جاندی؟ تسمیں تاں اصلوں اوہنوں تھسکی ای سمجھ لیا۔ تہاںوں اوہ بالڑی مٹھے وچ دی وارے ج نہ آئی۔ تسمیں آپ ای ڈنٹو ٹڑی تہاڈے گھر کوں تے کھڑی گلوں رہندی؟ ہن تسمیں اتھے آکے کوڑ پئے مار دے جے، اکھے اوہ تہاڈے گھر نہ بچا پھیر گئی اے۔ تہاڈے گھر ہے کیسی جہڑا اوہ لے گئی اے۔ اوہ تاں اپنا سر بچا کے لے گئی اے نہیں تاں تسمیں تاں اوہنوں مارا دی دینا سی۔ جے بالفرض اوہ کچھ لے دی گئی اے تاں کھڑا بھیرا کر گئی اے۔“

کمالے کے سارے جیہڑے جھوں بولن نہ اتوں۔ سب ای سنگھ گیا اوہناں نوں۔ اوہتاں دی جانو، ماں ای مر گئی۔

”دل تاں کردا اے لاہ لٹرواں تے مار مار کے تہاڈا اتناں بچہ پتر اں داسر پولا کردیاں پر زب جوں ڈر آندا اے۔ چپ کر کے ایتھوں اٹھ جاؤ تے خبردار جے کچھ دن سگوں جناہر میں آپ نہ بلاواں، کمالیا توں یاں تیرے پتر اں مینوں اپنی شکل دکھائی نہیں تاں میتھوں بھیرا کوئی نہ ہووے گا۔“

پیار کیوں taboo بن گئے

تو نہ میگوں ملن آؤ سیس!! نہ میگوں کھنن آؤ سیس!! نہ گل لیسیں!! نہ پیار کر پھیں!!؟ پیار laboo کیوں نہیں
 مجھے!!؟ سنبھا پیار دج کیندے تال ظلم کھنے کہ پیارا ی laboo جن مجھے!!؟

میز امیڈا چیار کچہ دے علاتے دج پروان پڑھیا۔ دریا تے جیڑیاں سیراں۔۔۔۔۔ او بد دے کھد دے عطارے، او کچہ دی سرہز زمین۔ ساوک ہر پاسے خوشبو کھینڈی ہوئی ہر پاسے۔ کوئی روک ٹوک نہیں توں میڈا مسات ایں تنڈے نانکے میڈے ڈاڈکے اساں کھو کھو ہاسے۔ کئی چلھ تے روئی کھاون والے!! گندلاں داساگ چالڑے، سھتا جڑاں، مڈھوڑے ایسوکھ کھاتے اساں جو ان تھئے ہاسے۔۔۔۔۔ پھلیس دی خوشبودر یادا کنارہ۔ حسین عطارے میڈے میڈی دسیب تیزی میڈی شادی دی گالھ وڈیں پکی کر چھوڑی ہے۔ ایسے لکھاویں سمرانواں وچوں نکلن والا شاح وادھواں۔۔۔۔۔ اساکوں سکون دیندا ائی۔ اسادی شادی دے ذبحہ دی تان نیزے آگئے بن۔ تئیر آکھیاں اتھان سجھ کھہ ہے۔ پر روزگار کھسی!! کوئی چنگی حیاتی واجب بتاؤں۔۔۔۔۔ روزگار کیجے۔ توں کر اپنی روان تھی گئیں میں۔ بہوں جھلیا پر تھیں۔ مئی کر سکھادت آؤسی۔ میں کاتے ول آؤساں اپنے دسیب دج۔۔۔۔۔ میں دھرتی تھیں چھوڑ سکد امیں دی دل بدھ کھیرا۔۔۔۔۔!!

وقت گزر دارھیا۔ توں والہیں آگیا خانہ میں جاس جو میں آچتا منہ گھنڈھ دوج کا کھدا انہی۔ میڈے چہرے دی لالی ہر کسک محسوس کر کھدی پئی۔ میڈی مامی میڈی اماں کوں ڈسا یا جو تیکو بخار مال کسکھ دی ہے۔ تیکوں خشبو دی نہیں آندی پئی۔ کیا!! تیکوں خشبو انہیں آندی!! اپنے دھیب دی مٹی دی، دور یادے پئے دی، سرم دی کھک دی خشبو نہیں آندی۔ ایہ اپنی دھرتی ہے۔ اتھاں پھل کھدن، اتھاں فصل پکدی رہی۔ اتھاں ہالھیاں بہن سرینہ مے میڈے وطن دی خشبو۔ تیکوں خشبو نہیں آندی توں اچا ساہاں چاہ میڈا اسات خشبو آؤسی اپنے دھیب دی تمہیں آکھیا سیکوں تاں ڈانڈ تے ساہ دی نہیں آند تے روئی دا تے ناں کھیر دا۔ اچھا کیوں نمی گئے سات ایہ دھرتی داساگ ہی اساز میں فصلیں دی روئی چلوا دھوڑ انہی سات کوئی ڈانڈ نہیں آند۔۔۔ میں تاں جو میں پت جہم۔۔۔ میں سیکوں آکھیا۔ اساز contact دی نہیں تھی سکھدا۔۔۔ کچھ وقت واسطے!! اچھا ایہ پیار دا laboo۔۔۔ پیار کوں کسکھ سولی تے تنگ چھوڑے۔ اسان جن مل دی نے سکھدے۔۔۔ فاصلے۔۔۔ دوریاں۔۔۔ جدائیاں۔۔۔!! اور ساڈیاں مچھتاں، او دھیب دیاں خوشبوواں اور ساہ سب تم تھی کہیں، جن کچھ نہیں رہ گیا۔۔۔۔۔ ایہ کسکھ پیار تے ظلم کسکھ کہ او laboo جن گئے۔

پندرہ ڈھنجد اس اڑی شادی قصیدی پئی۔ کھاس کھین میڈے وطن دیں روخص اوسونڈھے مل موندھار لاتے ہاں وپندیاں
جھراں۔۔۔ اور نکارے۔۔۔ بھ کھ دس کھ گئے میڈے وجب کنوں۔ ملسوں میڈا ساسات!! کھوں کدھرتی دی خوشبو اتے دریا دکنارا
اجاں موجود میڈے وجب دا۔ وقت دی ہے نہ گزرونی!! دل بھل کھلساں کھلساں۔ خوشبو آوسی۔ تیرے میڈے ملسن دا وقت لوسی!!
توں نہیں تیں بھ کھ۔ خیاں دی دل آوسیں، بہاروی آوسی، سنگت، میلے ملا کھڑے وی تھیں۔۔۔ ملسوں تو تے مں دی ملسوں۔ کڈا کس
پیاری بیڑیاں باتن لیجے۔۔۔ taboo نہیں۔

بتری دھاراں

ادھنوں ایذا اندازہ ناسی جوں حیاتی ایذی ادھی ہو۔ میں۔ من تا میں تاں اوس صرف شوکھ ای دیکھی ہائی۔ کئے لاتو من تا میں
ادھ پڑھدا جوں رہیا ہائی۔ پڑھن ویلے تاں سب تو اوکھا کم پڑھائی ای لگدا اے۔ تے بندہ سمجھدا اے ایس توں ودھ اوکھا کم کیہڑا ہو میں۔
ایہ گل اپنی جاہ تے کچی پڑھیں ویلے بندہ نوکر لکھن دے چکر وچ پمد اے تے ہانہہ سرتے رکھ لیند اے۔ تاں پتہ لگدا اے حیاتی کس بھاء
وکدی اے۔ اوس سنیا ہو یا ہائی جوں نوکری کرنا ڈاڈھا اوکھا کم اے پر مزوی ادھ نوکری لکھن پاروں کھلا ہو یا دوا ہائی۔

یوسف حق نواز دا کوئی کہلا پتیر تاں ناسی جوں لاڈلا ہووے ہا۔ بس جیویں باقی بھین بھرا لگے دے ہان ادھ وی ایس ایڈواہک
حصہ ہائی۔ حق نواز دے ہک درجن بال ہان تے یوسف وی ادھتاں باراں بھیناں بھراواں وچوں ہک ہائی۔ ادھنوں ہور نہیں تے ماہ پیو دے
پیار دا ہارواں حصہ تاں مل ای دیندا ہائی۔

اوس باہراں جماعتاں پڑھتاں لیاں ہان پرانجے چمک دھروہ کے۔ ادھ ہر کلاس وچوں اپنے آپ پاس تاں ہوند ا رہنداتے
ادھ دے پیو اے ویلے اوس کلاس وچوں کڑھوالو وٹا ہائی۔ ایہہ تاں کو ایں کئے ہوند یاں توں ادھ دے ذہن وچ گل پئے گئی ہائی کہ ادھ دے
!۔ ہوتاں اوس تے کوئی دھیان نہیں دیوناتے جے اوس پڑھتا ہے وی سہی تے اپنی مرضی نال۔ اُلٹا کئی واریں ادھ ابا سکول اپڑ گیا ہائی
ماسٹر ہور ایں توں آکھیں "ماسٹر صاحب یوسف بنوں پڑھ لیا ہے لیسنوں آکھو بس کرے" پر ماسٹر ہوریں ادھ دے اے بنوں ایہہ سمجھا کے
واپس گل پھیر بندے ہان جوں یوسف تاں میری کلاس دا سنبھاں توں لائق چھو ہراے۔ لیسنوں تاں میں کدی وی سکولوں تاں کڈھاں
بھانویں مینوں ایہی فیس ملیں ای کیوں نا دیونی پودے" ایہہ گل سن کے حق نواز چکی ہو دیندا ہائی تے ایس بہانے یوسف سکولوں
کڈھیں توں بچ دیندا ہائی۔

ایہہ لگ چھپ باہریں جماعت تا میں تاں جلدی رہی پر جدن یوسف باہریں پاس کر لئی تے ادھ دے بچ آکھیا۔
"پترا میں بنوں ہو گئی اے۔ میں میری ہڈیاں تیری پڑھائی دی کاڈھتیں کڈھدیاں"

اوس اپنے اے دل اج پہلی واری ڈاڈھ مے غور نال دیکھیا۔ باہراں بالاں دا ہجو چمک چمکا کے ادھنوں باہریں تاں پڑھا
لیا ہائی پر انج جا پدا ہائی جیویں من ادھ حیاتی دے بھار نال لب نکل آیا اے۔ ادھ دے ہودے سونہہ تے غم دی لکیراں صاف نظر اندیاں
پیاں ہان۔ ادھ دی اکھاں وچ تھکیرا ہائی۔ انج لگدا ہائی اکھاں وچ سدھراں اڈیک اڈیک کے تھک ہار کے ساتیں گیاں ہان تے سدھریاں
سدھریاں اکھاں دے چمکد روڈوں نی جی کھوانہ چھوڑ گیاں ہان۔ اوس تاں اپنے اے بنوں میں تا میں ہک جوان شینہ گھبر دے روپ وچ دیکھیا
ہائی جیہدے گھر ہر سال ہک بال یا با لڑی جم پدی ہائی۔ اج جیویں ویلے اوس اپنے ہودے جے تے ویلے دی لکیراں ڈھکیاں تے ادھ اتراہ
نکل گیا۔ ادھنوں اپنیاں اکھیاں وی سنیاں سنیاں لگن لگ چیاں۔۔۔

ادھ سوچن لگا میرا ابا کدن تا میں پورے نیر د بار چائی رکھیں۔ تیں من بنوں ہو گئی اے۔ مینوں اے دا ہتھ وڈا نا چاہیدا ہے۔
ابا پچارہ مکھے وچ پائی کئی جی کر یا نے آلی دکان وچوں کیڈا اک تیر مار لیسیں۔ اوس دیکھیا جیویں جیویں تیر دا بھار ودھدا دیندا ہائی۔ سنگیائی
ودھدی ہئی ہائی انجے انجے دکان خالی ہندی دیندی ہائی۔ ادھ سمجھدا ایہا ہائی ایس توں پہلوں کہ دکان اُکی سہی ہووے انجے ادھنوں کائی تاں کائی

نوکری کر لینی چاہدی اے۔ پر مہن دا شوق اپنی جائگے پر بھلا ماہ بچ تے بھیجاں بھراواں توں دودھ دی کھہ ہوندا اے۔ سوچن لگا بی اے کرنا دی ہو یا تے پرانیوٹ استخان چا دیساں۔

اودھا خیال ہائی اودہ باہراں جھاتاں پڑھیا ہو یا اے، ایماندار اے ذمے داری نال کم کرن آلا شکلوں دی ٹپیا مگر رانیس اودہ جڈے دی نوکری کان دہیں نوکری لہہ پوسیں۔ مڑ سرکار نوں ایس نوں دودھ ہو رکھیوی خوبیاں دی لوڈ ہو سیں۔ نوکری دا خیال آون دے نال نال ای اودہ اپنے آپ نوں کسے دفتر وچ میز کرسی تے بیٹھا دیکھن لگ پیا ہائی پر اودہ نوں ناسی پے جوں خیالاں تے حیاتی دی اصلیت وچ بڑے کوہاں دا پدہ ہوندا اے۔

سمکھتاں توں پہلاں اوس سرکاری نوکری دا سوچیا۔ دل وچ آیا جوں پرانیوٹ نوکری دا کے پے اج شروع ہوئی تے کل ٹک جاوے مالک دا کے جڈن موڈ خراب ہووے کنوں پھدھ کے باہر کڈھ چھوڑے۔ دہہہ جڈھیا تے اودہ کلف لگے شلوار پٹیں پا کے جتی چکا، تے مڑ لٹکاتے ہووے واہ کے گھروں ٹپیا۔ سوچیا داری داری سارے فتراں دا پکھ لاساں۔ میری کیڑی جتی گھس وجنی اے۔ پہلے دفتر وچ وزیا تے اودہ نوں پے لگا چیز ای کئی شے ہوندا اے۔

”جی جناب گھم کرو۔۔۔“

چیز ای اودہ نوں بڑے تے ای روک لیا۔

”یار گھم کیا کرنا۔۔۔ میں تاں نوکری دا پے کرن آیا ہاں۔۔۔“

”کیڑی نوکری۔۔۔“

”کیڑی نوکری؟“ اودہ ایس سوال تے حیراں رہ گیا اودہ نوکری کیڑی سرکاری دفتر ایں وچ کریندی اے۔ تے کیڑی جناب

کریندے پے بن۔۔۔“

”اچھا تے توں چڑھای لگتا اے۔۔۔“

”کیوں ہو کوئی سیٹ خالی نہیں“

”نہیں اتھے تھو لے کے ڈھٹوں تا میں ساریاں سیٹاں خالی پھیاں بن تے جناب دا انتکار ہووے یا اے۔۔۔“

”یارتوں تاں ڈانڈھا اوکھا بلیندے اے۔۔۔“

”اوکھا کیڑی تاں بولاں۔۔۔ دھمی داتوں پنجواں بند اہیں جیہو نوکری لہمن آیا اے۔“

”دھمی دا پنجواں۔۔۔“

”جی ہا۔۔۔“

”پر حالیں تاں نووی نہیں دے۔۔۔“

”مڑ توں آپے سوچ لے دفتر بند ہون تا میں کتنے لوکی آسن تے میری کولوں ایہ سوال پھمن۔۔۔“

”تے ایہہ مطلب ایہہ ہے کاتھے کوئی سیٹ خالی نہیں۔۔۔“

”ہلکل۔۔۔۔“

اتخیاں لگاں کرن نال ایہہ ہووے یا جوں چڑھای دی کاوٹ دی کھلوگنی تے اودہ دی کھہ نارمل ہو گیا۔

یار۔ برا تاں بناوے۔ اتھے نڈے تڈے کسے دی ہووے دفتر وچ سیٹ خالی ہووے تے اودہ تاں دس چا!“

”جناب ہووے پڑھے کتنے ہوئے بن۔۔۔“

”میں باہراں پاس کیسیاں بن۔۔۔ باہروں وچ میری اچھی فیسٹ ڈویژن آئی ہائی۔۔۔“

”اپنی طبیعت چیک کراؤنی اے“

”نئیں ذاتی کم اے۔۔۔“

ڈسپنسر ایں بھیا ڈاکٹر ہور ایں داکوئی پرانار شتے دار ہو سیں ایس پاروں ڈھیر پچھ گچھ ناں کیتی۔ اوس دی جان کے چکی گل نال دی جوں اوہ نوکری لبھن آیا اے۔ اوہ دے دل وچ ایہہ ڈرہائی کدائیں ایہہ سن کے اوہ اوہنوں ڈاکٹر ہور ایں نال ملن ای ناں دیوں ڈسپنسر ایں آکھیا۔

”ڈاکٹر ہوریں مریضیاں توں فارغ ہوونجن ملاوینے ہاں۔۔۔“

”کوئی گل نئیں۔۔۔ میں انتظار کریاں۔۔۔“

ہن تائیں اوہنوں گل کرن دا دل جج آ گیا ہائی۔ پہلوں اوہ گل گل نال کوڑی ویندا ہائی۔۔۔ پر ہن اوہنوں سمجھ لگ گئی ہائی کہ لوکی اپنے دفتر ایں وچ بیٹھے اوہ دے آون دی اڈیک نئیں رکھے بیٹھے تے ایہہ نئیں ہوسکد کہ اوہ اتھے اپڑے دو جھے اپنے سارے کم کار چھوڑ کے اوہدی گل سنن تے اوہنوں نوکری دیوں۔۔۔ لوکی اوہ دے کان نوکریاں بوجھے وچ نئیں رکھی بیٹھے۔ اسے پاروں اوہ چھ کر کے وکھرا ہک خالی بنج تے بہہ گیا۔

اونج ناں اوہ وی مریض ہائی جہینوں نوکری لبھن دی مرض ہائی۔ اگاں و دھن دی خائش دامریض، پیودا بھارونڈاون دی سوچ رکھن آلامریض، بھیناں بھراواں نوں کما کھواون دی خائش دامریض تے مجبوریاں تے تنگ دامار یا ہو یا مریض۔۔۔ پتہ نئیں ایس ڈاکٹر کول میرے مرض دا علاج ہے یا کوئی ناں۔۔۔

”بھائی صاحب تسیں ڈاکٹر ہور ایں نال ملتا ہائی۔۔۔“

ڈسپنسر اوہنوں خیندروں جگا چھوڑیا ہائی۔

ہا۔۔۔ ہاں جی میں ای ملتا اے۔۔۔“

تے مٹراوہ بڑی آس لئے کے ڈاکٹر لہوراں دے ساہنے بیٹھا ہائی۔

”جی فرماؤ۔۔۔“

ڈاکٹر صاحب۔۔۔ میں نوکری پاروں حاضر ہو یا ہاموں“

”نوکری؟“

”جی سر“

”تساں ڈسپنسر کورس کہتا ہو یا اے۔۔۔؟“

”نئیں سر۔“

”کویں کے ڈاکٹر نال کم کہتا اے۔۔۔؟“

”نئیں سر“

”کتنا پڑھے او۔۔۔“

”سرائف اے کہتا اے۔۔۔“

”میٹرک وچ سائنس پڑھی ہائی۔۔۔“

”نئیں سر“

”تے میرے بھائی۔۔۔ تئیں خود سوچو میں تہانوں اتھے کیوں رکھ سکنا ہاں۔۔۔ ناں تئیں کورس کیتا اے، ناں تئیں کسے ڈاکٹر نال کدیں کم کیتا اے، ناں ای تئیں سائنس پڑھی اے۔۔۔“

”پر۔۔۔ سر۔۔۔ مینوں نوکری دی ڈانڈھی لوزا اے۔ اسیں باہراں بھین بھرا ہاں۔۔۔“

”میرا بھرا تہا ڈی گل بجا۔۔۔ پر تئیں آپ سوچوں جیسیں مریض میرے کول پرائیویٹ داخل ہوونا اے۔۔۔ ہزاراں روپے دیونے ہن۔ میں تہانوں اوہناں تے ٹیکیاں دی جاج سکادون لگ لوواں تاں مراہستال تاں بند ہووےگی“

”میں سکھ دسیاں۔۔۔“

”پر جدن تئیں سکھ دے اڈن تاں میرے تاں سارے مریض بچ دے سن۔۔۔“

”متر میں کے کراں کتے جاواں۔۔۔“

”پہلوں کوئی کورس موریں کر لومز میرے کول آونا۔۔۔ اوس سوچیا ڈاکٹر ہوریں دی ٹھیک آکھ دے ہن۔ میرے پاروں ہن اپنے مریض بجا دون توں تاں رہے۔ میں اوہناں دے پرائیویٹ مریضیاں تے سکھناں شروع کر چھوڑا تے مڑ اوہناں داکم تاں ٹھپ ہوئی دے سن۔

ڈاکٹر ہوراں دی گلاں اپنی جاگھ تے ٹھیک سکی پر نتیجہ تاں مڑوی اوہونکلیا۔۔۔ یوسف نوں نوکری ناں ملی۔۔۔ اوہ دے کول تاں ہن کھڑکادون آلا کوئی بوہائی ناہی رہیا۔ ایہ سوچن دی ڈھیل ہائی اوہرا خون کھولن لگ پیا۔

”آئیے دے جہان وچ میرے کان کی جی نوکری ای کائی نیس۔۔۔“

سرکاری نوکری لہسن کان ڈانڈھی وڈی سفارش چاہیدی ہائی پر کوئی ایہو دیندا ہائی جدن تاں اتوں کوئی ناں آکھے۔ اتوں کوئی رتھ یا فون ناں آوے۔۔۔ ناہی ای سمجھو۔۔۔ پرائیویٹ نوکری کان اوہ دے کول تجربہ کوئی ناہی۔۔۔ منت تراوی کر دیکھیا۔۔۔ ہن تاں اوہدی جتی دیاں موریادی ودھ ودھ کے کھمورے بن گئے ہان۔۔۔ اوہ دے چولے دے کار تے وی ایڈی سیل جم گئی ہائی جوں اماں صابن دی پوری جھکی گھس چھوڑی پر اوس ناں لودنا ہائی ناں لےھی۔ بوجھادی در خواستاں پاپا تے کڈھ کڈھ کے کپ پاسوں پاٹ گیا ہائی۔ اونج دی بوجھے وچ اوہ اتھیاں در خواستاں پا کے نر داہائی جوں لگدا ہائی پورا کاغذاں دارم پایا ہو یا سوس۔۔۔ ہتھ وچ فائل وچ دی کچھ خیر اوہ ایہو در خواستاں پا کے دوا رہیا پر ہن تاں فائل چاکے باہرل نکلدیاں وی اوہنوں شرم ادی ہائی تاں اوہ در خواستاں چولے دے دگی آلے بوجھے وچ پالینڈ ہائی۔ ہن اوہدی کاوت نکونک آئی ہوئی ہائی۔ اوہ دے دس وچ ہووے ہاتے پاتاں سارے کاروباراں تے قبضہ کر لووے ہا۔ مڑ ہر شے نوں اک لاجھوڑے ہا۔

اوس راتیں اوہ بڑی دیر نال گھر آیا۔ اوہدی ماہ بیچاری راتیں کپ دے تاں بے دل کول منجی پاکے بیٹھی رہی۔ اوہدی ماہ نوں پتہ ہائی بچو اوہ دے کان ادھی راتیں بوہا کائی نیس کھولنا۔ جے کھولیاوی سکی تے یوسف نوں پیٹھا چاڑھ چھوڑ دے سن۔ ایہو واسطے اوس اپنی منجی بوجھے کول پالنی کپ ڈیڑھ دے جے یوسف کنڈی کھڑکائی ای ہائی کہ اوہدی ماہ بچ کے بوجھے کول گئی تے ہولوں جی ہڑکا کھولیا۔۔۔

”ایڈاچہ کا آیا ایں۔۔۔“

”بس اماں دیر ہو گئی اے۔۔۔ اباسا میں گیا اے۔۔۔“

”جگدہ ہوندا تے تری ہڈیاں

چور چور کر چھوڑے ہا۔۔۔“

”روٹی نگر کھا دھا ہے یا یا نگر کھا دھا ایں۔۔۔“

”تئیں اماں کھا کے آیا ہاں۔۔۔“

”کتھوں کھا دمی ہے۔۔۔“

”بس کسے بلی کول۔۔۔“

نو کری دا کجھ بنیا۔۔۔

دھی دسیاں۔ اوہ نو کری بارے مجھدہ اسامیں گیا۔ خواب دج کے دکھیا اے کہ دہمہ چڑھا ہے تے اوہ یاں اٹھیاں
”ہن آلیاں ہاں۔۔۔“

اوہ ڈانڈھتا تیار ہوندا پیا ہائی۔ اوہ دے کئے بھین بھراواں وی دکھیا بھرا بڑے چڑھاں بچھوں خش نظر ادا پیا ہائی۔ اوہ دے
جے تے اماں وی غور تال دکھیا۔ اوس دکھیا سارے اوہ دے دل غور تال دے بھے دے پنے بن تے آپ بولیا۔
”میوں نو کری مل گئی اے۔۔۔“

ایہ سننا ہائی اوہ دی اماں مصلح تے جاؤ دمی اوہ دے اے دعا خیر کان ہتھ چاں چائے۔ کئے بھیناں تے بھرا خش تال بچ کے
دے گل تال چڑھ گئے تے اوہ بنوں پٹھاں ڈاھالیا
”بھائی جان مبارک ہو دے۔ نو کری مبارک ہو دے۔۔۔ سانوں منھائی کھووا۔۔۔“

”ہا۔۔۔ کھو بیاں۔۔۔“

”پر پتر نو کری ملی کھو دے گلے دج ہے۔۔۔“

”بس ابا نو کری مل گئی۔۔۔“

اوہ سوچ لگا بن بھلا گھر آلیاں نوں کے دے جوں اوس تھک ہار کے دہشت گرداں کول نو کری کر لئی۔ خاب خاب دج ای سین
بدل ہو گیا۔ خاب دج ای اوہ اپنے نوں بھلیاں تال اپنے ان ڈھے مالک دے سم تے کاشکوف چا کے تے واردات تے نکل پیا ہائی۔
خاکیں اوہ دے بھلیاں دیا کہ پھلوں اوہ بنوں بھلیاں سونیاں وارداتیں کرنیاں پون کے کولوں سائیکل کھس لیا تے کسے کولوں سونز سائیکل۔۔۔
زکے وی دکان لئی تے کسے دا گھر۔۔۔ جے ذرا ہور زین ہو گیا تے مزہ دھا کے۔۔۔

خاب اچ ای اوہ کسے داری چنگا زین ہو گیا ہائی اوہ دے ذمے ان ڈھے مالک ہم دھا کہ کر تالا پیا ہائی۔۔۔ سین بھرے بزار
دج۔۔۔ اوس دکھیا اوہ ہم سٹ کے بچ آیا اے۔۔۔ ہم پھنا۔۔۔ بھاجل گئی۔۔۔ کسے نوں کائی نرناں ری۔۔۔ پتہ نہیں کتنے موقع تے
رگئے۔۔۔ اوہ کے دہدھاے جوں اوہ دے کئے بھرا بنس اتھے چپکاں مریندا پیا اے۔۔۔ اوہ دے کھس لیت کچی کے پرانہ پئی ہائی۔۔۔
تو چوں لہو پیا دگدا ہائی۔۔۔ اوس اچی جتی چیک ماری تے اوہ دی اکھ کھل گئی۔

”پتر کے ہو یا اے۔۔۔“

”پتر خیرتاں ہے۔۔۔“

اوہ دے ای اے ہوریں بچ کے اوہ دے کول آئے۔۔۔ اوس دکھیا اماں اے ہواں دے اکھاں دج اوہ دے کان ایڈی محبت
نیچڑی کے ماہ بیاں کتنی ہوئیں

”اماں یونی ٹھیک اے۔۔۔“

اوہ بنس نوں پیا تال یونی آئندھے ہاں

اوس یونی دل دکھیا۔ بچ کے اوہ دی کھس لیت پھدھ لئی۔۔۔ اوہ بالکل صحیح سلامت ہائی۔

”اماں یونی ٹھیک اے۔۔۔ ابا یونی ٹھیک ہے۔۔۔“

پتر۔۔۔ خیراں بن۔۔۔ توں خائیں ڈر گیا ہیں کا ہی ڈراؤنا خاب دکھیا ہے یا۔۔۔“

”جی آ۔۔ میں ڈرانا خاب دیکھیا اے۔۔۔“ اوس اپنے آں دیکھیا تے رون لگ پیا۔۔ ابا۔ میں بڑی کوشش کیتی اے میری خامش ہائی مینوں نوکری لہو و نچے تے میں تہا ڈا ہتھ و نڈاواں۔۔ پر نوکری نہیں لہدی۔۔“

”پتر! تو گھبریندا کیوں اے۔۔ اللہ مہر کر۔۔ میں کدیں تینوں آکھیا اے جوں مینوں کما کے کھووا۔۔ جے کدیں پریشانی دج سمجھ آکھیا دہائی تے دلوں ناہی آکھیا۔

ابا۔۔ ابہوتاں تاڈی وڈیاں اے۔۔ مینوں پتر ہائی تسیں کدیں دلوں ناہی آکھیا گھبری کے تاں پتر ہو کدیں ناں کدیں کوئی گل آکھ بانیدھا ہے۔۔۔“

اوس ہک داری مڑا بے دل حکیا تے اوہ بے گل نال لگ کے اچار دون لگ پیا۔ اکا بالاں آر۔۔ بنجواں جوں اکھاں دج کھلونڈے ای ناہن۔۔

ابے ادہدی کنڈ تے پیار نال ٹھاپ ماری۔ ارج بڑے چیر پچھوں ادہا موندھیا۔۔

پتر۔ توں انجے گھبری گیا ہیں۔ حالس میری ہڈیاں دج جان ہے۔۔ تینوں نوکری نہیں لہدی تے آرام نال پڑھ۔ میں تاں تینوں ہسدیاں ویکھنا چاہتا ہوں۔ توں ساریاں توں وڈا ہیں جے توای حوصلہ ہار جاویں تے نکلیاں دا کے بنیں۔۔۔“

”نئیں ابا میں حوصلہ نہیں ہر ہندا۔۔ تہا ڈی ایہناں گلاں نال التامیرا حوصلہ ودھیا اے۔۔۔“

ارج مڑ بہنوں دیہاڑیاں بعد اوہ رنج کے ستا۔ دھی اُنھیا تے انج لگا جیویں یوسف دوجھی ویریں جم پیا ہووے۔۔ اوس سوچیا میں کاہدے لئی حوصلہ ہاراں۔۔ جے ایڈی تھیدی حوصلہ ہار کے میں بھینڑے کی پئے گیا تے مزدوجھے بھین بھراواں دا کے بنسیں تے انج آر سارے دیس دے جوان حوصلہ ہار کے ہتھیار چالوون ڈا کے شا کے مارن لگ پودوں، کسے ان ڈٹھے مالک دے آکھے لگ کے دھما کے کرن لگ پودوں تے اپنے بھین بھرا مارن ٹر پودوں تے ایس دھرتی دا کے بنیں۔۔ نئیں نئیں میں اس بھونئیں وچوں تمیا ہاں۔۔ ایس دھرتی ماء داددھ پیتا اے۔۔ جے لہو جئے کم کیجے تے ایس مینوں بتری ((32 دھاراں نئیں بخشیاں۔۔۔

اوہ تیار شیار ہو کے اپنے ابے دی ہٹی دل ٹر پیا۔۔۔ ابے ادہنوں اتھے دیکھیا تے ڈھڈھو کے پچھیا

”پتر یوسف۔ بن طبیعت ٹھیک ہے نا۔۔۔“

”جی ابا جی۔۔۔“

”دس پتر کیوں آیا ہیں۔۔۔“

”ابا میں تیرے کولوں نوکری گمن آیا ہاں۔۔۔“

”میرے کولوں نوکری۔۔۔“

”ہا۔۔ ابا۔۔ مینوں اپنی دکان تے نوکری دے چاء۔۔۔“

ابے ادہنوں پچھدھ کے گھٹ کے سینے نال لالیا۔۔۔

”تینوں اتھے نوکری دی کیہڑی لوڑا اے۔۔ تو تاں آپ مالک ہیں۔۔۔“

کم کر کے اسے دکان نوں ودھیاں۔۔ مینوں کسے دے اگوں ہتھ اڈن دی کھی لوڑا اے۔۔ اٹھا کھس محنت کر کے دکان نوں وڈی کریاں۔۔ انھوں کما کے اپنے بھیناں بھراواں نوں پڑھا ساں تے اٹھا کھس کم کریندیاں نال نال بی اے دی تیاری کریندا رہاں چنگے نمبر آگئے تاں مقابلے دا امتحان وی چاں دیاں۔۔۔ جے افسر بن گیا تاں خیر ملا۔۔ نئیں تاں اپنا کاروبار تاں ہے۔ ای سکی۔ ہور نئیں تے دھرتی ماء دانیک پتر تاں اکھویاں تے ایہ ماء مینوں بتری دھاراں تاں بخش چھوڑ۔۔۔

حاصل جمع

گالھ تان کچھ ایسوی جی تان ہی پر چاودی سیالی توں طوقان کھڑا تھی کیا۔ او شہلا نال سپڑی پکلی باقاعدہ ملاقات تھی۔ باقاعدہ ایس واسطے کہ آوندے نال تعارف تے اظہار دوستی دے بعد میں اوکوں کئی دفعہ چاودی دعوت دتی۔ پر او ہر دفعہ دڑے کو جھپنے نال نال گئی۔ ایہہ ہی گالھ کہ میں ذہنی طور تے بد صورتی کوں ناپسند کرینداں۔ پر میں دل دی ہار نہ مٹی تے آخر شہلانے چاود واسطے ریو الونگ ریسٹوران آون دا ویلا ڈے ای ڈتا۔

ایکوں سپڑی بد قسمتی آکھو کہ چاود آون تے شہلانے اصرار کیتا کہ چاود انہیسی۔ میکوں کیا اٹکار تھی سبکد اہا جے آوند یاں انگلیں دا سیک دی چاود ایج زل ویندا پر گالھ اتھاؤں وگو گئی جو جنیں دلچسپی دے کپ ایج پہلے کھنڈی، دل بڑ دھ تے دل آوندے ایج قبوہ ملاون شروع کر ڈتا۔ میں لگہ عاشقی تے لکھا ہوا یا سکی پر ذوق دی کہیں شے دا ناں ہے۔ سپڑا لا خود بخود چا تھی کیا تے برداشت دا ناں ای ذہن وچ ناں رہیا۔

”میکوں ایس طرح چاوداں بالکل پسند کوئیی۔“

”پر کیس طرح۔“

”ایس طرح کہ قبوے ایج بڑ دھ لاون دی سہائے بڑ دھ ایج قبوہ رلا یا دھے۔“ ”پرنیٹ رزلٹ (net result) تان کو ای ہونے جو چاودن ویدی ہے۔ ایوی بڑ لکھتا چاہیدا ہے جو مڑی کیس ہے؟“

”تے دل تھی کیا کیا۔“

”میکوں کریت تھی ہے۔“ کھن جنی تھی ہے۔ بڑ رگدے۔“

”یا اللہ۔ پر کیوں۔“

”ایویں جو کھر۔“ سوچیلے دی علامت ہے تے قبوہ اندھا رہے دی۔ جے سوچیلے ایج اندھا رلا یا دھے تان۔ شام تھی ہے تے دل رات جن ویدی ہے۔ موت دی علامت۔ تے میکوں رات کوں بڑ رگدے۔ اتے جے قبوے ایج کھر رلا یا دھے تان اندھا رہے ایج سوچلا گھلے، تے جنیں دلچسپی اندھا رہے وچ سوچلا کھلے تان سویر تھی ہے سویر۔ جیسوی زندگی ہے۔“

”میکوں تان شام بھاندی ہے۔“ سانولی سلونی۔ دل کر چدے۔ آتھو یاں دوں ولہے ویدی پکھیاں دی بھار ایج دل مل وچاں۔“

”ھمے تنکوں پھو کائی جو اپنے اصل ڈوونجن۔“ موت سب دے۔“

”کتنا کروہ تے گھنیا ہے سپڑا اقلند۔ سپڑا شاہد ایج برباد نہ کر۔“

”ھمے توں سویر ڈھی کا کئی۔“

”کد دفعہ ڈھی تھی۔“ جنیں دلچسپی ایج اے کی بند تھی کیا ہا۔ بالکل ای واپس تھی۔ اکھیں پوری طرح کھولن واسطے دی ہارے بت دی تو اٹائی خرچ کرنی پئی تھی۔ جنیں دلچسپی ایج اے کی بند تھی کیا ہا۔ بالکل ای واپس تھی۔ اکھیں پوری طرح کھولن واسطے

(أَفْ—مِثْلُ اللَّهِ—إِذْ ااخْتَلَفَ)

"سوری___ میں نہ جائز داہم جوتوں___ میں غلطی کہتی ہے۔"

”میں لعنت بھیجہی آں۔۔۔ میڈی غلطی تے۔۔۔ تے میڈے گلے سڑے فلسفے تے۔۔۔“

شہلا کو زچہ تے اُنھی تاں میز موندھی تھی گئی۔ چاہہا لین تے دُہ پئی تے ہک اُدھ تھاں دی ترٹ پیا۔ چاہ نہ بیون داتاں کوئی
فسوس نہ پا پر ہال اچھے کھٹے لوکاں دیاں نظراں دے واربت تے تھلید ا۔ بیریں ای نہ پیا۔ سامنے نیشٹل لائبریری دا بورڈ نظر آیا۔
ہونہ! الجھی دا بیات جا ہے جتھ ہر قسم دے گڈاں گھوڑے گھا کھاؤن آویندن۔ تے او شہلا دی تاں پہلی داری میکیں اتھامیں
ملی ہئی۔ بد ذوق۔ کوڑھ مغز۔ آخر میں آوندے نال تعارف ای کیوں حاصل کیتا ہا۔ یاد آیا جو جُاوندے سرخ
ٹماٹر جیہے کھنرے اُتے نیلیاں نیلیاں اُکھیں دا ہون ہا۔ وجہ ایہہ دی کا تینا ہئی بلکہ ایہہ ہئی جو میڈارنگ دی ٹماٹر جیہے تے اُکھیں دی
نیلیاں بن۔ کالج دے زمانے وچ ہک چھوہر تے دل آکیا۔ پر اُونے ایہہ آکھ تے ڈٹا ڈے چھوڑیا جو نیلیاں اُکھیں والے مکارا تے
دھوکے باز ہوندن۔ گھرا تے کافی دیر توڑیں شیشہ ڈیہداریہا پر اُون چھوہر دی گالھ دا جواب کتھامیں لکھیا ہو یا نہ لکھیا۔
دل یونیورسٹی! اچ ہک بنی حسینہ نال گالھ دات چلاؤن دی کوشش کیتی تاں قصور اُکھیں دا نکل آیا۔ بچ آتے میں ڈارک
گلاسز (Dark glasses) پادن شروع کر ڈتے۔ پر دل کتھامیں دی کوئی موقع نہ مل سکیا جو آخر ہک ڈیہہ نیشٹل لائبریری اچ شہلا
کوں ڈکھ کھدا۔

اوندیاں اُکھیں ڈکھ کے میں جھرک پیا۔۔۔ ایں چھوہرناں کہیں طرحاں سلام دعا کر گھدی دے نچے تاں ایہہ میکیوں مہناڈ یون دی کائنی جو میں مکار تے ڈٹ بازاواں۔

تے دل بہت کرتے "سنو سکیں" آکھ ای بڑا۔

اُونے میڈیاں اُنکھیں کوں بڑھٹا۔۔۔ چھر کی تے دل مسک پئی۔

”فرماؤ!“

”میں ایم بی اے اچ پڑھاں۔۔۔ بس یک ہیچ رو مجھے۔۔۔ میں تاں فلاسفی اچ ایم اے کرن چاہتا ام پر ابو نے آکھیا جو

"میڈے وی ابو نے آکھیا ہا جو فلا سنی الحق پڑھدن۔۔۔ پر میکیوں بہوں پسند ہے۔"

”کون ___ احسن؟“

”کوئینتا__ فلاسنی“

”دل ہاں خوشی تھئی جو تہاں جنی لڑکی فلا سنی پڑھدی ہے۔“

”اُلو ہونہہ۔۔۔ میں تاں کیمشتری پڑھدی ہاں۔۔۔“

”تے او فلا سنی!“

"میں آکھیاں ابو۔۔۔۔۔"

”اچھا اچھا ابو“

دل اسماں کافی دیر تک باہر لان! آج پہرہ کراہیں مختلف فلسفیاں دا تعارف ہک ہے نال کرو بندے ریوے۔۔۔ پر جنس ویلے
میں گھر دیا تاں یاد آجوز میں آ پتا تاں اوکوں ڈ سے تے ناؤندا کچھے۔۔۔ اتے پتے دا تاں ذکر ای کیا۔۔۔ وڈا افسوس تھیا جوز زندگی آج
کے تاں اپنے جی ملی تے ہوکوں ای۔۔۔ ایں طرحاں تاں نشان کچھے بغیرہ وچا پٹھم۔۔۔

ہوں دلے ای مٹلاں دی اُپی کیاری پچھوں شہلا کا ہر قسمی — اُونے حیرانگی نال می کوں تے دل آپنے نکے کوں: ؎ فھا —
 مھیں اُتے چاتیاں، سیکوں تے شائستہ کوں بڑھس تاں مسک پئی۔
 ”تاں جناب اتھاں بن!“
 مہیڑے منہ اچوں ”جی“ ای نکل سکی
 ”آؤ تاں — تیکوں آپنے مسیڈ نال خواواں — نو مسلم بن — حسین تاں ہے — میں اُوندے نال ہتھ ملایا —
 نیگروہا — میں می تے شہلا دے ہال کوں ؎ فھا — شائستہ نال شادی دے بعد ایہ مسیڈے اصولاں دی ؎ جھی بار پئی — شہلانے
 بڑی سوچ کوں شاید پڑھ گھدا — میں گانھوں تاں مسکن لگی — جیویں آدی پئی ہو دے —
 ”میں تاں آدی ہم جو نیٹ رزلٹ تاں چاہی ہوندی ہے۔“

”ایہ تیرے لئی ہے۔“ اوہ کہتا چاہتا اسی پر چپ رہا۔ اوہنوں سکدار ہیا۔ گڑی نے اوہ دیاں اکھاں وچ دیکھیا تے فیر حیرت تے شوق
نال تھیلی تے نظر پائی۔ جیویں ایہ کھمن توں پہلاں کہہ اے، اوہ جانتا چاندی ہووے کہ کہہ واقعی ایہ اوہ لئی اے۔
”لہنوں کھول“

شام اک نشہ اے جیہڑا پورے دن دی تھکان مگروں ڈونگھا ہو جاندا اے۔ تے ایس نشے وچ گھری ہوئی ٹاؤن ہال دی لائبریری دے ہال دا منظر جیہدے وچ اوہ دو چمکدے تاریاں و مگرے کردار منظر دا حصہ دسدے سن۔ شام دے نشے وچ بجے ہوئے شام ہی ہوئے جاندا ہے۔ آسے پاسے شیلغاں وچ کتاباں سن ادب سیاست فلسفہ معیشت تے سارے ای علماں دے بارے، جیہڑیاں اوہناں دوہاں تے، جیہڑے بہت جڑ بچھوں او تھے آئے سن، جیویں جی آیاں نوں کہیں دے انداز وچ چپ کھنی لائی ہوئیاں سن۔ اوہ دونوں جیویں بہت دور سے پہلاں آنے سارے کر سیاں تے ہیہدے ہوندے سن، اوویں ہی اج وی بیٹھے ہوئے سن۔ سارا منظر اوہناں دی ایس ملاقات نوں اک خاص رنگ دے رہیا سی۔ تے کیوں نہ ہووے، ایہہ ہلکی دی اک اچھی ملاقات سی۔ اوہناں دی شادی دی ستویں سال گرو۔ جیویں ایہ اچانک ہی چلی آئی سی۔ کچھ دتے پچھے بغیر۔ تے لہسوں اوہناں نے اتھے لائبریری دے ہال وچ اوکسی میز سے منان دا آہر کجیا سی جتھے اوہ دس توں وی ودھ دور سے ہوئے کہ چلی داری ملے سن۔

اودہ ساری رات پوڑھیاں بیٹھ کوفٹری وچ دڑھیا رہیا تے اپنا پرانا سامان کھنگالدا رہیا۔ ایہہ کوفٹری اودھ دی یاداں دی بھول بھلیاں وچوں ایویں باہر نکل آئی سی جیویں ایسے دیہلے دی اڈیک وچ ہووے تے جیویں اودھے تے دھیان دا چائن پیا، اودہ جاگ پئی تے انھیرے توں باہر نکل آئی تے تھلوی منزل ول چاندیاں پوڑھیاں بیٹھ آن کھلوتی سی۔

ترحمیاسی۔ اودھ اعتراض کر دی کہ اودھ ہاتھ روم وچ جتنی پاکے کیوں نہیں سی جاندے، یا فیروز اپنی جتنی کیوں نہیں پاندے، اودھ ہی پا جانداسی۔ 'یا فیروز' جتنے
بیر ہاتھ روم وچ چلا جانداسی تے فیروز ایس آکے قالین تے گلے پیراں نال خرداسی۔ قالین خراب کر دینداسی۔
اودھنوں ایہہ اعتراض دی سی کہ اودھ بہت سگریٹ چین لگ پیاسی۔ منہ چوں ہر دھپیلے تبا کو دی بو آدندی۔

"تہاڈے کول ایہناں دی ٹیم نہیں ہے کہ میٹوں پیکے لے جاؤ۔ کم کم کم، ہر دھپیلے کم۔ ایہ کم میری سوکن بن گیا ہے۔"
"میں سارا دن گھر وچ رہ کے بور ہو جاندی ہاں۔ میں کیہ کر اس؟" کڑی دے سوال دا اودھ دے کول کوئی جواب نہیں سی۔ تے اودھ نے
ایس تے غور کیا۔ بوریت دھپیلے رہن پاروں ہیکسی سی۔ تے ایہہ اعلیٰ مصروفیت سی۔ اودھ اک کلاس فیلو اک پرائیویٹ بینک وچ برانچ ڈانچر
سی۔ اودھنوں کہیہ کہ اودھ نے بیوی لئی نوکری لکھ دتی۔ اودھ ہی بوریت داخل لکھ دتی۔ فیروز ہون لگ پیا کہ اودھ دوویں سویرے دفتر لڑ جاندے۔
رات نوں اودھ مرد توں وی دیر نال گھر پرندی۔ بینک داکم کدے کدے اکی کداسی۔ دوویں جھکے غلے ہوندے۔ روٹی کھاندے، تے
حالے اودھناں نوں گل بات کر دے تھوڑی سی دیر ہوندی تے خیندر دودھناں نوں ڈھال دیتی۔ اودھ وی اودھنوں ڈٹکن دی ذرا وی جو کوشش
کر دے ہون۔

دوویں کمان لگ پئے سن، تے مسلیاں دے مل دی اودھناں نوں ٹخن لگ پوے سن۔ جیویں ایہوای کہ اودھناں نے ڈٹل بیڈ دی تھاں
دو دھکے دے دھکے بیڈ خرید لئے۔ گھر وڈا ہوندا تے سون دے کرے وی دھکے کیج جاسکدے سن۔ دوویں سنگل بیڈ سن۔ دھکے
دھکے سون دا فیدہ سی کہ ناں تہاں نوں دو جے دے خزانے تک کر دے سن، تے اودھ جے دے سون توں آندی سگریٹ دی بو۔

اک رات انج ہو یا کہ عورت نوں واہس آن وچ دا، اودھ ہونگی۔ بارہ دے تون بعد دا دلہا سی جدوں اودھ دے بینک دا اسٹنٹ وائس
پریذیڈنٹ اودھنوں اپنی گڈی وچ چھڈن آیا تے گلی دی عمر تے ہی لاہ کے پرت گیا۔ مرد نے جیہڑا کہ خیندر نہ آون پاروں گھر دی بالکٹی وچ
کھلوتا ہویا سگریٹ دے سونے لارہیاسی، گڈی نوں پرندے دیکھیا تے ایہ وی دیکھیا کہ اودھ دی دوہٹی دا ہتھ پھڑکے دیا سی، تے
دوویں ہس پئے سن۔ پر جدوں اودھ گھر ول پرتی تو اودھ نے اپنے مرد نوں گھر دی بالکٹی وچ کھلوتیاں دیکھ لیا۔ اس رات اودھ نے مرد نوں اودھ دی
پسند دی ڈش انڈیاں تے بیسن دا ملوہ بنا کے کھوائی۔ اک ہی بیڈ تے دوویں اکٹھے ہی لے پئے، تے اودھناں نیم بہت چڑچھوں اک دو جے
نوں پھر دیا تے روتیا، تے اودھ ہف گئے۔ خیندر تے دو دھان نوں اکی نہیں آ رہی سی۔ جیویں ایہے دن اک دو جے تون دور رہن دی تلافی کر
رہے ہون۔ جیویں ایہ رات گزارنی دوہاں لئی بہت مشکل ہو گئی سی۔

اگلے ہی دن اودھناں نوں جیویں اچانک ہی پتہ چلیا کہ ایہہ اودھناں دی شادی دی ستویں سال گرہ دا دن سی۔ جیویں اے دن اچانک
ہی اودھناں دے سامنے آن کھلوتا سی۔ پہلے تون کچھ دتے بغیر۔ ست ورھے نگہ جانا، اودھناں لئی اک خبر سی۔ جنہوں اودھناں نہیں حیرت نال
سنیا۔ تے سوچیا۔ کن؟

دل وچ نئے نئے خوف تے حیرت تے خوشی نال کڑی نے تھیلی توں نکلیاں شیواں نوں دیکھیا۔ تھیلی نوں اُٹاں چک کے اک دو داری
جھٹکیا۔ کہ ہورے کچھ ہور بھی اندر کتھے اٹکیا ہووے تے جھٹکن نال باہر آڈگے۔ مرد کڑی دے شوق تے حیرت نوں دیکھدا ہو یا خوش ہو رہیا
سی۔ جیویں ایس توں مزہ لے رہیاسی۔ کڑی نے تھیلی میز دے اک پاسے سٹ دتی۔ اودھ شیواں نکل جاون پاروں ٹچ منج ہو کے اک بالکل ہی
بے کار تے فضول شے دسن لگ پئی سی۔

اک تے چھوٹے چھوٹے پراس دا جوڑا سی، رنگ برنگ، نازک جیہا، جیویں کوئی سجادتی شے۔ اس جوڑے نوں ہتھ نال چھون دی دیری
کہ ایس لس نے اودھنوں جیوت کر دتا۔ اودھ دے وچ جیون دی لہر دنگا دتی۔ اودھ کچھ لمے غلے تے فیروز اپنے آپ اوپر اُٹھے تے اڈ کے کڑی دے
موڈھیاں تے پچھلے پاسے جا کے انج لگ گئے جیویں کسی نے خاص احتیاط نال انج کیتا ہووے۔ فیروز تیز تیز پھڑ پھڑائے تے واہ نوں
ارانہہ پرانہہ جھٹکن لگ پئے۔ جیوں واہ نوں نہ لیا ہووے، ایویں اودھ دے پورے جے نوں کڑی توں اتانہہ جھٹکن لگ پوے۔ اودھناں دی

پھر پڑا ہٹ نے آسے پاس دی ہر شے نوں جیوت کر دتا۔ کڑی نے اپنے آپ دے وچ زندہ رہن دی نویں ترنگ محسوس کیتی۔ ایس ترنگ نے اڈن دی خواہش نوں وی پرلا دتے سن۔ پر کڑی نے کڑی نوں پھڑپھڑایا۔ حالے میز تے کڈھیاں ای شیاواں سن جنہوں اوہ دیکھتا چاہندی سی۔ پراس دی پھڑک نے اوہ دے پورے پنڈے وچ ایسی لہراں بھر دتیاں سن کہ اوہ اٹھن نوں جی کرن لگ پیا۔ اوہ نے ماں دی ممتا، تے عاشق دے پیار تے اک جیون ساآجی دی تاگھ دے چائن نال بھری ہوئی لٹکاں مار دیاں اکھاں نال اپنے خاندنوں دیکھیا۔

ہور شیاواں وچ اک چڑے دے تے والے چنے سن، ہائی آل نی چوڈ والے جے نال چپک جاون والا فراک، ٹراؤزر، تے موگڑ جنہوں لا کے اوہنوں لائبریری دا مال اک بہت کھلا ویزا جیہا لگا جیدے اتے کوئی چھت نہیں سی دسدی۔ اک رکیک سی، جیہڑا ایہو جیہے کپڑے نال بنیا ہو یا سی کہ اوہنوں تہہ کر دتے اوہ تھہ دی تکی وچ لگی ڈھیری بن جانداسی، اک لپ سٹک، والاں وچ لاون والا کلب، تے اک قلم۔

”ایہہ بھ میرے لئی۔“

”ہاں تیریاں ای شیاواں نیں، تیری امانت۔ میوں تے یادای نہیں سی، جس ماں پہلے سی دے دیندا۔ ایویں ای اپنے کول سنبھال رکھیاں ہونیاں سن۔“

”میریاں شیاواں؟“ جیویں کڑی نوں اوہ دی گل تے چھین نہیں سی آیا۔ ”تے ایہڈی؟“

اوہ ماچس دی ڈلی توں وی چھوٹی سی۔ اپنے ماں دا پہلا حرف اوہنے ڈلی دے اک پاسے لکھیا دیکھ لیا۔ تے اوہ بول پیا، ”ہاں ہاں۔ اے تے میری ڈلی ہے۔ میری ڈلی۔“

تے تھہ دھاکے ڈلی میز تے اپنے دل سرکائی۔ درھیاں پہلے اوہ ایس ڈلی نوں گواہ بنی پڑی تھیں کیویں۔ تے بھہ بنی پڑی کہ بن اوہ کدی نہیں لکھی گی۔ جیویں اوہ کدی سی ہی نہیں، یا فیر ایہہ کہ اوہ اک سنہاری، جیہڑا اوہنے دیکھیا تے اکھ کھلن مگروں جیہڑا ایس یاد بن کے رہ گیا سی۔ یاد جیدے تھن پر ہی نہیں سن کہ کئی دھرتی تے کھلونڈی تے لکھی جاسکدی۔

”تیرا ناں لکھیا ہو یا ہے؟“

”تے قلمی تے تیرا ناں ہے۔ منن ایہہ گل سمجھ آ دندی ہے کہ توں اپنی قلمی کھلنی سی تے میوں میری ڈلی لکھنی سی۔ میوں ایہ کدی وی نہ لکھدی ہے میں تینوں ایہہ قلمی نہ دیندا۔ تینوں پہلاں ہی قلمی دین دا چارہ کر لیو اتے۔ سنی مت کدی نہ آئی۔ خیر۔۔۔“

”کھول“ کڑی نے اونہوں آکھیا۔

اوہنے ڈلی کا ڈھکن کھولیا۔ اوہ دے چوں بس پراس داک جوڑا نکھیا۔ جیہڑا اور تیا ہو یا لگدا سی۔ پر صاف جا پدا سی کہ اچھی اذاریاں والے مسٹر بل نال بنیا ہو یا، بہت مضبوطی۔ اوہ دی اوہ دے چھون مگروں اک دم ہی جیویں جاگ پیا۔ پھڑکیا تو اپنی جگہ تو اچھلیا۔ فیر جیویں کہ عورت تے مرد دوویں توقع کر دے سن، اوہ اڈ کے اوہ دے موڈھیاں تے جھپٹے پاسے جا گئے۔ جیویں اوہ پچاندے سن اوہناں جگہ کیہڑی سی۔ اوہنے گردن سچے کبے پھرا کے پراس نوں دیکھن دی کوشش کیتی۔ پر اوہ کچھ کر کے انج جڑے ہوئے سن کہ گردن موڑ کے نہیں دیکھے جا سکدے سن۔

”تھیک ہو، تے مبارک ہو دے۔“

”تینوں دی تیریاں شیاواں مبارک۔“ دونہاں نے اک دوسرے دے ہتھ پھڑکے دپائے تے چار نال اک دوسرے دی اکھاں وچ دیکھیا۔ اوہنوں خوشی دے نال آنسو وی ہو رہیا سی کہ اوہنے ایویں ایہ قلمی ایڈا چرا اپنے کول رکھی، پہلاں ہی اوں نوں دے دیندا تے اپنی ڈلی بھی پائی۔ پتہ نہیں کیوں ایویں فضول سی اوہنے ایڈی دی لائی۔

دوویں لائبریری توں باہر نکلے تے مغرب دے زرخ ول واہ چل رہی سی۔ سورج دی سرخ لگی پرے اوجی توں ودھ ڈب گئی

سی۔ پرندے لمبی اڈاریاں مار کر واپس آگئے سن تے درختاں وچ بیٹھے اک دو بے نوں جیویں اپنے پورے دن دی کھاسا رہے سن تے شور پایا ہو یا سی۔ کڑی نے واپس لائبریری وچ جان بارے سوچیا تاں جے اوہ زانیاں دے واش روم وچ جاوے تے ہائی آلتی چیوڑ والا فراک پالوے تے گونگڑ بھی لالوے۔ پر اوہ دے ہیر اوہنوں کے کھل دی تھ دی لین دین۔ اوہ دے دتوں باہر ہو رہے سن۔ بڑی مشکلاں اوہ باہر لیاں پوڑھیاں اُتے بنے چوڑے تھکرا پڑی، جتھے واہ دے بھٹے نے اوہنوں جھپا پایا تے اپنے نال دھروندا ہوا اڈالے گیا تے اوہ واہ دے نال اُپر ہی اُپر اُڈدی چلی گئی۔ اوہنوں ایڈمی وی دیکھ نہیں سی ملی کہ اوہ مردنوں دس سکے کہ اوہنے اوہ دے لئی نویاں جراباں دا آن لائن آرڈر دتا ہو یا سی جنہوں لے کے کوئی سامان ڈھون والا اوہ دے نال رابطہ کرے گا کیوں جے اوہ اپنا فون تے ہو رہے اُپر جا کر گنجل پھڑے یا نہیں، تے ہو رہے کھا جڑاؤہنوں پرت کے آؤن وچ لگے۔

دو بے پاسے مردوی عورت نوں نہیں دیکھ سکیا سی کیوں جے اوہنے چوڑے تے پچھن توں دو قدم پہلاں ہی سدھی اُپر اڈاری مار دتی سی۔ حالاں کہ اوہدی درھیاں پہلاں دی پچھلی اڈاری نوں ایڈم حاجر لنگ گیا سی کہ اوہنوں یقین نہیں سی رہیا کہ کن اوہ اڈاری مارن جوگا رہیا وی سی یا نہیں۔ پر جدوں اوہنے بانہاں اُپر چکدے ہوئے ہیراں نوں تیرا نگر سدھا کر لیا تے اوہنوں لگا جیویں اڈون دی حاجت تے اوہ کدی بلھیا ہی نہیں سی۔ سگوں پہلے توں اوہدی حاجت کتے ودھ گئی سی۔ اوہنے ذرا وی جوکسی پاسے جمول کھاہا ہووے، جیویں عورت کھا رہی سی۔ سدھا تیرا نگر اُپر ہی اُپر بدلاں دل چھال ماری سی تے فیر اوہنوں وی کچھ نہیں سی دسیا کہ جیویں کچھ وی اوہ دے دس وچ نہیں سی رہیا۔

گ گواچا آدمی

میں اپنی حیاتیاتی وجہ دو داری گواچا داس تے تہی داری چلو ایہ دے بارے وجہ فیر گل کراں گے۔ میں پہلی داری اودوں گواچا جدوں میں بارداں وریاں داساں۔ میں بزار وجہ ساں، گھروں کوئی چیز لین آیا ساں۔ میں چیز دی بدلی تے اتھوں وی ٹر دار ہیا۔ اک سراں جنی آگنی۔ اوہ جے لوکی سن جیب جنی شکلاں والے۔ گھل تے حنڈے۔ اوہ دھو تیاں آ لے تے ننگے جیوں والے لوک بیٹوں جیب جنی گئے۔ دن وجہ بندے۔ انج پٹو۔ اوہ گھڑی گھڑی ڈکار دے سن۔ جیویں اوہاں لوں بدھنسی ہورے، گھڑی گھڑی پڑاں پڑاں پنے کر دے سن میں اچھوں نسا۔ اک ہور تھا میں آیا۔ ایسا گلی گی۔ اوہ جے اک فقیری۔ میرے کن واج پئی۔

کدی بہن دے لئے خانے

کدی گھڑی لیراں دی

واہ واہ موج فقیراں دی

فقیر اپنی روکیں وجہ سی، بیٹوں کا اوہنے چس داسو لایا ہو یا سی۔ اوہ دیاں اکھاں شالاں دا گھر مل رہیاں سن۔ بیٹوں ڈر لگے۔ میں اتھوں دی نکلیا۔ جن چیتی اک ماٹی نے میرا ہتھ پھڑکایا۔ اوہ نے کہا۔ کا گواچا ہو یا اس۔ اوہ بیٹو لے کے ٹر پئی۔ گر لے آئی۔ اک کرہ سی دو گھبراں۔ اک تحت پرش۔ اوہ نے بیٹوں روٹی دتی کہاں لئی۔ میں کھادی۔ مرچاں گلیاں سن بیٹوں روٹی دا بڑا سولہا یا شام پے گئی اس ماٹی دا گھر والا آگیا۔ بیٹوں وکھ کے تریب گیا۔ ایہ کون دے۔ بیہ جا آور روٹی سولی کہا لے فیر دئی آں۔ چہ اوہ روٹی کہاں لے۔ تے ماٹی نے ہولی ہولی اوہوں میرے بارے وجہ دیا۔ اوہ بندہ ترسیا جیار ہیا۔ روٹی تو سن دلے اس نے کیا۔ تو چکا نہیں کچا۔ جے آگے ای بھک نچ رہی اے۔ خیر کوئی گل نہیں توں ہولانہ پن۔ اوہ دونوں جی سوں گئے تے میں اٹھ کے باہر آگیا۔ باہر ای سر ہو گئی۔ میں بغیر کھ کھا دیاں بیٹیاں لینے توں لہیرا سوئے ٹر گیا۔ سٹی ستا لایا۔ استاد داں دیر کہا نہدا ہیا۔ چھٹی ہوئی گھر ڈر گیا۔ ماں کولوں پھڑکیا کہے میں دے تھوں۔ میں تہا ہیا ہیا۔

دوئی داری میں اودوں گواچا جدوں میرا دیاں رات میں بدس سکی کھائی مسیری دل دھیا اوہے اک مورت۔ جی گی۔ گھڑی جی بن کے میں کھ گیا۔ کون جی ہوں۔ بولی تہا ڈی بیوی۔ میں کیا بیوی کہ بیوی اے۔ بیوی۔ بیوی جی بس بیوی نید سارے۔ میں کیا خیر جی جی ہوا چتے بیوی بن کے۔ میں گلی وجہ آگیا۔ گل سنسان۔ ہر پاسے چپ۔ اک کتا بھو گیا۔ میں ڈر کے اک پاسے ہویا۔ میرے آگے آکے دو بندے جا رہے سن۔ اک ہاسا تے اک چور۔ چور نے پیسے نو پیسے پڑائے تے اپنا بلا اویہے کولوں چھڑ لیا۔ دونوں اپنے اپنے رستے تے پے گئے۔ میں دیکھیا۔ میرے آگے فیر دو پہر کھلوتی سی۔ میرا پنڈ وٹون لگ گیا۔ میں دہرم جا گیا۔ اک کھلی تے اسپتال وجہ ساں۔

گلی داری میں پنے گھر وجہ ساں۔ میں پچیاں نوں پیہہ پتے۔ چوں اک بلیا۔ لہائی اک من بنجاں میں تل کچہ نہیں بندا۔ پیہہ وٹوں میں کھسے دل دیکھیا۔ اوہ خالی سی۔ جی سرتے آکھلوتی۔ تے میں تیرا کیکھ گیا۔ لوں پادیتا۔ میں تے جلی آں پیکے۔ بس چکاوٹ نوں۔ اوہ زکریٰ ٹر گئی۔ میں میں گڑی لین دی لہی میں ٹر گیا۔ میں لین تے لیں پے کیا، مراک لین تے لیں جی روٹی لین تے۔ گڈی آئی۔ میرے توں بھگ گئی۔ میرا لے کہا۔ میرے نوں گئے جسم لوں گھر لے آئے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں بیٹوں پنے تے لیں پایا۔ میرے لیزے قینچی مل کئے گئے۔ جیوں لایا گیا جدوں میرا میرے دھڑ دھڑ جی جی گیا۔ تے میں اٹھ کے کھل گیا۔ لوکی ڈر کے نہ میں بھاہی باہر دل نسا۔ نہدا ہیا۔ نہدا ہیا۔ فیر میں کھوں نہ لہیا۔

مشینی اتھر و

اودھ دی رو بو بنگ گرل فرینڈ باربی ڈول نے سویرے اوہٹوں چگایا، چاودھ پیالی پھڑائی تے نالے ترخ دتی، پہلی جنوری 2079ء۔
اوبنے پیالی پھڑائی تے باربی نے اتھے ہو کے اودھ لکھاں دی جچی لئی، نواں ورہاں بارک، باربی نے مسکا کے اوہٹوں نویں ورھے دی
دوہائی دتی۔ اودھ ادا زاری کہو نچے بیہہ وچ سی۔ جے تے اودھ کوئی انسانی گرل فرینڈ ہوندی تے اوہٹوں نہ چاہندے ہوئے دی اتھوں
مسکا تا پیندا تے گرل فرینڈ نوں چھٹی پائے نویں ورھے دی دوہائی دینی پیندی، کہو نچے جے اودھ ایہہ نہ کردا تے گرل فرینڈ نوں چا پدا ائی اودھ
گرل فرینڈ کوں نراض ایہہ۔ رو بو بنگ گرل فرینڈ دا ایہو فید اسی کہ اودھ نال ایراں دے تھوٹ ٹوٹ دے لاڈ نہیں کرنے پیندے۔
جے تھہا ڈا اصلوں دل پیا کردا اے تے ایہدے نال پیا کر لوو، نہیں تاں دفع کرو، اوبنے بھیڑ نہیں مٹاتا۔ نہ تھہا ڈے نال نراض ہونا اے تے
ندا لڑا اے۔ ایسے لئی اوہٹوں اتھی چٹکی لگدی سی۔

پورا ورہا ہو گیا سی باربی نوں اودھ نال۔ اودھ یار بلی تے جدوں دی رو بو بنگ گرل فرینڈ یاں نیانہ یاں ٹٹکٹک لیدے تے
آرڈر تے ہواندے؛ جتھے ایراں دا، شکل ایراں دی، مزاج ایراں دا، شوق ایراں دے۔ پر جس ویلے اودھ باربی نوں لین گیا سی، نیٹ
اُداس سی۔ کجھ دن پہلاں ای اوہٹاں دی لڑائی ہوئی سی تے عابدہ اوہٹوں جھڈ کے اپنے گھر لگ گئی سی۔

گھر، ہونہ۔ دادا جی دسدے ہوندے سن اوہٹاں دا گھر پورے کنال تے پھیلیا ہو یا سی۔ سون دے کمرے وکھرے سن، پکان
دے وکھرے، مکتاں مازن دے وکھرے۔ من تے گھر اک ڈبے جتا ہوندا اے۔ ایٹا وڈا ڈبہ کہ بندہ وچکار کھلو جاوے تے ہر پاسے چار
قدم فرسکد اے۔ ایستوں ودھ تھاں دی لوڑ وی کوئی نہیں سی۔ گھر وچ وڑ دے ای تے درجٹل ریلٹی دے کھوپے چاڑھ لئی دے سن۔ فیر گھر
اوی طرحاں داتے اوہٹاں ای وڈا چا پدا اسی جتا کہیو تے سیٹ کھینا ہوندا سی۔ بھادویں جتا مرضی لڑے بھرو، تیرا کی کرو بھادویں گھڑو وڑ کرو۔
اپنی تھاں تے بیٹھے بیٹھے ای سمجھ کجھ ہو جاندی سی۔

عابدہ نال لڑائی ایسے لئی ہوئی سی جس لئی ہر انسانی سوانی نال انسانی بندے دی ہوندی اے۔ اودھ عابدہ دا خیال نہیں سی رکھدا۔ اوہٹوں
نیم نہیں سی دیندا۔ اوہٹوں فور گر اہنڈ لید اسی۔ اودھ عابدہ نوں نیم دی دیندا سی، اوہدارج کے خیال دی رکھدا سی۔ اوبنے عابدہ نوں حیرا سمجھایا
کہ عی اودھ عابدہ نوں فور گر اہنڈ نہیں لید، پر اودھ کتھے مندی سی۔ ہر ویلے چھٹج پائے رکھدی۔ "توں میرے لئی کدی بھل نہیں لیا ندا، اودھ دیکھ
اکبر اپنی سوانی لئی بھل لے کے آیا اے۔" فیر اودھ نے وی آندا تے کہدی، "ایہہ تے توں میرے کہن تے لیا ندے نیں، آپو تے نہیں
لیاے؟" چلو جی۔ من فیر ایہناں گھاں تے اودھ کجھد انہ تے ہو رہی کہ اودھ عابدہ نوں خلقت سی کہ اودھ سارا سارا دن درجٹل کھوپے چاڑھ
کے کوہ قاف وڑ یار ہندا سی، عابدہ نال گھاں نہیں سی کردا۔ اودھ عابدہ نال گھاں کرن دی کوشش کردی۔ ہر توڑ کوشش۔ پر بندہ من سوانی نال
کٹیاں گھاں کر سکدا اسی؟ پر کجھ پتکے سن، سویرے سویرے ای کم تے فر جاندے۔ سارا دن باہر رہندے تے سواپیاں توں بچے رہندے۔
سواپیاں نوں وی سارا دن کم کرنے پیندے، پچیاں نال کھپتا پیندا۔ شاہی جدوں جلدے تے دوویں جے ای تھکے لے ہوندے۔ تھوڑیاں
بیتیاں گھاں کر کے سون جاندے۔ پر من تے ایہہ حساب نہیں سی رہ گیا۔ جدوں دا اے آئی یعنی بناوٹی سیان دا انقلاب آیا سی، سارا نظام ای
بٹھا ہو گیا سی۔ تو اتائی دا کوئی مسئلہ نہیں سی رہ گیا۔ وڈیاں وڈیاں فیکٹریاں دی لوڑ کوئی نہیں سی رہی کہو نچے ہر ڈکان تے بٹے بٹے تھری ڈی

پر تر پئے سن، جیڑی فے چاہیدی اے، سکھاں وچ پنا کے بندے دے ہتھ پھڑاندے سن۔ کچھ ٹر لیا سیانا ہو گیا سی کہ کیتی واڑی توں نے
کے بھارت جگر ہر کم رو پوت ای کردے سن۔ چمن لکھن داوی کوئی مسئلہ نہیں سی رہ گیا، ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، جج، کسے چٹے وچ انسان دی
لوڑ کوئی نہیں سی رہ گئی۔ آج جیڑی تعلیم در بار غریب سمجھا، بالاساں توں دماغ وچ کچھ ٹر چپ تھانی دوں مٹھاں وچ دے دیندا۔ در بار وچ اوہ دس
ہزار بندہ ہوندا جیڑی اڈنیا در انسانی فیصلہ کردی۔ حسراں پر انیاں زباناں دا پتلا تے اوہ در بار ہوندا سی۔ منن غیر بندے نے سارا دن
کہہ کرنا سی؟ تنخواہ ہر بندے دے کارڈ وچ ہر پٹے اپنے آپ ای آ جاندی سی۔ اوہ دے وچ ای کھانا پانا کرنا ہوندا سی۔ آرڈر کرو کھانا گھر اچ
جاندا سی۔ جی کرے تے باہر جا کے کھا آؤ۔ پٹے لئی داہوا ہے ہوندے سن۔ گھر در بار دلوں سمجھا اسی تے ہال حسن دی اجازت دی۔ کدی
کدھار باہر دی جالی دا سی، پر جدوں در پٹھل کھو پے چاڑھ کے بندہ اوہ سمجھ کر سکد اسی جواوہ چاہندا سی، تے غیر باہر کہہ لین جانی؟
پر عابد توں ایہ سمجھ نہیں سی پئے چندا۔ اک دن اوہ اوہنوں چھڑ کے اپنے گھر لڑ گئی۔ کچھ دن تے اوہ نے شکر کیا۔ غیر اوہ اداں ہو
گیا تے بارہی توں لین کر یا۔ جیڑی اک ماڈل پی ہوئی سی اوہ نے اسی نے لئی۔ کہہ فرق چندا سی۔ شکل جدوں مرضی بدلو ایہ۔ چنگی بھلی
فل سی آج۔ غیر روپوں دی جیڑی دی شکل ہووے، اوہناں توں نمبر پیت تے لکھی ای ہوندا سی، نہیں تاں پتا کسراں لکھا اسی کیڑا انسان
اے تے کیڑا روپوت۔

بارہی اوہ دے ہال کدی نہیں سی لڑی۔ ہر دے اوہ اخیال رکھدی سی۔ اوہی ہر لوڑ پوری کردی سی۔ اوہ دے کولوں کدی کچھ نہیں سی
منکدی۔ آج نمبر پیت نکلی ہووے تاں پتا تے نہیں لگ سکدا اسی ایہ انسانی سوانی اے یاں روپوت۔ ستر وچ دی نہیں!
اوہنے اپنے گھر دے کھل خانے آئے کوئے تے جا کے لیوے لے لے تے نہان آلا منن دیا، اک کندھ وچوں شیشہ پلاسٹک دی کندھ
نکلی تے اوہ دے چار چھیرے گول کرہ بناوے۔ لیا دوا اک اوہ بس ایہاں بانہاں کھولھ دیندا تے اوہ یاں انگٹاں تے ہیشے دی کندھ وچکار
اک انچ دا فاصلہ جاند۔ کندھ وچوں اک ٹوٹی نکلی تے کھل خانے وچ بھاپ بھر گئی۔ ایہ پانی دی بھاپ سی جیڑی ہولی تھی سی تے
ایہ دے وچ جراثیم مازن آلی دوا دی ملی ہوئی سی۔ دس سیکنڈ ایہ بھاپ اوہ دے آئے چندی رسی۔ غیر دوجی ٹوٹی نے نکل کے سنوں
پھپ کیا۔ ایہ دے چھتوں ہر پاسوں پانی دی اک پھوار اوہ اچھوٹھا کھڑا کر گئی۔ تے غیر تھوڑی ہوانے اوہنوں نکا دے۔ ساریاں ٹوٹیاں
کندھاں وچ غیب ہو گئیاں تے سامنے دی کندھ وچوں اک سیک نکل آیا۔ اوہنے دغ صاف کرن آلی ٹوٹی وچوں پانی ہتھ دی بک وچ
لے کے لگی کیتی۔ ایہ دے وچ دی دوا سی جیسے اوہ دے دغ صاف کر کے منہ وچ تازگی تے خفتہ بھر رہی۔ تے غیر سمجھ پر تے کندھ
وچ غیب ہو گیا۔ ہیشے دی کندھ دی۔ اوہنے لیوے چنگ کے اک ہور منن

دیا۔ کندھ وچوں اک دروازہ نکلیا جیہدے وچ صاف لیوے پئے ہوئے سن۔ اوہنے اوہ کندھ لے تے منیے لیوے کوی دروازہ وچ پائے۔
دو منٹ وچ ایہ لیوے منیے کے استری ہو جانے سن۔ اوہنے لیوے پائے تے بارہی توں داغ ماری۔ بارہی نے کندھ تے لکھا اک منن دھب
کے کھار وچوں لڑے کندھ لیا جیہدے وچ ناشتہ کیا سی۔ لڑے لیا کے اوہنے دھب دا منن دیا تے زویں وچوں میز تے دو گریس منکر آئیں۔
دو جانن دیا تے چارے کندھاں سکر چل توں ڈھکیاں گئیاں۔ جیہا منن دیا تے سکر چل لے سمجھ دی۔ فلم چل پئی۔ منن ایسراں یا لکھا دی غی
چار چھیرے سمجھ دے تے اوہ چکار اک پٹے چنے جویرے تے چٹھے ہوئے سن۔ اوہ دے میز تے بہ کے ناشتہ کرن لگ پئے۔

"آج توں کیڑا سوچا دھار کریں گا؟" بارہی نے بڑی منہ وچ پاندیاں اوہنوں چھما۔ اچھل اوہ کوہ قاف دی در پٹھل۔ ہم یا کھنڈا
سی، بارہی اوہ دے بارے سمجھدی پئی سی۔ بارہی اوہی ہر گل داخیال رکھدی سی۔ اوہ دے ہر کم وچ دلچسپی لیتھ سی۔

"آج میں عادی کرب نال دیر پانا اے۔" اوہنے اک دم اکسا بھڑو کے کہا۔

"سمجھا؟" بارہی اوہ دے ذل و کچھ کے منکائی۔ "غیر تے داہوا سوا دی ہون لکھے گا تیرا ج۔"

"ہاں۔" اوہنے کہا تے عادی کرب نال لڑن ویاں نو یاں نو یاں تر کیاں سوچن لگ پیا۔

بارہی نال اوہ دا جیون ڈھنڈا چکا یا لکھدا سی۔ بارہی اوہ دے کسے دی کم وچ کچھ جو نہیں پاندی سی۔ پٹے جے عابد ہوندا تے اک

مکھوان اڈا آئی۔ "توں ہر ویلے ایہہ کھوپے چاڑھ کے رکھنا ایں، میرے واسطے تے تیرے کول فیم ای نہیں ہوندا،" وغیرہ وغیرہ۔ اوہ جھنوں
ٹوں دس لگ پیا یعنی اوہ عادی کرب نال کیہڑا کیہڑا اداہ لاوے گا تے اوہنوں ڈھیر کزن لئی کیہڑے کیہڑے ہتھیار درتاوے گا۔ بارہی چپ
چاپ اوہ یاں گھاس سندی رہی۔ کدی کدی وچ چھاتے فیر کیہ کریں گا وغیرہ دے تاکے لاندی رہی۔ ناشتہ مکا کے بارہی نے بن دیا تے
سبھ کچھ زویں وچ جاوڑیا۔ فیر بارہی نے دو جابن دے اوہدی کینگ چیر یعنی کھینڈن دی ٹری کندھ وچوں کندھ کے اوہدے ہتھ در پھل
کھوپے پھڑائے تے اوہنوں چٹکے نصیاں دی دُعا دے کے مسکاندی اپنی ٹری تے بہ گئی۔

"توں اپنی کھینڈ جت کے آ" بارہی نے مسکاندی یاں کہیا "میں سمجھوں اتھے ای اڈیکاں گی۔"

عادی کرب نے اوہنوں جوں بھنڈا شروع کیتا تے بس فیر میراں پاوے تے تن چار کھینڈے تے اوہدے ایسے طرحاں لنگھ گئے، سندے
بھجے، لگدے، چھپدے، پراج اوہدی اک نہیں سی پئی چلدی۔ مار کھا کھا کے اوہ بور ہو گیا۔ کھینڈ مکا کے کھوپے لاہ وئے۔ عادی کربا،
سمجھوں کل ویکھاں گا، اوہنے سوچیا۔

بارہی اتھے ای بیٹھی سی۔ اوہنوں دیکھ کے مسکاٹی، "اج توں اتنی جھمکتی مٹو آ یاں؟"

"ہاں۔" اوہنے اواز اہو کے کہیا۔ تے اوہد اموڈ دیکھ کے بارہی نے ہور کچھ نہ چھیا۔ اوہ سوچن لگ پیا کہ من کیہ کرے۔ بارہی دا
تے کوئی مسئلہ نہیں سی۔ جوادہ کہہ بارہی نے مسی خشی ادی کرنا سی۔ شروع شروع وچ تے اوہ بارہی نال داہو گھاس کردا سی، پرفیر اوہ بور
ہون لگ پیا۔ اتوں تے بلٹل دی پتا نہیں سی لگدا، پراخروں تے پتا سی نہ بنی اوہ ہسکی تے کچھ ٹراے۔ اوہدے احساساں نال بارہی ٹوں
کیہ لینا دیتا۔ من اوہد بارہی نال گھاس کزن ٹوں جی نہیں سی کردا۔ لہنوں بسترے نے دڑے، اوہنے سوچیا، پراوہادی ایس ویلے موڈ نہ
بنیا۔ عادی کرب نے بھنڈا بھنڈ کے کسے جوگا نہیں سی چھڑیا۔ اوہد اموڈ خراب دیکھ کے بارہی دی مونہہ بیٹ کے بہہ گئی سی۔ اوہنوں پتا سی
بارہی دے سوٹ ویر وچ ایہہ کوڈی کرے اوہد اموڈ خراب ہووے تے بارہی نے آپ نہ تے کچھ بولنا سی تے نہ ای کچھ کرنا سی۔ "چلو فیر
باہر ای چلے آں" اوہنے سوچیا۔

"چل بارہی، باہر چلے۔" عادت توں مجبور اوہ بارہی کولوں پھل لہہ اہوندا سی، پراس ویلے اوہ ایسراں دے کسے لاڈ دے موڈ وچ
نہیں سی۔

"ہاں چلو" بارہی نے ایکساٹمنٹ دا اظہار کیتا "کھانا کھان چلے آں۔ واہو چر ہو گیا اے زسبک کچھ کچھ ہوئے۔ نواں درھا
متا دے آں۔"

"ایہہ کچھ ٹرا لے دی رنج کے ای حرامی ہونے نہیں،" اوہنے سوچیا۔ ساری روبوٹک پروگرامنگ انسانی نفسیات نال کھینڈن لئی
کیتی جاندی سی۔ بارہی دے سینراں نے اوہدے موڈ بارے جیہڑے سکٹل بھڑے سن اوہتاں بھاروں اوہ من کچھ رومان چاہندا سی۔
جتنی ک نفسیاتی ریسرچ کر کے ایہہ لوک کچھ ٹر پروگرامنگ کردے سن ایہہ اندازہ اوہنوں چٹکی طرحاں سی۔ انت دیاں ریسرچاں سن
ایسناں دیاں۔ ایس ویلے دی بارہی دے سینراں نے اوہدی نفسیاتی رنج تے بلٹل ٹھیک نشانہ لایا سی۔

"ہاں چل فیر۔" اوہنے کہیا تے بارہی داہو خشی نال آخھ کے اوہدے تے اپنے لیوے کندھن کندھ ڈل لڑ پئی۔ لیوے بدل کے اوہ
باہر نکلے تے بارہی نے اوہدی بانہ وچ بانہ پائی۔ اوہنوں چنگا لگیا تے اوہ عادی کرب ٹوں بھٹن لگ پیا۔ باہر آ کے اوہنے اپنی ٹٹ دی
کچھ ٹر چپ داور پھل بن دیا، اک اڈویں ٹیکسی آگئی۔ تے اوہ اک ریسٹوران جا پڑے۔

ہر پاسے جوڑے ای جوڑے بیٹھے سن۔ زیادہ تر تے انسانی بندیاں تے سواہیاں نال روبوٹ ای سن، کچھ کچھ جوڑے انسانی دی
سن۔ روبوٹ بیرے نے اوہنوں دی اک فیل تے بھاوے تے اوہنے اپنا اڈر کیتا تے بارہی نے اپنا۔ بیرے نے لیا کے اوہتاں دے وچکار
اک موسم خشی دی ہالہ وئی۔ سوپ آگیا تے اوہنوں لگ پئے۔ بارہی دے سینراں نے ٹیوالا لایا یعنی اوہد اموڈ پھلاں توں بہتر ہو گیا اے ایس لئی
بارہی من اوہدے نال کپاں مارن لگ پئی۔ لینے وچ اوہدی نظر پئی تے عابدہ ٹری آندی سی، اپنے روبوٹ نال۔ عابدہ ٹوں دیکھ کے

اوہنوں اوہ سارے چٹکے چٹکے دے چٹے آگے جیسوے اوہنے عابدہ نال دھائے سن۔
 "کوں نے یہ میں آنا آں" اوہنے بارہیوں کہیا "عابدہ دئی اے ذرا اوہنوں بل آواں۔" "مٹھلی بارہیوں کیو ساڑھا چٹا سی۔
 دہ جے پاسے عابدہ دئی روٹ نال ای سی، اوہ دئی خطرہ کوئی نہیں سی۔
 عابدہ اپنے مٹھلی بندے نال اک میز تے یہ چلی سی، اوہنوں اپنے ذل اند اوکھ کے مسکا کی تے نہ، پر اوہ یاں اکھاں دے دے دے
 ہون، تے اوہ یاں اکھاں تے غریب ہو جان نال اوہنوں ہٹا لگ گیا کہ نہتہ خش ہو گئی سی۔ اوہنوں پتہ سی غی اسلوں زیادہ خش اوہ ایس
 گل تے ہوئی سی کہ اوہ مٹھلی سوانی نال سی۔
 "کہہ حال اے؟" اوہنے کول جا کے کہیا تے عابدہ نے اٹھ کے اوہنوں چٹھی پائی۔
 "ٹھیک آں" عابدہ نے کہیا "کوں ٹھیک ایں؟"
 "ہاں، ٹھیک ای آں۔" اوہ عابدہ دئی چٹھی نال اداں ہو گیا۔
 "ننڈی، کوں لبہ دے میز تے جا کے نہ جا۔" عابدہ نے اوہ دے ذل اشارہ کر دیاں اپنے بندے کوں کہیا۔ اوہ مسکا نہ اٹھ کے چلا گیا۔
 "ننڈی؟" اوہنوں ہاسا آ گیا۔ "ایہہ کہہ ناں رکھیا اے کوں؟"
 "کہیں؟" عابدہ ہولا جیہا مسکا کی "کوں کہہ عابدہ رکھ چھڑ یا اے؟"
 "نہیں، بارہی۔" اوہ دئی مسکا کی۔ "کہہ حالات نہیں؟"
 "مٹھلی کہہ لگدا اے؟" عابدہ اداں ہو کے بولی۔ "کوں تے نو خبر ای نہیں لئی۔"
 اوہنے کوئی جواب نہ دتا۔ پُپ

چھتی چوبارہ

پرانے شہر دیاں گھیاں کیہ سن مسمن گھیریاں دی کھنڈی۔ مھلیاں، چوڑیاں، بندے دیاں بریک، تنگ رگاں وانگوں نکلیاں وڈیاں، وکھریاں وکھریاں، اک دو بے نال کھیندیاں تے رلدیاں دی نالو نال فردیاں وی۔ اپنے اپنے نوں پرانے ناداں نال جیوندیاں جاگدیاں۔ سرجن سنگھ دی گلی، چوہڑیاں دی گلی، پھلاں والی گلی، پیر بھولے شاہ دی گلی، ننگے والی گلی تے ایویں دے ای کئی ہور ناداں دے نال اپنے اپنے پاتر سانجھے۔

ایہناں وچ اک نکی جیسی چھتی چوبارہ گلی گھراں دے وچکاروں لکھدی۔ جیویں کدے اوہناں گھراں وچوں ای کوئی گھر ہووے جیہڑا ویلے نال راہ بن گیا ہووے پر فیرو دی گھر دا ناں سانجھے ای رکھے۔ بندہ چھوٹ توں اُچا ہووے تے برنواں کر کے لنگھے۔ موہریوں بند، گھپ بنیر اتے کندھ دے نال اک ڈمیر دیو یاں، اگر بتیاں، موم بتیاں دا۔ سروں دے تل تے متاریاں جوتاں جگدیاں جگدے دیوے اینا چانن تاں کر دے ای سن پر اگر بتیاں دی گندھ دے نال تاں ساری گلی دا اک اچرچ سماں بن جاندا۔ ست رانیاں دے آدرو وچ جگائے جاون والے دیوے۔ آلے دوالے دیاں مھلیاں تے گھراں وچ اوہناں ای نال جڑیاں کہانیاں، جیہڑیاں پڑیو پڑی توں ایدھر دے واسیاں نال فردیاں آ رہیاں سن۔ بالاں نال پیار کرن والیاں، پنکھوڑے جھوٹن آلیاں تے کدے کدے گھراں دیاں جھجیاں اُتے جھانجھراں دیاں کھن کھن داسکتی وی آن لکھے۔ لوکاں گھراں دیاں کوفٹیاں اُتے خالی پنکھوڑے روز راتیں کھلے چھڈ چھڈنے۔ اوہناں دا ایہہ پک سی کہ رانیاں بالاں سنے پتنگھاں جھونڈیاں نیں۔

گل وچ گوزھے گھابی رنگ دادو پتے تے مسھے اُتے اک گھابی لال بندی، آتشی گھابی نسواری ڈبیاں دے نمونے والے سوٹ وچ سویرے دس بجے دی اکلی کھڑی کھلوتی نوں اک گھنٹا لنگھ گیا سی۔ جگدیاں دیو یاں دے ساہنے ایویں ہتھ بندھ کے کھڑی سی، جیویں کوئی داسی اپنی مالکین دے ساہنے کھڑی ہووے۔ پر اوہ آپ دی تاں اک شہزادی سی۔ ونڈ توں پہلاں آزاد ریاستاں دے پردار وچوں سی۔ ماں ہووے نال نال داوی دادو نے وی شہزادی آکھ کے سدا۔ بالین جوانی تے اوس دیہاڑ تیکر سوکھتاں بھریاں جیون لکھیا رہی سی۔

دیو یاں دیاں لوداں کدے اُتاناہہ ہوون تے کدے پٹھ۔ اک دیوے دی جی خیریاں دماں اُتے سی۔ لو پٹھوں کجھ کالی ہوون مگروں اُتاناہہ لال رتی ہوندی گئی۔ فیر بھمن توں پہلاں سوئی لال تے گوزھی کالی۔ دیو یاں دے چانن وچ ڈبی دے کناس وچ کڑیاں دے پھنکن دی داچ پئی تے پرت کے دیکھیا کہ اک بے جیہے ماڑے بندے دے نال دولے شاہ دا چوہا کھلوتا اے۔ ہرے پنے لیزو یاں وچ سروں گنجا، حیراں، بانہواں وچ وڈے وڈے پتل، لوہے دے کڑے تے ہتھاں وچ اک نکا جیہا چمٹا۔

”جیوندی رہ اُچیاں شاماں والیے۔“ دولے شاہ دے چوہے نے اچرچ ہاسا ہسد یاں آکھیا تے فیر اک بلدے دیوے توں اُنکل بھر کے سروں دا تیل سر اُتے ملیا تے مڑو گدیاں لالاں نال ہسن لگ پیا۔ اوہ ماڑا کوجیہا گھاہری تے اوہناں دوہاں دل نکلیا تے من وچ ایہو ای گل آئی کہ چوہے ست رانیاں نال ای کوئی گل کہتی ہوئی، تے اوہ اک داری فیر اپنے دھیانے سی۔ کجھ چمکروں چوہے نے بھوئیں اُتے اڑیاں ماریاں، کڑے زور نال چھٹکائے تے اک جھٹکا کھا کے اوہ دے نال ای آن کھلا ہویا۔

”خیر ہووے سائیاں دی، کجھ فقیراں دی وی سن جا۔“

اوپنے فیروہاں دل حکما تے جی جیتے آ گیا۔ جیسوں زمیناں دے حزارے ساکھیں، ساکھیں آکھ کے تے اوہنوں بی بی صاحب کھ سدا دے۔ فیر جی نے سر اُتے ہتھ پھیر دیاں "شہزادی" آکھتا۔ اچاں نوں کڑے مزدوری کھکے تے ہوا اک ٹکا جیہاں لٹھا دیو یاں دیں جگانہ یاں اگانہ وگدا گیا۔

ایویں ای لگیا کہ اوہدا جنم جتھے ہو یا تے جی ولایت توں چلدا کاروبار جھڈ کے پرت آیا کہ گھراک شہزادی آئی اے۔ کڑے فیر کھکے تے اوہنے بنوے دچوں سودا نوٹ کڈھ کے چوہے دی کئی اُتے دھر جھڈ یا۔ جیہاں فیراگوں اک اچہج ہا سا مسن لگ پیا۔ اوس اسے نال اوہدا اپنا مسن روون نوں کر پیا کہ کیوں لوکیں اپنیاں حیاتیاں دے کھانے پورے کر دے نیں۔ کئی محسوم بالاں نوں پنہیاں سدھیاں ریجاں ادی ملی چاڑھ جھڈ دے نیں۔ کسے حکیم، وید، ڈاکٹر نوں ای دکھا دین تے ایساں بالاں نال ایہہ دھرتے نہ ہووے۔ بال نہیں بچدے نہ جھڈاں موئے جاں دوسراہ بھرے تاں کر دے ہوئے فیر سونے جھڈ دے جی داکیر دوش۔ کبھو جیہی منت منی جاؤندی، رب دے کھلے سپورن کئی دے سر اُتے کتھوپ چاڑھ کے چوہا بن جھڈ دے نیں۔ کوئی روکن، نوکن والا نیں۔ سرکاراں سانج دے زے دار کوئی تے کدے جاڈے کاسی درودھ نوں۔ اوہدو دیں اگے ہوئے تے فیر مگرے نیں۔ تھوڑا جیہا اگانہ ہو کے راہ دیج ڈکيا تے اک ہور سودا نوٹ کڈھ کے چوہے جھڈ جتھے پڑا تے نالہ بے بندے نوں آکھیا۔

"ایساں سو یاں نال شیدے طوٹئی دی نئی توں دسوں کھ کھو پتا۔"

"جیوندی رہے رائے۔" اوس بندے نے آکھیا تے چوہا سر کبے بے سر ہلا دیاں گلی بھوں گیا۔ تے اوہ اک داری فیر دیو یاں والی کدھ دے سامنے جا کھلوتی۔ جیہوی دھرمیں کارن گورمی کالی ہوئی نیں سی۔ پر اگر بتیاں تے دیو یاں توں اٹھدے دھرمیں نے اک ہور کدھ جیہی اُساری ہوئی سی۔ بس اوہ تک اوہتاں نوں وسدھ دی رسی۔ راہ ہون کارن لوکیں آؤندے جانے دی رہے۔ جیہتاں چوں کھ اپنی کسے شکھی سکھتا پاروں کھلوندے مدعا سکھدے۔ کھ لون پیا لے توں چک کے تالو پٹھ رکھدے اک دوز ناہیاں نے کئی دیاں مضیاں روٹیاں دی ونڈیاں تے کھ جی بنا آکھے دیکھے، سرنہیاں کر کے لٹھدے جادون تے جدوں کوئی نوں ماننا بھریا لوڑ ونڈ اپنی تانگھ دا دیو اچا دے تے چائن کھ نوٹکلا جیہا ہو جاوے تے اوہدا اپنا پر چھاواں کھڑا جائے۔

اوہدو جتھے کیوں آگئی۔ کیہ ہو گیا سی۔ انج داتاں اوہنے کدے کسے ہور کولوں وی نہ سنیانہ دکھایا تے تاہیں کدھرے پڑھیا لکھیا، بس اک گہر بھریا سنا کھیا، بلوم جیہا ہرن دابال۔ جیہدے مگر شکری کتیاں داکا اجڑی۔ جیہتاں توں بچر اندام لگد اچھاڑیاں دی ٹٹھ دیج کھلو کے لے لے ساہ لئی جاوے مگریں گلے کسے ربی سہی اک نوئے توں بچد یاں نالہ بے زوہے راہ پئے گئے۔ ہرن دے بلوٹھ دے مونیوں کتیاں کتیاں وا جاں نکلن لگ پیاں۔ اوہ کتھوں ٹری تے کبھو یاں محسن گھیر یاں محروں اوس جگل اپڑی۔ کوئی سار نہی۔ بال نوں بچھ کے چک کے سینے نال لایا۔ جیہدے بادامی سر اُتے ہتھ پھیریا تے، ٹٹھ دے پٹھاں گورھے لال رنگ دی کھل اُتے کا لے رنگ دے نشان دے۔ جیہتاں نوں وسدھے ای دادی دی رضائی جیتے آگئی۔ شہر دیاں ایساں پرانیاں مھلیاں دیج بی بی رتھے ایہو جیہے رنگاں دیاں سی رضائیاں اٹھدھ ی ہوندی سی۔ فیر اوہنے اگلی سویرا ای اوس سنے دالا پڑ لیا۔ جیہو اوہنوں ولا بھوں گھماندیاں پھرانیاں ست سمندروں پار شہر لہور لے آیا۔ بس سن ایہو ای آکھے کہ ہرن دابال جتھی چوہا رہ گئی دے آ لے دوالے ای کسے گھر دیج ہووے گا۔ جدوں موہ بھرے ٹٹھ نال وسدھ یاں چھاتیاں نال لایا سی تے ایہو ای سدھر گھڑی مڑی بکھرے۔ رہا اپنی لکھ توں ای حمیا ہونداتے جھولی دیج سارا بک ای آن وسدا۔ اوہدے نال لال رتی رضائی نے کھلا جھڈ یا سی۔ جیہدے ملن دی آس اوہنوں ولے، تھادواں دیاں باندھاں توں دکھریاں کری جاری سی۔ جتھی چوہا رہ گئی، رانیاں دیاں کہانیاں، دیوے، چائن، سکندھ، اک جاوہ، اک نشی۔ دیو یاں نوں کئی جاوے تے نال دماغ دیج اک گل ایہو دی سی کہ ایتھوں نکل کے نیڑے دیاں گھیاں دیج جاوے گی جتھے بی بی رتھے دا گھری تے اوہدے کولوں جیہے دی پیہے بھرنے پئے اوہ رضائی ٹٹھ لے لینی اے۔ پر جتھی چوہا رہ گئی اوہنوں ملن

دیندی تے اگانہ بُردی، اکھیاں بند کرے تے سامنے ہرن دا بال، کناں وچ اوہدی وچ آئے تے جدوں اکھیاں کھولے تے گلی دے آلے دوالے اُچے اُچے چاریاں والے مکان نظر سچن، جیہناں دیاں کونھیاں اُتے رکھے پتھوڑے آپ اپنے بالہن وچ نکلے ہوئے سن۔

سکولوں، کالج تے فیریونیورسٹی اپڑی تے اپنی ماں تے نانی دا تھول بناؤندیاں رہتا۔ کیہ ایہہ کھلیاں والیاں گلاں کر دیاں رہندیاں نیں۔ چھتی چوبارہ گلی تے اوہدیاں رانیاں تے اوہدی ہندو رانیاں مسلماناں دے گلے وچ۔ اوہناں دے گھراں دیاں کونھیاں اُتے پتھوڑے جموندیاں۔ فیرمن وچ ایہہ دی آئے کہ نانی کولوں اوہناں رانیاں دے ناں ای پچھ جھڈ دی۔ خورے دیو یاں نوں رانیاں آکھدیاں ہودن گیاں، اوہناں دے راجے کبھڑے ہودن گے۔ جے سنگیت نال جڑی ہوئی تے خورے سروسوٹی ہووے، جے ماتا کارن لوکس متھے یک دے ہودن تے سیتلا ہووے گی۔ پیار بھری ہوئی تے دُرگا ہووے گی، جے کرودھ دارنگ ہو یا تے کالی دی ہوسکدی اے، جے چوکی سوتی ہوئی تے شو جی دی گھر آلی اُتاتے جیہدا خاوند کدے نہ مرے تے اوہ اندرانی کدھرے سدھار تھا دی ماں ہووے تے مایا دیوی جے پورن دی ماں ہوئی تے خورے اچھراں ہووے گی جاں کوئی پدمنی ہووے۔ جاں کوئی دی آدروان زنائی، اچراں نوں اک بندہ سائیکل اتے ”ونگاں رنگ رنگ دیاں“ واجاں لاؤندیاں گلی وچ آیتے اوہدے دل ایویں ہلکیا کہ جویں آکھدا ہووے کہ کچھ لے لوو تے اوہنے ہرے رنگ دیاں ونگاں چکیاں تے دینی اُتے پاکے کھنکھیاں۔ ورھیاں مگروں کچ دیاں ونگاں پائیاں سن۔ ریڑھی توں چک کے شیشہ نکلیا۔ اوہنوں پیے دتے تے اوہ شکرانے بھریاں نگاہاں نال وسندہ اگانہ بُردی گیا۔ پر اوہ شیشے وچ دسدیاں اپنیاں گوزھیاں کالیاں اکھیاں وچ دُب گئی۔ بڑا مان سی اوہنوں اپنیاں اکھیاں دے سینھن اُتے، ساری یونیورسٹی وچ اوہدے کالیاں ڈیلیاں دارولاں۔ جدوں کسے جی توں اکھ بھر کے وسندی تے اوہ اپنی تھاویں کھلا ہو جاندا۔ پڑھائی لکھائی دا زور ایویں داسی کہ کئی عمرے یونیورسٹی داخلہ لیا۔ اک دیہاڑی اک کرنیل دامندا اپنی مہنگی گڈی تے آیا تاں اوہداراہ ڈک کے کھلو گیا۔ اوہنے اپنیاں گوزھیاں کالیاں اکھیاں نال اک دم بھر کے نکلیا تے فیر آکھیا۔

”تینوں اپنیاں گڈیاں دامان اے کدے ایہناں توں لٹھ تے بندہ بن کے سامنے آ۔“

ایہدے مگروں اوہ دو سال پیدل ای یونیورسٹی آیتے فیر کدے راہ ڈکن دا حوصلہ دی نہ ہو یا، یونیورسٹی مگروں اوہنوں لہمن دا آہر دی نہ کیتا۔ پر اوہ تاں اپنے آپ وچ اک شہزادی سی ریاست دے نواباں دے گھر جی، بالہن سونے چاندی دے بھانڈیاں وچ ہجو نے اکھیاں بٹھائی رکھیا پر کئی عمرے ویاہ دی جھڈیا۔ سوہریاں گھروں راج ہی کیتا سی۔ فیر ایہہ اک مفتاحینے راتاں دیاں فیندراں اڈا جھڈیاں سن۔ ہرن دا بال، ڈوریا گھابھرا اوہدے سر پر دی گھٹ نال کھڑ گیا۔ سدھ اچھالاں ماردا کسے مندر وچ بھولے رام دا بجن گاؤندا۔ اوس اُتے لال رتی کالی رضائی۔ اپنے آپ وچ گواہی کھلوتی سی کہ اک بارہ تیراں ورھیاں دامندا اہولی ہوئی بُردیاں۔ اوہدے نیڑے آن کھلوتا۔

”تسیں ونڈی دی چیز کھاو گے.....؟“

”ہاں..... کیہ اے.....؟“ اوہدے ہونٹھ اپنے آپ ای ہلدے گئے۔

”طوہ قلیچ“

”کتھے جانا اے.....؟“

”ناندی گلی وچ ای ساڈا گھراے۔“ اوس منڈے نے آکھیا تے اوہ اوہدے مگرے مگرے بُردی، جدوں اوہ اوس منڈے دے مگر دے باہر اپڑی تے اوہنے سیہان لیا کہ ایہہ تاں بی بی برکتے دی گلی اے۔ جتھے کئی نوں مکان دی چتھے گئے سن۔ اوہ بی بی برکتے دے گھروں سیہان دیاں بال دے مگرے اک کھلے دیزھے وچ جاوڑی۔ جتھے اک زنائی اک دڑے جیہہ قلیچ طوہ پکا کے

ساری گلی دے مکانات، جمبیاں تے پرانیاں کندھاں نوں اکھیاں پھیر کے تھکيا، گلی دج پیر دھرے تے مکرے ای اوہ زانی آ مئی۔
اوس زانی نے سر اُتے دو پڑے سدھیاں کر دیاں پچھیا۔
”بی بی توں چودھریاں دی نوںہا ایں۔ پر تیرا پناوی تے کوئی ناں ہووے گا؟“
”ہاں..... میراوی ناں ہے..... مینوں رانی آ کھدے نیں.....“ ایہہ آ کھدیاں اوہ ہولی ہولی لڑیاں چھتی چو بارہ گلی دل بھوں
مئی۔

کچی کوٹھی

میڈا سر نہ کھا۔ نیکیوں ہک ٹپی کالھ کیتی ام
غلام رسول جنیں ولھے تیں توں مشائی دے پیسے نہ بڑ۔ سیس میڈی فائل تے اکا دھلاں نصیسن تے میں اصلوں نہ کریاں۔
سدھی کالھ پیڑا سیدناں نیکیوں۔

میں ہک غریب اتے الملک تڑک بندہ ہاں۔ میڈا مگر بھنا دھیلادی کائی۔ میں بچ بڑ بڑے کنوں میڈا کنڈھی شریک ہاں اے
قرض دی ایس کالھوں گھنہ ایساں جو ہک کچی چوڑی دی کوٹھی اُساری ام اوندی چھت واسطے گاڈرتے صیر گھنوں بھن۔ آخر ہاں داسر
تاں کہنے۔ ولاٹلی رجم توں تے میں چھوٹیں لادے نکلتی تے کئی گلی وچ کھبڑ دے رہ گیس۔ اے یکیاں کالھیں غلام رسول کی سکی
وچ آکھ چھوڑیاں۔

بڑ کچھ غلام رسول توں میڈا کنڈھی شریک ہاں اچھ کالھوں نیکیوں دفتر دے اندر سب کھد مٹاں ہر بندہ میڈا دفتر دے اندر تیں
وڑ سبدا۔ میڈی بیٹری نہ پی اسان کئے اسان تیں ہوندا جو ہک بندے نال اتنا لاؤں پٹھے۔ سودی ہک، مشائی چا آؤ سیس تاں میڈا
قرض تیں تاں لڑاچی۔ علی رجم ہک ٹوک کالھ کیتی۔

غلام رسول بڑا تھی تے کرے وچوں اُٹھیا تے مگر دی واث گھدس۔ ہک پرے دے سکے کنوں اے آکھ تے ادھار گھدس
جڈاں قرض منگھو تھی دیکھی خباڑے پیسے ولاڑیاں۔ مشائی دے پیسے چاتے ولاڑ دھجے بڑ۔ مہر ولد علی رجم دے دفتر آیا۔ علی رجم مٹن
اُٹھی تے لمیا۔ اوکوں گلا پانس۔ اپنے نال آلی کرسی تے بٹھا اوں کنوں ہال بھیس دا گھیس۔ غلام رسول لیڈے اوڈے بڑ کچھ تے گوندے
وچ ہتھ مار تے مشائی دے پیسے علی رجم کوں بڑ تے جھاں کوں علی رجم جلدی جلدی میڈی درواز وچ رکھ بڑا تے ول غلام رسول نال دنیا
جہان دیں کالھیں وچ مصروف تھی کیا۔

کچھ دیر بعد علی رجم تل بڑتی۔ چہرا ہی بھجدا اندر آیا۔ اوں اوکوں آکھیا "بڑ دھجی درواز وچوں غلام رسول دے قرضے والی فائل قبول
تے چاوا، بابا غلام رسول ساڈا قلمی مسایاے۔ رنج ایذا کم لازمی کرنے"

چہرا ہی بھجدا ہی کیا تے فائل چا آیا۔ دل رجم فائل دے بڑ ورائے ورقیں تے دستخط کیجے۔ دل فائل غلام رسول کوں بڑتی اتے نال
لہتا چہرا ہی وی بڑتا جو کیشیر کنوں غلام رسول کوں جلدی پے منٹ کرو بڑیوے۔

بنک اچوں پیسے کڈھواتے غلام رسول سدھا آرن مارکیٹ آیا۔ اپنی کوٹھی دی چھت واسطے گاڈر صیر اتے لوڑیدیاں ہیاں چیزاں
کھدیاں۔ دل انھاں کوں پھنے رکھے تے لڈواتے مگر چا آیا۔

شام کوں علی رجم دفتر کنوں چیں ولھے گھر آیا تاں اوں اپنے پتر کوں سبڑ تے آکھیا "میں سوچیندا ایساں رنج کچھ پیسے ہتھا گن، کرسی
دے فرش تے سبک مرمر نلاؤں چا؟ میڈی کیا صلاح اے علی مراد"

اوندے پتر ولدی بڑتی۔ "ابا سیس اے تاں بڑا ڈھی چنگی کالھ اے۔ ایڈے نال ساڈے مکان دی بڑ کئی دودھ ویسی جھٹاں

فرش تے سنگ مرمر لگن دے بعد علی رحیم دامکان بنن وڈی کوٹھی وانگ بڑساہا۔ جیز حاسکا، یار دوست اوندے گھراہا اوندے مکان دی تعریف کریندا۔ علی رحیم تے اوندے گھر والے تعریفان سن تے ڈاڑھے خوش قصیدے۔ ہر آدن والے کوں علی رحیم بڑسیندا اے یکیاں اللہ پاک دیاں رحمتاں بنن۔ دفتر وچ انہاں غریب لوکیں دے دعائیں دا اثر اے جبرھے کم کراون دے بعد دعائیں ڈیندن۔ اونویں وی بندے دی نیت ٹھیک ہووے تاں اللہ سکھیں صلہ ضرور ڈیندے۔

گھر نیزے تیزے ہوں نال اکثرا علی رحیم تے غلام رسول دا ناکرہ لکھی وج تھی ویندا ہا۔ غلام رسول نوڑتے سلام کریندا ہا اتے علی رحیم پرے کنوں ہتھ ہلا جھوڑیندا ہا۔ علی رحیم اپنے پتر دی شادی تھی تاں غلام رسول کوں پرکا مسایہ جان تے کاڈھا ڈتس۔ غلام رسول جیڑھے ویلے پنڈال وچ آیا تاں اُنح مٹلح توں لوک ڈعکدے پئے ہن۔ کاراں، جیپاں اتے موڑسایہ کھاں دی دھر دھاں کاٹنا بجی۔ غلام رسول کوں انہی حیثیت دا اندازہ نہی۔ اتھ جاکھوں پنڈال وچ اک چنڈ والے پاسوں اک کرسی اتے تھی چٹھا اتے اوورہ اوورہ تھی تے آندے دیندے لوکیں کوں ڈہرایا۔

علی مرادوی شادی دے بعد گھر وچ کڈ انہ کڈ انہ کھڑکا کھڑکی تھئی راہندی ہئی۔ ہر شام کوں ول کے رل پاہندے ہن۔ ویلھا وہ اندار یہا۔ ہن علی رحیم سٹھ سال دے نیرے آن لگا۔ ڈو مینے بعد چھی جولائی کوں اوندی ریٹائرمنٹ ہئی۔ اسے ڈو مینے لکھدیں پتہ نہ لگا۔ دفتر وچ اوکوں ریٹائرمنٹ والے ڈے۔ جہ سارے کوں لکھ سہرے پوائے۔ کچھ یار موٹھے وی ہن جو اتی سالوں دی سانجھ ترمیدی ہئی ہئی۔

علی مراد تے اوندی سوانی خوش بمن جوئمن با بے دی پنشن اتے گر بجوئی دے ڈھک سارے پیسے ملسن۔ جس ملھے اکاؤنٹ آفس توں پیسے ملیے تاں علی مراد دے بیک اکاؤنٹ وچ سٹ ڈتے گئے۔ پیسے ہتھیکے کرن دے بعد علی مراد تے اوندی ذال دارویہ ونہید اکیا۔ علی رجم گھر وچ جیڑھی گالھ کرے اوندہ پتر تے اوندی نونہ اوندے وچوں کیزے کڈھ تے آکھن تاں بابا اے گالھ فلفل اے۔ اے گالھ ایس نیس، اے گالھ ایس اے۔ تیاں پرانیاں گالھیں کریندو۔ علی رجم سن تے چپ کرو پجے۔ ادا کٹر سوچیندا ہا میڈے پتر تے میڈی نونہ دارویہ بدل گئے۔

ہک :- مہعلی رحیم کنوں شیشے دا گلاس ڈھسہ تے ترٹ پیا۔ اوندی نوہر سوسا لاون پئے مگئی۔ شام کوں اوں اپنے پتر کوں حال ڈتا تاں اووی اتھوں اوکوں پئے گیا۔

”ابا سئیں او شو دی اہدی تاں ٹھیک اے توں وی تاں نقصانی تھی، بھیس ہر ملے کئی نہ کئی نقصان کیتی رکھدیں“

پتردی بگالھ سن تے علی رحیم دا ہاں زور زور مال پھڑکن پئے گیا۔

علی کوں دے دی بیماری تاں خاندانی ہی من اوکوں شوگر تے بلڈ پریشر دیاں بیماریاں وی مجبور کیاں سن۔ دے دی وجہ کوں اوکوں کھنگ تے بھگم دی شکایت راہندی ہی۔ اوں ساری رات وی اوں کھنگدیں گزاری ہی۔ سویل کوں جیں ولھے ادنیٰ نوہہ ڈھا جو سارے فرش تے کھنگارے دوہے ڈٹھے پن۔ "پٹرژن پئے گئی" "بُکھوتاں سکی چٹکے بھلے فرش دا کیا حال کر سیٹے دے۔" انھی تے من آپ دھود، میں تہاڑی ٹکرائی تیں لگی کھڑی جواٹھے ولھے تہاڑی اجنڈن کراں کھڑی "اندے رزاں تے علی مراد دی کرے دج آ گیا۔ پئے کوں انداڑ کھ تے اوپلے کوں ڈھیر بو کن پئے گئی" "اڑ تے تاں ڈ کھچدے ہو فرش دا کیا حشر کر سیٹے؟" علی مراد فرش کوں ڈ کھ تے ڈال دی سروج سر ملیہیں یں بھوکوں تھہ بھوک تے پٹن پئے گیا۔ "ابا نیکیوں نظر داتیں جو سبک مر مراد فرش اے۔ ذرا انھی تے ہمر نہ دج سبک اپانویں ساری رات اتھا میں کھنگارے دوہے ملیہ ارہ بکھیں" "جر حاکھ اوڈال نوں آکھ سبکدے بن اکھوئے۔ علی رجم سر سٹ تے انھاں دیاں گالھیں سنو دارہ گیا۔

ۛ۔ عہدہ سوا کانے آئیہا۔ علی رحیم دل نال صلاح کتھی من ایں گھراج راہون بے عزت قہیون والی گالہ اے۔ ایں کتوں چنگا
ے جو میں کڈ اہیں منہ ڈے دہاں۔ پر کتھاں دہاں اتے کیں ڈے دہاں ساری زندگی تاں کیں ججن کوں ججن کھی کجھیا۔ دل آپ
آکاں الائیئس اتھوں تاں نکل اکوں اللہ جانی جان اے۔

اول: ہڈیوں کے کپڑے دے چاتے شاپراچی سٹپے صاف موندھے رکھنے کے گھروں لڑکیا۔

علی رحیم، مکی وچ ایویں کنی ست اٹھ قدم سائیں چاتے ہوں جو شخص سائیں غلام رسول ادا پئے۔ علی رحیم دل وچ سوچیا جو جسو مارتے ایں کنوں نکھ وٹے۔ یہاں غلام رسول ترائے چار قدم پروہرا ہاتھ تھمتے رکھتے سلام ولائیں۔ علی رحیم بولے ہو لے سلام دا جواب دتا۔ غلام رسول مستعجب چھپچھا "ہاں سسئیں نیٹے ریٹا نہی کیو؟"

علی رحیم ہو گئیں جنہیں جواب دیا: "اے غلامِ رسول! میں نے تجھی کو اپنا ایک غلامِ رسول دی دیدہ اور نہ شاپرے دی بچی بھگن بگا" "اے شاپرے دی کیا پاتی دود؟" علی رحیم جلدی دی وجہ دلا دیا: "اے کھر بھلی خراب اے کپڑے استری کر اون دیندا بھیاں" "غلامِ رسول کپڑے والے پاسے جھو دھایا اتے آکھن بگا" "تس محترم ہاؤ، چنگا تئیں لگدا، میکوں بڑی دیکھڑے، میں استری کراتے دے دینداں" "ناں ناں تیکوں تکلیف کرن دی ضرورت تئیں میں کر داکھساں" علی رحیم ولدی دی۔

غلام رسول سیاقا جوان باطنی رحیم دے منہ دا دنیا رنگ ڈیکھتے سمجھ گیا جو دال اچ کا لا ضرور اے۔ غلام رسول اوکوں آکھیا "سکھیں کوئی مسئلہ اے تاں سیکوں ڈسو، آخر میں تہا اکندھی شریک قدیمی مسایہ ہاں، اونویں وی مسایہ ماہ بیج جا ہوندے" غلام رسول دی گلہ سن تے علی رحیم دیں اکھیں چوں ہلموں نکھتیاں آیاں آکھن لگا "غلام رسول کج محمدیں تاں میں گھروں منہ کیتی وینداں، میں مَن ہڈھڑا تھی کیاں، دے داسر بیض آں، ہر ویلے کھار سیدھا ارہ وینداں جبر حامیڈے پتر اتے نوہہ مائی کوں چڑگا نہیں لگدا" غلام رسول، علی رحیم دی گلہ سن تے اوڈنی فنی چاماری اتے اوکوں اپنے گھر ڈوگھن تے فریاد آکھیں "علی رحیم، اے وی تاں تہڈا گھراے، توں بے باسے کیوں ویندیں"

گھر وچ داخل حیمون سخی غلام رسول اوکوں یک کچی کوخی وچ گھدی کیا۔ علی رحیم کچی کوخی دیں چاریں کندھیں کوں کچی مروڑتے ڈٹھاں غلام رسول آکھیا "سکس کندھاں بھانویں کچی چوڑی دیاں بن پرائیدی چھتے گاڈر، بھیر لو پدے مضبوط اتے کچے بن۔ میندی پھینگ دی کندھاں ایندے وچ تیس آئی۔ اے سردیم وچ بھرج کچ کھڑدی اے اتے گرمیں وچ خردی اے ایند افرش سنگ۔ مر مر دانتیں توں بے فلک اتھاں کھگارت پٹھا۔

ٹکے دی

سمجھ ٹکے ٹکے اتاں دو ویندا پیا حاتے اوندا یاں ٹکھیاں شاعریں نے ہر شے کوں آنہڑیں ولھیت وچ ٹکھن
کھدا اھا۔ کوٹھی دے پچانک نال بدھا کتا بھونک بھونک تے ڈراوے پیا ڈیندا اھا۔ ملی سیاڈاں سیاڈاں کریندی ہن چپ
تھی گئی ہئی۔ چڑیاں دی چوں چوں بولی تے کاواں دی کاں کاں اچھی تھی گئی ہئی۔ شموکوں آپڑیں دل دی دھڑ دھڑ سریندی
پئی ہئی۔۔۔ اراج کوٹھی وچ اصلوں لکھی ہئی۔ کبھ ڈ۔ جبہ پہلاں اوندی وڈی بھین کوٹھی دے سس جمل خان دے کرے
صفائی کرن گئی ہئی۔

شموکرے دے تالوں لٹھی تاں اوندے کنس جمل داالا پے گیا اوندی بھین شانوکوں آہدا پیا اھا۔
"شانو۔ میں نوکراں کوں نوکر نہیں سمجھدا۔ اتے تیکوں تاں اصلوں کاے نہ۔"

توں نوکرانی نبوی میڈے دل دی رانی حیس۔ میں جائز وائ توں بے اولادی او ترک کیوں حیس۔؟
"کک۔ کک کیوں۔ تہا کوں کیوں پے۔ جے جو میڈا پے کریمو۔" شانو وبل تے پچھیا۔
"کریمو کیس جوگا کاے نہیں۔ توں من و نہیں تاں میں تیکوں اولاد دویاں۔"

"پراں پراں۔ حک پاسے تھی۔ میکوں ہتھ نہ لاویرنناں۔ نناں۔"
کبھ دیر کھڑ کھڑاالا آندار یہا تے دل شانو در کھول تے باہر نکل آئی۔ او ٹکھر پانی ہئی تے اوندا اساہ پھوکیا ہویا
اھا۔ شوجھتی نال حک پاسے تھی گئی۔ اوڈا و سالیس دی ہئی پر سب سمجھدی ہئی۔

شمو دا ہوجک سال پہلے مر گیا اھا۔ ڈاڈا ڈاڈی دی جیدے ہاں ہن۔ اوہ ہن ماناں تانے دے گھر آگئی ہئی۔ شمو
کوں یاد پیا آندا اھا جو اوندے ہیکوں مرے چار مہینے ای ٹکھے ہن۔ ہک ڈ۔ جبہ اوکرے توں باہر کھڑی ہئی تے تاکی نال
کن لاتے سنٹرن دا آہر پئی کریندی ہئی۔ اوندے تانے کول کبھ مزمان آئے ہن۔ تانے نے ایہ آکھ تے اوکوں بھاڈا اھا
جو بال وڈیاں وچ ٹھیس باہندے۔ شمو بال ہئی پراڈی بال دی نہ ہئی جو انھاں دیاں گالھیں نہ سمجھ سکے۔ ایں توں پہلاں دی
مزمان اوندے تانے کول آندے ہن۔ مزمان اوندے اے دار مان کرتے چلے ویندے ہن۔ شمو انھاں مزماناں وچ وچ
دی باہندی ہئی تاں تانا اوکوں انھی وچن داندا اھا۔ پراج ایہ کھیاں گالھیں ہن۔ کبھ وڈے ہن۔؟
ہن شموکوں کبھ سمجھ آون پے گئی۔ تانا آہدا پیا اھا۔

"تہاڈے کول وڈے کاے نہیں پر میں آپڑیں مرضی دانکہ ضرور گھنساں۔"

مرمان وڈیرا کا وڈ نال بولیا۔

”مرضی دانگہ گھنسیس تاں شرط اساڈی وی منزیں پوی۔“

”کھی شرط۔؟“ نانا بھر بھنا چاتے پچھیا۔

”منکوراں مئی دمی نال گھن تے کائے نہ آ سی۔“

شمودا حاکاں اوکھا تھی گیا۔ ایہ تاں اوندی مادی ڈوجھی شادی دی گالھ تھیدی پئی ہئی۔ شومو جی ماکوں جمبو تے
سمدی ہئی تے اوندے توں لولیاں سنو دی ہئی۔ او مائال کائے نہ دج گھنسی۔ کائے نہ کائے نہ۔ میڈی مانے میڈی وڈی
بھین دے جن دے ڈاھ سالیں بعد میکوں متاں من من تے اتے در در دے علا جاں بعد اللہ سمیں کنوں متکیا حاکا۔ بھلا
میڈا نانا میکوں ماکوں دکھ کیوں کر لسی۔ پرایہ کیا۔ نانے نے تاں کھل تے آکھ ڈا حاکا۔

”دمی دھیانزیں تھاکوں کیوں ڈیواں۔؟ کل کوں ایندے بدلے لکھ دے نہ گھنساں۔ او۔ میڈی مرضی دانگہ
میکوں ڈے چا۔ میں چھو ہر ایندی بھین کول شہر بھوڈیاں۔ اوندا پے میڈا پوترا ہے۔ اوکھڑی کوں راضی خوشی آپڑیں کول
رکھ گھنسی۔“

شمو کیچے اتھاں کھڑن اوکھا تھی گیا۔ او بھج تے مائی کوں جمبو گئی تے روون پے گئی۔ او ہندی ماوی بہوں رنی
ہئی۔ بہوں ترنی ہئی پراوندی کون سنو دا۔ اوتاں گاں ہئی۔ حک کلا خیا تے ڈوجھے نال بدج گئی۔

اگلے ڈینہ اوندی بھین شانو اوکوں آپڑیں گھر شہر گھن گئی۔ شانو دیاں اکھیں وی ہر دے پے زینیاں زینیاں تے بھیاں
بھیاں لگدیاں پراوشو کوں آہدی۔

”شمو بھل دج اماں کوں۔ وڈی بھین وی تاں مادی جاہوندی ہے۔“

پرایہ کھی مائی جیس پے دی گالھ ایڈی جلتی من گھدی۔ شمو دے گھر آندے ای اوندا پے بولیا۔

”بھین میڈی ویلی نہ بہوے۔ گھر دے کم ایندے ڈے لا۔ تھان چھپے کپڑے دھوئیں۔ بوہاری ناکی ایہ
مرسی۔ توں کوٹھی تے کم کریں۔“

”اچھا سمیں۔“ شانو ولد اڈا تے اگلے ڈینہ شمو دے اکوں تھادواں دا ڈھک لاتے چلی گی۔ شومو پانی نال تھان
دھون بیٹھی تاں اوندیاں اکھیں وچوں وی پانی پھینک پھینک ڈھاوون پے گیا۔ اوکوں آپڑاں ابا یاد آ گیا۔ بھتی آہا حاکا۔

”شموتوں زری سیانی تھی دج دل تکیوں در سے داخل کرویاں۔“ ول اوڈو ہیں تھان دیاں انگلیں کھلیاں۔
پورے ڈاھ پڑھیاں ڈاھ۔ توں استانی بنزیں۔“ ایہ سن تے شمو دیاں اکھیں لٹکن پے ویندیاں۔ پرہن اوندیاں اکھیں
اکوں اندھارا آ گیا حاکا۔ شانو تے اوندا پے کریو گھر ولدے تاں کریو کھی کھی گالھ تے شمو کوں ڈھوکے ڈیندا تے شمو دا
حاکا بڑ بندہ۔ اوندا زور کریندا او تھوں بھج دے۔ پر کھان دے اوکوں کچھ سمجھ نہ آندا۔ ملک ڈینہ نانا شمو کوں ملن آ یا
تاں شمو نے بہوں ضد کیتی جو میکوں اماں نال ملو او۔ نانا اوکوں ماکوں ملو اون کیچے نال گھن گیا۔ او مادے ہاں نال لگ تے
ڈسک پئی۔ مترا یا ابا و سا یا بولیا۔

”شمو۔ توں کجھ ڈینہ مانال نک پو۔ ڈوہیں مادی چنگی طراں مونجھ لہاؤ۔“
 دل ادنیک وچوں سور روپے کڈھ تے شموکوں ڈیون پیا تاں او شرادون پے گئی تے تاں ناں کریندیں سرلدا
 ڈتس۔

”گھن چا پتر۔ ایہ دی میڈا ابا ہے۔“
 مانے مسک تے آکھیا تاں شمو نے پیے گھن تے جی دے پاندو ج بدھ گھدے۔ نانا ایہ آکھ تے چلیا گیا جواو
 پرسوں آتے گھن ویسی۔ رات کوں شمو مانال جھبڑ تے سی۔ مانے اوکوں لولی سنوائی تے اج اوڈھیر ڈیہاریں بعد گھائی نندر
 سی۔ اگلے ڈینہ وسایا کہیں کم کیجے وچن لگیا تاں اوں کوٹھے وچوں سیکل کڈھی۔ ایہ ڈیکھ تے شمو بولی۔
 ”میڈے ابا کول دی سیکل ہئی۔“
 ”اچھا۔ اوں کڈا ہیں تیکوں سیکل تے بلہایا دی ہا۔؟“ وسایا بچھیا
 ”ہا۔ میکوں سیکل تے سیر کرویندا ہا۔“
 ”چل دل بہہ سیکل تے تیکوں سیر کرا آواں۔“
 ”نہ سیش نہ۔ منظوراں بولی۔ لوک ویا کرین۔“
 ”کیوں۔ آپڑیں دی کوں سیر کروادون وچ ویا رواں کیہڑی گالھ ہے۔
 میں اینکوں گئے پٹ ڈیاں تے ایہ راج تے گئے چوپی۔ کیوں کی۔؟“
 شمو خوش تھی گئی تے بھج تے سیکل تے بہہ گئی۔

”اینکوں پیو والی سسک لہادون ڈے منظوراں۔“ ایہ آکھ تے وسایا سیکل باہر کڈھی گیا۔ کجھ دیر اوکوں سیر
 کرویندا ریہا تے دل گنیاں کول آتے سیکل کھڑا ڈتی۔ ”چل کی۔ گئے توں آپ پٹ۔ ایہ ارڈھیں آپڑیاں کائے نصی۔
 کوئی ڈیکھ نہ گھنے۔ زری اگوں وچ تے گئے نہیں۔“
 شمو گنیاں وچ وڑ گئی۔ کجھ اگوں گئی تاں اچا چیت وسائے نے آتے اوندی باہنہ کڈھدی تے اوکوں نال جہاڑ
 گھدس۔ شمو نے زور دی چیک ماری تے وسائے نے اوندے منہ تے ہتھ رکھ دتا۔ کجھ پرے گھبیاں دے وچکار وستی دا
 بندہ مجید امتر دا بیٹا ہا۔ او بھجیا آیا تے اوں شموکوں چھڑوایا۔ اوکا وڑ نال بولیا۔

”شرم کرو سائے۔ زال دی دی مانی ایہ کم کرن لگیں لعنت ہئی۔ آکا کی تیکوں گنیاں پچا آواں۔“
 وسایا بولیا۔ ”کجھ گئے پٹی وچ۔ ایندی ماکوں آکھیں میں گھر کنوں زری پرے اینکوں چھوڑ تے کم تے لگیا گیا
 ہم۔ تساں ڈوہیں کجھ بیا ڈیاں تاں ڈوہیں دی رت وھاڈیاں۔“
 شمو تھر کدی کبھی گھر وڑی۔ اوندی مانے اوندیاں آکھیں وچ جھاتی پاتی تے نہ ای اوکوں اوندے متھے
 دا پکھر ڈیا۔ او خوش تھی تھی گئے جھلیدی تے شموکوں ڈیندی گئی۔ ڈوڈیہاریں بعد نانا شموکوں گھن گیا تے اوندی بھین دے
 گھر پچا ڈتس۔ شانو جڈاں کوٹھی تے کم کرن کیجے وچن لگی تاں شمو اوکوں جھبڑ گئی۔ آکھن لگی۔

”ادی۔ میکیں کلیں بلہاتے نہ ونج۔ میکیں ڈرگدے۔“

”آپڑیں گھر دے کم کون کرسی۔؟“

”میں کریاں۔ شام کوں میڈے نال ولساں تاں کچے کم کرڈیاں۔ پر میکیں کلہانہ بلہا ونج۔ اللہ واسطہ

ہئی۔“

شانو اوکوں نال گمن ونجن پے گئی۔ شمو اوندے نال ککے ککے کم کروندی۔ ایں گھرو بی بی بیجیم صاحت جمال
دکیل ہئی۔ سویرے نو وچے ناشتہ کرتے چلی وندی ہئی۔ جمال داحک بہوں وڈا شورہا۔ اور بارہاں وچے دے بعد
گھروں ویندا ہا۔ اتوار دی شام کوں کریو انھاں کوں گھسن آیا تاں جمال لان وچ بیٹھا ہا۔ اوں کریو کوں آکھیا۔

”کریو میڈا دوست تے اوندی زال بہوں وڈے ڈاکٹر گمن۔ انھاں دے علاج نال کئی بے اولاد دے اولاد
والے تھی گمن۔ میں انھاں کونں تہاڈے کیچے ٹیم گمن گھدے۔ سویرے ناشتہ کرتے میں تہا کوں انھاں کول چھوڑ ڈیاں
تے ول آپڑیں شور تے چلیا ویاں۔ شمو کوں گھدی آوا ہے تاں جو تہاڈے کچوں گھر دے کم کر باہوے۔ نساں تہا کوں
آپڑیں بی بی دے مزاج دا تاں پڑے مے کتنی کڑ دیل ہے۔“

”چنگا سسی۔“ کریو خوش تھی گیا۔ اوکوں یقین حا جو وڈے ڈاکٹر دے علاج نال اوٹھیک تھی ویسی تے اوندے
ویڑے وچ دی ہال کھینڈن۔ اگلے ڈبہہ کریو سویر نال شانو تے شمو کوں گمن تے آگیا۔ صاحت بی بی ناشتہ کرتے
گھروں باہر چلی گئی ہئی۔ اوں ہالیں دے تحفظ تے حق کیچے جلوس کنڈھن دا ہا۔ اوندہ موقف حا جو ہالیں دار پھ کرن
والیاں کوں پھاسی ڈتی ونجے۔

تے گھر وچ اوندے شانو تے شمو کوں بیٹھا تا نگدہا۔ اوآیاں تاں او شانو تے کریو کوں ڈاکٹر کول گمن ونجن
کیتے اٹھی پیا۔ شانو شمو کوں آکھیا۔ اساں صیب نال ڈاکٹر کول ویندے پے ہیں۔ اساں آسوں تاں ہیکل مریووں ول در
کھولیں۔“

ڈوہیں صیب دے نال اوندی گڈی وچ بہہ تے چلے گئے۔ شمو کوں کھے گھر وچ ڈر پیا نگدہا۔ او اتلے کرے
وچ آگنی جیہدی تاکی سڑک والے پاسے کھدی ہئی۔ او کھیں وپے تاکی کونں باہر ڈدی تے کھیں وپے کرے دی چنڈھ
وچ ونج بیہدی۔ اچا چیت در کھلیا تے جمال اندر وڑ آیا۔ اوں آپڑیں چابی نال گیٹ کھول گھدا ہا۔ شمو وپل گئی۔ نگدہا اوندہ
دل پھڑ پھڑ کریندا ہاں کوں چیر تے باہر ان ڈھاسی۔ شمو کوں جمال دیاں اکھیں وچوں او ہوشطان جھاتی پنیدا ڈیا جھوڑا
وسائے دیاں اکھیں وچ وی وسدا ہا۔ او بھج تے تاکی کول آگئی۔

جمال بولیا۔ ”شمو۔ میں نوکراں کوں نوکر نمی سمجھدا۔ اتے تیکوں تاں تاں اصلوں کائے نہ۔ توں نوکرائی نہوی
میڈے دل دی رانی ہیں۔“

”پرے پرے۔ ہتھ نہ لاویں میکیں۔ نساں ادی کوں ڈس ڈیاں۔“

الاشمو دے گل وچ پھس گیا۔

”کہیں کوں ڈسایوں تاں گا تا مڑوڑ ڈیساں میڈا۔ میڈی بھین تے بھنڑو یے داوی۔“

جمال اگوں ودھیا تاں شمنے تاکی وچوں نپ ماریا تے سڑک تے ونج ڈنھی۔ اوندے بت وچوں لہو و ہاون پے گیا تے او بہوش تھی گئی۔ مسائے کھٹے تھی گئے۔ اونهاں ول ول گھنٹی و جائی۔ درکھڑا یا پر کوئی باہر نہ نکلیا۔ ملک مسایہ بولیا۔ ایہ کھی ہئی۔ میں ایندی بھین تے بھنڑو یے کوں جمال صیب نال ویندے ڈھے۔ بنیم صبیہ تاں سویرے عدالت چلی ویندی ہے۔ آپاں اینکوں ہسپتال گھن ویندے حیس۔ ”مسائے شمو کوں ہسپتال چا گے۔ شام کوں صباحت گھرویلی تاں جمال پریشان بیٹھا۔ بولیا۔ ”میں زرا دیر پہلاں سنو رتوں ولیاں تاں مسائیاں ڈے شمو تاکی دے شیشے صاف کریندیں تے ونج ڈنھی ہئی۔ اوکوں او ہسپتال چا گئے ہن۔“

”انھاں غریب لوکاں کوں بالاں دا اتلا احساس تے عقل کائے نہیں جو پہلاں انھاں کوں اچھی طراں کم کرن سکھاؤں تے ول کوٹھیاں تے گھن آؤں۔ اتے او چوکری وی اندھی ہئی جو ایڈے پٹھے سدھے ہتھ مارے نس جو تے ونج ڈنھی ہے۔“

”اچھا چھوڑ۔ جمال آکھیا۔ توں آپڑیں جلیے جلوس دا حال سنو۔“

”کل اخباراں وچ میڈیاں تصویراں تے بیان بھنسن تاں ڈیکھ گھنائے۔“ صباحت مکی۔

”میڈی زال۔ دی گریٹ۔“ جمال ٹھکرا مارا یا۔

”تہاڈا شکریہ۔ میکوں گریٹ بڑاون پچھوں تہاڈا ای ہتھ ہے۔ میکوں باہر کم کرن دی موکل ڈے تے۔“

کچھ ڈیہاں بعد شمو ہسپتال گھرتوں گئی ہئی۔ اوندیاں ٹنگاں دیاں پٹیاں حالی کائے نہ کھلیاں ہن۔ او چپ ہئی۔ چہرہ ہنسائے اکھیں خالی خالی جیویں اوند اندر مر گیا ہووے۔ اوندے ماتے ناناوی آگے ہن۔ مارن کر کرتے اوندے مرے پیو کوں ہکلاں مارن پے گئی۔

”ہائے وے شمو دے ہوا۔ آڈیکھ آپڑیں دھی کوں۔ کیوں چھوڑ بوڑ گیوں اینکوں۔ ہائے دھاڑو۔“

نانا بولیا۔ ”چپ کر مریں۔ حال گھنن ڈے۔ اچھا تاں شانوتوں کیا ڈسندی پئی حاویں۔ تاکی چھنڈ کیندیں اینکوں سنو آگے تے تے ونج ڈنھی۔ تے ہن ڈاکدار کیا آہدے۔ کڈاں توڑیں ٹھیک تھی ویسی۔؟“

”ڈاکدار آہدے۔ شانو ولد اڈا۔ شکر کرتاں اللہ سیں دا جو ایندی جان بچ گئی ہے۔ ایہ ٹھیک تھی ویسی پر نرنہ عسی۔“

”ہیں۔ نانا وبل تے بولیا۔ شکر کہوئی گالھ دا۔؟۔ ایہ منڈی تھی گئی ہے۔ ایہ تاں کہیں جوگی نہ رو گئی۔ نہ وٹے تے نہ کئے دی۔“

کر چاں

”آئین اکبری“ ایڈی زور دی بند ہوئی کہ میریاں اپنیاں کر چاں کرے ویج ایہہ اودھر کھڑ گئیاں۔ بہت ساریاں کر چاں اڈ کے کتاباں والی الماری ویج دی جاڈ گئیاں۔ میں امرتا دا ”ہنجر“ پکپکاتے ”مدد التواریخ“ دی اک جلد تھوڑی کو باہر وار کھج کے اودھ کھنچے ہتھ مار یا۔ پورے زخمی کردیاں دھل ہوئے مٹھے دیاں گھ کر چاں میرے مٹھیں آگئیاں۔ کنبہ لال دی ”تاریخ پنجاب“ تے لٹاں کھار کے لی پئی عینک نیڑیوں مینوں اپنے دھندلے ڈیلیاں دیاں کر چاں دی لہہ گئیاں۔

میں اڈھ جہڑے چہرے نال اڈھ کھلوتا۔ نوٹھے نے احساس دوا یا کہ گردن نال ای اے تے میں چار چہرے ہر ہر دیکھن لگ گیا۔ فہرے تے مینوں اودوں آیا جدوں ”میں نے ڈھاکہ ڈہتے دیکھا“ دے پانے ہوئے پٹھے وچوں باہر لکے اک اڈھ نکلے تے دھوا کھسے جے پٹھے نے نفرت نال بنگالی ویج کھہ کہیا اتے کر چاں دی مٹھ میرے دل دگاہ ماری۔ ایہہ بے نال ہی میرا اندھرا تاوی پور یا گیا۔

مینوں لگدا اے اوس بنگالی نے کوئی کالمہ کڈھی ہوئی اے۔۔۔ یا ہوسکدا اے کوئی طعنہ مار یا ہووے۔ فیر کرے دیاں نکلے کتاباں اٹھو واری مسن لگ چیاں تے میرے اندر لے مٹھے میں خوف اٹے متھانک دتا۔ مینوں باقی بچے پٹھے دا احساس اوس کرے چوں باہر لے آیا، حالانکہ میں ”تحقیقات چشتی“ ”نور گھیس پھزن لگا ساں پر“ ”فتوش“ دے لاہور نمبر دی دوجی جلد ڈٹی تے مینوں لگا میں ایہہ بے تحفے آجاواں گا۔

میں دوڑ کے ڈرائنگ روم ویج آیا تے صوفے تے ڈگ پیا۔ ایہہ بے نال ای میری حالت خراب ہوگئی۔۔۔ میں حشر کھن لگ پیا۔ گھر دے مینوں دیکھی جا رہے سن تے میں ایہہ کھی جا رہیا ساں ”میرے تے کھیل دے دیو میرے اندر بچ والے پاسے دیاں باریاں مٹھ رہیاں نیں۔“

--(2)--

”۔۔۔ اچھا۔۔۔ تے تیرا مطلب اے تاریخ دان جو ٹھہ بولدے نیں۔۔۔“ مسٹو نے اپنے دتلوں بٹا کڈھیا
 ”پتا نہیں۔۔۔“ میں دھرتی دن دیکھی جا رہیاں ساں
 ”پتا نہیں؟۔۔۔ اپنی دیرتوں میں ایہو تے تیری بکواس سنی جا رہی آں“
 اوہنے چاہ دا کپ میرے دل دھایا تے میں کپ اندر کھنڈ کھورن دی آہر بد لے جن والی مٹھیں گھیری نال اکھ دا گھیرا بلان دی کوشش کرن لگ پیا، جو میں اپنی گرم چاہ اکھاں راہیں ہی پینی ہووے۔
 ”نہن تھیسر دا کیہ بنے گا؟“

”پتا نہیں۔۔۔ شاید نہ لکھ ساں۔“

”یار بھجن دی کوشش کر۔۔۔ تیرا کیرئیر داتے لگا اے۔“

میں جواب دیج چاہ دی، تے غموٹی نے ساڈے وچالے کھول دی ہوئی غلا دی لمی ساری شرکی بھری۔۔۔ فیر ایسے غاموٹی وچ تن سرکیاں ہور لنگھ کھیاں۔

”کوئی۔۔۔ پروگرام؟“ اوہنے شرکی بھردیاں ڈیلے اتانہ نوں چکے تے رنگاں دا مطلب بدل گیا۔

”میں اک داری نظامی صاحب نوں ملناں چاہتاں“

”مطلب کہ توں واپس ڈتن پورے جاگیں گا؟۔۔۔۔“

”ہاں میں اک داری اوہنوں ملنا چاہتاں جہنے مینوں تاریخ دا چسکا لایا سی۔“

”یار! تیرا مسئلہ کیا ہے؟“

”تینوں پتا اے بکری تاریخ نوں بھری وچ کوں بدلی دا اے؟“

”نہیں“

”فیر توں میرا مسئلہ نہیں سمجھ سکدی۔“

”چل فیر میں دی تیرے نال چلاں گی“

”کیوں؟۔۔۔۔ اتوں تن گھنے دی ڈرائیو اے“ میں تھوڑا مرد جھپا ہوا۔

”چنگا اے۔۔۔۔ دیہاڑی جیخ نوآ داں گے۔ دارو داری گڈی چلانے رہواں گے تے آؤنگ دی ہو جائے

گی۔۔۔“

”صاحب! دو سو پچھر روپے۔“

اسیں دوہاں نے اتو داری نظر گھما کے دیکھا، ہر تے بیرا کھڑا سی، جو اپنی بول چال پاروں بلوچ لگ رہیا

سی۔ اوہنوں وکھ کے مینوں اک داری فیر دھوا کھے بنے والا بنگالی یاد آ گیا۔ مینوں لگا بھان دے بھار پاروں ایہدے لکے

کھیسے وچ دی میریاں گجھ کر چاں موجود نہیں۔ سیفون تے میں اتو یوئورشی دے پڑھیاں آں۔ اوہ لٹریچر دی شوڈنٹ اے

تے میں تاریخ دا قیدی۔ اوہ اصل ناں دسن نالوں ایہدے سا بوبہتا ضروری اے کہ جان دیاں ہونیاں دی کہ سیفون دی تاریخ کیہ

اے اوہ میرے سیفون کہن تے ہمیشہ خوش ہوندی تے کہندی

”ناں کیہ ہوندا اے؟۔۔۔۔ کجھ اکھراں دی مُٹھ جو ہڈیاں دی کے مُٹھ نال نہ وٹی جاندی اے۔“

بلوچ بیرے نے ہل کنوا کے باقی پیسے لیا موڑے۔ میں اوہنوں بپ دی دتی پر اوہ میریاں کر چاں موڑے بغیر

لکے ہوئے کھیسے سمیت واپس چلا گیا۔

۔۔۔3۔۔

بچھلے دیہہ منٹ توں میں تے سیفون، نظامی صاحب دے دفتر بیٹھے ساں۔ انگریز دور دی وڈی ساری میز جہدے

اک کونے تے لکڑی دی ٹکونی ’ڈیسک نیم پلیٹ‘ تے لکھیا ہو یا سی ”مولانا مفتی منظور الحسن نظامی الازہری“۔ اک پاسے تعارفی

تختی لگی سی جہدے تے اوہناں دیاں تاریخ تے تیرھاں کتاباں دے ناں دی لکھے ہوئے سن۔ میز دی تختی بائیں ’سبب حسن‘

دیاں دو کتاباں اُتے ”بیچ نامہ“ رکھ کے نیل لیپ نوں اچا کھینچا گیا سی۔ بچھلی الماری وچ تقسیم توں پہلے دے تاریخ طبری،

تاریخ ابن خلدون اتے تاریخ ابن کثیر دے سیٹ نئی وزھیاں توں ایسے سرھاں ترتیب وار رکھے ہوئے سن۔ نچے پاسے دی

بایں تے ’غلام احمد پرویز‘ تے ’علی عباس جلاپوری‘ دیاں گجھ کتاباں پھیاں سن، ایسے ڈھیر تے دو کتاباں دے پٹھے پرلے

پاسے سن، اتے سبھ توں اُتے اذکار مستونہ دا کوئی رسالہ سی۔ اک کھلی کتاب نظامی صاحب نے ہتھ پٹھ کھول کے نمودی

ماری ہوئی سی۔ اپنی دوروں نائل تے لکھیا صرف لفظ "کافر" نظر آ رہی سی۔

وچکاروں اج دی اخبار چنگ کے بسکٹ دی پلیٹ رکھی گئی سی، میرے تے سٹو اگے چاہہ واکپ تے نکالی صاحب اگے کچھ وڈا مگا پیا سی۔ رکی جی گل بات توں بعد میں گل دا خاص طو بنایا تے کہیا "ٹسٹیس مینوں تاریخ دی چینک لادتی۔۔۔۔ میں اوس لیے تے فردا رہیا جتھے تاریخ واپردی نہیں سکوں اکا لکھی جاندی اے۔۔۔۔۔ ٹسٹیس میرے سمیت کئی پڑھیار گرا ہے پاوتے۔"

نکالی صاحب نوں میرے سوال تے اپنی حیرت نہیں سی ہوئی جتنی میری تابعداری دے ریکارڈ نوں گفن لکدا وکچہ کے ہو رہی سی۔ اوہناں جناح کیپ لاء کے اک پاسے دھری تے مسکرا دندیاں ہو یاں کہن لگے، "توں کدی جنگل نوں اک گلی دیکھی اے؟"

"نہیں" میں انکار وچ برہلایا۔

"غیر تینوں ایہہ دی نہیں پتا ہونا کہ ایہہ اک بُھدی کجج اے۔" میں کچھ نہیں بولیاتے نکالی صاحب سمجھ گئے کہ ایس چپ دامطلب نہ اے۔۔۔۔ اوہناں گل جاری رکھی۔

"۔۔۔۔۔ جدوں جنگل وچ گلی اک دتوں باہر ہو جاندی اے تے اوہنوں بُھمان دا اک طریقہ ایہہ دی ہوندا اے کہ اک بُھمان والا عملہ دودھ رہے گھیرے دے مطابق جتھے اک اچے اپڑتی ہے، اوہتے پہلے ہی اک لادیندا اے، اتے ایس توں پہلے کہ اک اوتھوں تا میں پہنچ اپنی لائی ہوئی اک بُھما دی وتی جاندی اے، ایس طرح اک نوں رستہ نہیں مندا۔"

پسینہ میری کپٹی توں نر پیا تے میں ہچکچا، "ایس گل دا تاریخ نال کیہ تعلق؟"

نکالی صاحب فیر مسکرائے تے کہن لگے میری ریٹائرمنٹ وچ تھوڑا ہڑوہ کیا اے، تے میرا کریکٹروی اچے تا میں صاف اے۔"

"پر میں تہاڈی اک بُھمان والی دلیل نہیں مندا۔"

نکالی صاحب میرے نیزے ہو گئے تے میری اکھ جاکھ پاندیاں بولے "دلیل تے میں وتی ای نہیں میں تے تینوں خبر دے رہیاں کہ اک بُھمہ گئی اے پر جیہڑی اک، اک بُھمان واسطے لائی سی اوہ نہن بُھمن وچ نہیں آ رہی۔"

"اک لان والے وی ٹسٹیس تے بُھمان والے وی ٹسٹیس آپ۔۔۔۔ میں تے اپنیاں سڑدیاں لگراں وکچہ رہیاں۔۔۔۔۔ بس"

میں اُٹھ کھلوتا تے باہر جان لئی دروازے ول مڑیا کہ نکالی صاحب نے اواز ماری۔

"چلا ایس؟"

میں سر ہلا کے ہاں دا اشارہ کیتا۔

"ٹھیک اے۔۔۔۔۔ چلا جا۔۔۔۔۔ پر ایہہ یاد رکھیں ایتھوں تا میں دی تینوں اوہو تاریخ دا علم ہی لے کے آیا اے جو توں ایہناں ناقص کتاباں تے میرے ورگے استادوں کوں سکھایا اے۔"

جے سٹو میرا ہتھ نہ پھڑدی تے میں کرجی کرجی ہو کے فرش تے کھل جاتا سی۔

غسان کشفانی (فلسطین)

انگریزی توں ترجمہ: ملک مہر علی

اُداس سنگتیاں دی جوہ

میرے ہانہ نوں کوئی دھرو نہ پئی جدوں عکا جان لئی یا فاجہ پئی، ایہہ انج ای سی جویں چھٹیاں مزارن لئی اک شہرتوں دوہے شہر جانا۔ کئی دناں تک کوئی اوکڑ نہ آئی۔ میں خوش ساں اس لئی جوں اس وجوں مینوں سکول جان توں واہوا دلھ مل گئی۔۔۔۔۔ اسرائیلی فوجیاں ولوں عکا تے حملہ کرن مگروں چیزاں ہو روئیں جا پین لگ پچیاں۔ ادوہ رات تیرے، میرے تے بھاری ہائی۔ سوانیاں دعا منگدیاں، مرد چپ تے ڈرے ہوئے۔ جو واپر ری سی، تینوں، مینوں تے اپنے ہانی سارے بالاں نوں اوہندی کوئی سمجھ نہیں سی۔۔۔۔۔ پر اوہ رات اسان کہانی دیاں تنداں جوڑنیاں شروع کر جھڈیاں۔ لعن طعن کرتے ڈر دھمکا کے جدوں اسرائیلی فوجی ٹر گئے اودوں اک وڈی گڈی ساڈے گھراگوں آرکی جہدے وچ ایہدروں اودھروں چیزاں جہاں وچ بوقتیاں بنجیاں تے کبل بن سٹے شروع کردتے۔ میں پرانے گھردی کدھ نوں کندھے کھلاساں جدوں میں دیکھیا تیری ماں گڈی ول دودھ ری سی، پھر تیری خالہ تے دوہے سارے نکے تھی۔ تیرے پوتیوں پک، فرخچراتے سنیا تے اوہے وانگ مینوں سرتے چا گڈی وچ پئے نرنگ اتے چا دگایا۔ اوتے تیرا بھرا ریاض بیٹھا سی، چپ۔۔۔۔۔ میرے تک کے بہن توں پہلاں ای گڈی چل پئی، ول کھاندی لی سڑک جھڑی راں الناقورہاں دی جاہ ول جاندی پئی ہائی توں عکا بہن ہوئی ہوئی نظروں ڈر یڈا ہوندا گیا۔۔۔۔۔

تھوڑے بہت بدل بن، سیت (ہوا) نال مینوں پالاکن لگ پیار ریاض بے لکری نال کبے اُتے فرخچر نوں ڈھولا، لٹاں اُتاناہہ کر بیٹھا اسان ول گھوری جا رہیا سی۔ میں اپنے گوڈیاں نوں بانہواں دے کھادے وچ لے اپنی ٹھوڈی لٹاں وچکار رکھ چپ بیٹھا ساں۔۔۔۔۔ سارے راہ سنگتیاں دے بوٹیاں دیاں تھنکیاں سن۔ ڈرتے پریشانی ہر اک نوں اپنی بکل اچ لیا ہو یا سی۔۔۔۔۔ گڈی چلی مٹی تے اوکھ نال چڑھ رہی سی۔ کچھ فاصلے توں اسان بندوقاں دے چلن دیاں آوازاں سنیاں جویں اوسانوں اللہ بلی آکھریاں ہوں۔ جدوں راں الناقورہ نظر آیا گڈی رک گئی۔۔۔۔۔ سوانیاں سامان وچوں تھلے تھلیاں تے سنگتیاں دی اک نوکری اگوں رکھ پیراں بھار بیٹھے وای وان کول کھلیاں۔۔۔۔۔ اوہناں سنگترے لے، اسان اوہناں نوں وین کردیاں سنیا۔ اوس ویلے مینوں پک ہو یا جوں سنگترے کوئی اٹلی جنس اے۔۔۔۔۔ تے ایہ سوہنے وڈے سنگترے کوئی شے اے جھڑی سانوں دلوں پیاری اے۔ سوانیاں سنگترے مل لے واپس گڈی ول پریتاں تے اودوں تیرا پوڈا نیور دے نال آلی سیٹ توں اٹھاتے جے دی آکڑ بہن اک سنگترہ لے اوہنوں چپ چپے دیندیاں نماں بال وانگر ڈھاکیں مار کے روون لگ پیا۔

راں الناقورہ وچ ساڈی کار دوسیاں کاراں وچکار رگ گئی۔ مرد اپنیاں بندوقاں پولیس افسراں نوں دیون لگ پئے جھڑے ایسے کم لئی اوتھے سن۔ جدوں ساڈی واری آئی اودوں میر دتی بندوقاں تے خود کار مشیناں نال بھر گیا سی، تے میں دیکھیا کاراں دی اک لی قطار سنگتیاں آلی جوہ نوں جھڈ لبناں وچ وڑدی پئی اے۔۔۔۔۔ میں اُچی تے زور نال رونا شروع کردتا۔۔۔۔۔ تیری ماں ابجے نیک چپ چپے سنگتیاں ول دیکھی جا رہی سی۔۔۔۔۔ تیرے پوڈیاں اکھاں وچ پچھاں اسرائیلیاں لئی جھڈ آئے سنگتیاں تے بولے دس رہے سن۔۔۔۔۔ ادوہ سارے سنگتیاں دے بولے جھڑے اوس لائے، اک اک کر اوہدے کھ تے بھار رہے سن۔ جدوں اوہدی ملٹی پولیس دے وڈے افسر نال ہوئی اودوں اوہ اپنیاں اکھاں وچ بھرے بنجوز روک سکيا۔

دی چاہی داسی۔ کیہ تیرے ہوا دھار قم پھڑی سی؟ کیہ اوہنے سانوں دے بنا، اپنے نال لیاندی کوئی ہوشے ویج دتی سی؟ میں نہیں آکھ سکدا۔۔۔۔۔ پر مینوں ابے تاہیں جیتا اے جوں اسیں صیدا توں تھوڑا دور یڈے ٹر گئے تے او تھے، تیرا ہواک اُچی پہاڑی تے بہہ چلی وار مسکایا۔۔۔۔۔ اوہ فاتح فوجاں نال بچھاں ہن لئی مئی دی پندرہ نوں اڈیک رہیاسی۔

مئی دی پندرہ ڈھیر اوکھیاں تے اوکڑاں مگروں آئی۔ ٹھیک بارہو جے، اوس ویلے تاہیں مینوں تے نوں اپنے ہیرا دھکورا دتے آس نال بھری واج ویج کج کے آکھن لگا: اُٹھ، عرب فوج فلسطین ویج ورڈی دیکھ۔ میں اُبھڑا ہے جا گیا تے اسیں ننگے چیریں اوہی راتیں پہاڑیاں دے نال نال اوس سڑک تے اپڑن تاہیں بھجے گئے جھیر دی پنڈتوں پواراک کلومیٹر دور سی۔ اسیں نکلے دڑے، ساہ لے بنا، کملیاں وانگ بھجے گئے۔ اسان کجھ قاصطے توں راس الناقورہ ول جانداں کاراں دیاں جتیاں دا چائن ویکھیا۔ جدوں اسیں وڈی سڑک تے اپڑے، سانوں کجھ ٹھنڈ محسوس ہوئی پر تیرے ہودی ہلاشیری سانوں ہر شے بھلا جھڈی۔ اوس نکلے بال وانگوں کاراں پچھے بھجنا شروع کر دتاسی۔۔۔۔۔ اوہ اوہناں نوں ہتھ بلاسلام کر دا۔۔۔۔۔ اوہ ٹھڈی واج ویج زور زور نال بولدا۔۔۔۔۔ اوہندا ساہ اکھڑن لگ پیا پر اوہ مڑی کاراں پچھے نکلے بال وانگوں بھجدا رہیا۔ اسیں اوہندے نال نال اُسے وانگوں چیرکاں مار دے بھجے رہے۔۔۔۔۔ تے سلامن جوگ سپاہی اک تھاں تک کھلوتے چپ چاپ سانوں اپنے نوپاں پیٹھوں دیکھدے رہے۔ سانوں ساریاں نوں ساہ چڑھیا ہونیا سی۔ تیرا ہوا بھادیں، بچا، ساہ مال داسی مڑی بھجدا رہیاسی۔ اوہ سپاہیاں ول سگرت سٹ رہیاسی۔ اوہ بھجدا رہیا تے اسیں بکریاں دے نکلے جے اجڑ وانگوں اوہندے پچھے پچھے رہے۔

اجن چیت کاراں دا قافلہ ٹک گیا تے اسیں تھکے تے گھر کدے گھر پر تے۔ تیرے ہو چپ وٹ لئی سی۔ جدوں لنگھدی کاروے چائن نال اوہدا کھد سیاتے اوہندیاں گھٹیاں پنجواں نال پوریاں بھریاں ہونیاں سن۔

اُس دن مگروں حیاتی مٹھی گزرن لگ پئی۔۔۔۔۔ اعلاناں راہیں ساڈے نال دھوکھا ہو گیا۔۔۔۔۔ کوڑے سج سانوں بے سرتا کر چھڈیا۔۔۔۔۔ ترٹھ ساڈے کھاں نوں گھیرا گھٹنا شروع کر دتا، تیرے ہو کولوں فلسطین یاں سنگتیاں دیاں جھٹکیاں ویج گزے سکھ دے دتاں یاں اوہندے گھراں بارے گل ای نہ ہودے۔۔۔۔۔ اسیں اوہندے دکھاں دیاں کندھاں ساں تے اسیں اوہ کڑے ساں جھیرے دھگی سانجھیرے کاوڑ نال آکھی اوہندی ایس گل دا مطلب سوکھ نال سمجھ جاندا۔

”پہاڑاں تے دفعہ ہو جاؤ تے دوپہر توں پہلاں بچھاں نہ پرتا۔“

اسیں جان دے ساں اوہنے ایہ سانوں ناشتہ ممکن توں ڈکن لئی کیتا سی۔

حالات وگڑنے شروع ہو گئے۔ کوئی عام جہی گل دی تیرے ہونوں طعنے چڑھان لئی کافی سی۔ مینوں یاد اے جدوں ساڈے وچوں کے اک نے کجھ آکھیا تے اوہ اس طراں اُچھلیا جوین اوہنوں بجلی دا کڑنٹ لگ گیا ہووے پھر اوس ساڈے دل جھاتی ماری۔ اک بھیرے وچار اوہندے دماغ تے سٹ ماری۔ اوہ انج اٹھیا جویں اپنے روگ دا اُپا ڈھوڑ رہیا ہووے۔ اوہندی اتھی توں لگے جوں اوس اپنے روگ نوں مکان دا پکا کھل کر لیا اے۔۔۔۔۔ کسے وڈی مصیبت ویج بین توں پہلاں والی دہشت اوہندی سمجھ توں محسوس ہوندی۔۔۔۔۔ اوہ بے سدھیاں مارن لگ پیا۔ اوہ بھولیاں لہندا انج جا پے جیوں اوہ شے دیکھ رہیا اے جھڑی اسیں نہیں ساں دیکھ سکدے۔ پھر اوس اک صندوق ول چھال ماری جھیرا اسیں عکا توں نال لیائے ساں۔ اوس اوہندے ویج پیاں چیزاں ترٹھنے تے جھلیاں وانگ کھلا رنیاں شروع کر دتیاں۔ اوسے جھٹ، تیری ماں، ماسا والا جذبہ لے اکاں ودھی، اوس اوہندے دماغ ویج دا پردی نوں جان دیاں ہوئیاں، سانوں گھروں باہر دھکنا شروع کیتے سانوں پہاڑوں نال جان دا آکھیا۔ اوہدی مرضی خلاف، اسیں کھڑکی نال جھیر گئے تے اپنے نکلے کن اوہندی لکڑ نال چھوڑ لے۔ اسان ڈریاں ہونیاں تیرے ہونوں ایہ کہندیاں سنیا:

”میں اوہناں نوں تے اپنے آپ نوں مار چھڈاں گا۔۔۔۔۔ میں لہسوں ختم کرنا چاہتا۔۔۔۔۔ میں کرنا چاہتا۔۔۔۔۔ میں

پاہتا۔۔۔۔

اساں طاقاں دیاں جھٹیاں وچوں لُک کے دیکھنا شروع کیتا، اساں تیرے بیٹوں بھوئیں تے ڈگا اوکھے ساہ لیندیاں تے دند پھردیاں دیکھیا۔ تیری ماں تھوڑا دور کھلی اوہنوں دیکھدی پئی سی۔ اوہندے کھتے دہشت دالپ سی۔

پہلاں تے اوہنے واپردی پئی دی مینوں بکھ نہ لگی۔ مینوں چیتا اے جوں جدوں میں اوہندے (تیرے بچے) پائے نال پیا ک کالا پستول دیکھیا مینوں اوہنوں سن، جتنا تیز میں نس سکد اساں، دی بھگی جویں میں اچن چیت متھے لگن آ لے بھوت توں بچ رہیا ہواں۔ میں گھرتوں بچدا، پہاڑ ول نس گیا۔۔۔۔۔ جیویں جیویں میں گھرتوں دور ہوندا گیا مینوں لگا میں اوں اوں اپنے بچپن توں دور سندا جا رہیا ساں۔ مینوں ایہہ پک ہونا شروع ہویا جوں ساڈی حیاتی بن انج دی نہیں رہی۔ معاملات ایڈے سادے نہیں جویں لگدے میں تے حیاتی آپ دی انج دی شے نہیں جھدی تیس خوشی نال سک رکھو۔ گل بن اوں کنارے تا میں اپڑ گئی سی جوں اوہ اپنے آپ اوہناں توں وار جھڈے کیوں جوں ایہہ اک شے پئی سی جیڑی اک بچہ بالاں نوں دان کر سکد اسی۔ اس لئے بن تے اگا نہ توں، مانوں چاہی دی سی جوں دھیان نال بھر چکے، بھلے مانس بچے، بچہ جدوں اپنیاں اوکڑاں دی گل کرے تے چپ رہیے، بھادین جتنے دی ہلکے ہوئے روئی نہ مٹکے۔ اسیں ادوں سر ہلا مس کے تابعداری دکھایے جدوں اوہ زور نال لکڑ کے آکھے:

”پہاڑ ول نہ جاؤ تے دوپہرتوں پہلاں بچھاں نہ پرتا۔“

نماشوں دے جدوں میرا گھراں تے کھڑیا، تیرا بچہ اوہنے ای تاپ نال بھڑک رہیا سی۔ تیری ماں کول بیٹھی سی۔ ساڈیاں لھاں میرے ویچ ملی دیاں اکھاں وانگ چمک رہیاں سن۔ ساڈے لب انجے جڑے سن جیویں کدے کھلے ای نہ ہون، جیویں کے بانے پھٹ دانسان۔

اسیں اوہنے ارڈی ہوئے پنے ساں، بال پنے نوں کھوا، سگتریاں آلی جوہ توں دور۔۔۔۔۔ سانوں اک بڑھے واسی دان سیا جوں سگتریاں دے اوہ بونے سڑنک جانے میں جہاں نوں پرایا ہتھ پانی دیوے۔ تیرا بچہ اچے بیمار سی، ننھی توں تھلے ڈگ پیا، تیری ماں اکھاں وچوں دکھ دے بنجو کیردی پئی سی، جہاں اوں دن توں کچھے عاں داسا تھ نہیں جھڈیا۔

میں دھکاریاں ہونیاں وانگ لُک کے گھر ویچ وڑیا۔۔۔۔۔ جدوں میں تیرے بیٹوں بڑی روہ نال کسہدیاں لکھیا۔۔۔۔۔ میں اُسے دے ویچے تھلویں یز تے سگتریاں دے یزے پیا کالا پستول دیکھیا۔۔۔۔۔ سگترے نئے تے سکے بچے سن۔

ریل گڈی دابلوا

اوہ بل میا سی۔

”سرسام دی پہلی نشانی۔“ ڈاکٹر اس نے دیا۔ تے ایہی لفظ دفتر دے اوہدے ساتھیاں نے دہرائے، جیہڑے ٹولیاں بنا کے اوہدی خیر سرت پچھن گئے سن۔

اوس دے سارے ساتھی ڈاکٹر اس دلوں دیاں جارہیاں وکھو کھ تیاریاں دے سائنسی ناواں دا اعلان کر کے اک خاص طرحاں دا آئند محسوس کر رہے سن:

۔ پاگل پن،۔ دماغی جھلی دی سوج،۔ سرسام ...!

اوہ ہسپتالوں ہوا آئے سن۔ سردیاں دی سوہری۔ نترے ہوئے نیلے آسمان تھلے کھڑے، اوس دے سارے ساتھی، جو بظاہر دردی تے دکھی ہون دا دکھاوا کر رہے سن، اصل وچ اندروں بڑے خوش سن۔

”مر جائے گا؟ پاگل ہو جائے گا؟“

”کیہ پتا۔“

”مر جائے گا، اجیہا نہیں لگدا۔“

”تے کیہ بول رہیا اے؟ کیہ بڑبڑا رہیا اے؟“

”اوہی، اکوای بے ٹکی گل۔ ریل گڈی دابلوا۔“

”وچارا بیلوکا!“

تے کوئی وی اوس دی ایس حالت نوں نہیں سی سمجھدا پیا، جس وچ اوہ وچارا سالاں توں گھٹ گھٹ کے جی رہیا سی۔ اوس دیاں ساریاں حرکتاں پاگل پن دا پچھن محسوس ہو رہیاں سن۔ اوس دا معاملہ سدھاتے قدرتی سی، بشرط کہ کوئی اوس دے من دی حالت نوں سمجھ سکدا۔

اصلیت ایہہ اے کہ بیلوکا نے کل شام نوں ہی اپنے افسردہ ڈٹ کے تابری کیتی سی۔ غصے وچ اوس نے اپنے افسر دی پھنکارا تے کرڑا پرتاوا دیندے ہوئے جوہی اوس ول زور دا جھپٹا مار یا ہووے۔ بت دے شانت، نرم تے تابعدار بیلوکا دا ایہہ غیر معمولی درتارا سمجھناں دی کلپنا توں پرے سی۔ ایس لئی ساریاں نوں لگ رہیا سی کہ شاید اوہ سچ پچ پاگل ہو گیا اے۔

”مست ملنگ۔“ اک ساتھی نے اوس دا ناں رکھیا ہو یا سی۔ مست ملنگ وچارا بیلوکا، بنا کے ول دھیان کیجے اپنے اکیوس بھرے، مطلب حساب داری دے کم وچ زچھیا رہندا سی۔ ہمیشہ اکوہی کم، اکا ہرے ہرے کھاتے چاڑھنا، ملازماں دے کھاتیاں تے دفتر دے لین دین دے آنکڑیاں دی جانکاری رکھنا۔ تے ہی کھاتا، کتاباں، فائلوں وغیرہ وچ گھریاں رہنا۔ اوہ چلدی پھر دی الماری بن گیا سی۔ تے کھو تے وانگوں کم کردا۔ نت دیہاڑی اکوہی کم اوس پشودانگوں جیہدیاں اکھاں

اُتے کھوپے چڑھے ہوں۔

خیر، اجیہا سالان توں وچارے بیلوکا دے نال اوس دفتر وچ ہو رہیا اے۔ اوس نوں ہی سمجھیں ودھ کم کرنا چنیدا۔ کسے نوں اوس اُتے ترس نہ آؤندا۔ سکے اوس دے بھر دے دفتر دا سارا کم چھڈ جاندا۔ تے بیلوکا دی سمجھ کجھ جردے ہوئے سالان توں اک سرڑی بندے وانگوں اوتے کم کر رہیا اے۔ بن تاں اودہ عادی ہو گیا اے۔ اودہ ایس نوں اپنی قسمت سمجھ کے سمجھ کجھ مجمل رہیا اے۔

جج آکھے تاں سمجھ نہیں آؤندا کہ اوس دی نابری دا سبب دماغی روگ اے یاں کجھ ہور۔

ایس توں پہلاں والی شام اودہ واقعی دا بے کھان دا تھداری۔ اودہ افسر کول پورا موٹھہ سی کہ اودہ بیلوکا نوں جھاڑے چھبے۔ سویر توں ہی بیلوکا دا سبھا کجھ جیب جیہا سی۔ اپنے سالان وچ پکلی وار اودہ دفتر دیر نال آیا۔ کوئی اودے کو گھنٹے دی دیری نال۔

اوس دے چہرے اُتے نابری دی جھلک صاف نظر آرہی سی۔ آج لگ رہیا سی جویں اوس دیاں اکھاں اُتے چڑھے کھوپے لٹھ گئے ہوں تے اودہ اپنے آل دوا لے نوں دکھن تے بھن لگ چکا ہودے۔ تے آج اوس دے کناں اگے پہنچ آگئے ہوں کسے دی طرحاں دے غیر ضروری حکم نوں ان سنیا کر دین لئی۔

آج سویر توں ہی اودہ بڑا مطمئن سی۔ اودہی بے پرواہی لگی تے سمجھت بھری سی۔ سارا دن دفتر وچ اوس ماساوی کم نہ کیتا۔

شام نوں افسر اوس دے کمرے وچ دن بھر دا لیکھا جو کھالین اچڑیا۔

”اجیہا کیویں؟ آج تئیں سارا دن کجھ وی نہیں کیتا؟“ افسر نے کہیا۔

بیلوکا نے بدتمیزی نال ہمدے ہوئے اوس ول دیکھیا تے مٹھاں نال کوئی سیمٹر کیتی۔

”مطلب کیہ اے، تیری سیمٹر دا؟“ افسر اوس دے موڈھے اُتے تھہر رکھ کے اوس نوں بلوندے ہوئے

بولیا، ”اوائے بیلوکا!“

”کجھ نہیں۔“ غیر بیلوکا نے بدتمیزی نال مسکراؤندے ہوئے بھولے بھا آکھیا، ”ریل گنڈی جناب۔“

”ریل گنڈی؟ کیہ ریل گنڈی؟“

”ریل گنڈی دا بلاوا۔“

”کیہ ادا تو اچک رہیا ایس؟“

”کل راتیں ریل گنڈی نے مینوں پکاریا۔ میں سینی سی اے۔“

”ریل گنڈی؟“

”جی جناب، ریل گنڈی۔ تے پتا ہے مینوں کتھے لے گئی؟ سائبیریا دے بیابان ... تے کاکو دے جنگلاں وچ ...

ایہہ سبھا ک پل وچ ہو گیا، جناب۔“

دفتر دے سارے کمرے افسر نوں چمکدیاں دیکھ کے اوس کمرے وچ آگئے۔ سارے بیلوکا دیاں گھاں سن کے زور زور نال مسن گئے۔

اوس شام افسر دا سبھا وگڑ گیا تے اوس نے ہمیشہ وانگوں بیلوکا نوں کھریاں کھونیاں ستھمڈیاں۔

پر آج بیلوکا نے موڑ داں جواب دتا۔ اوس نوں کسے دا کوئی ڈر بھو نہیں سی۔ اوس نے اُچی اُچی ریل گنڈی والی گل

دہرائی۔ اوس نے اجیہا ایس لئی کیتا کہ شاید اوس نے ریل گنڈی دی آواز سنی جو اوس نوں آکھ رہی سی، بس مین ہور نہیں۔ تے

پھر اوس دے سارے ساتھی دھکوزدیں چنگ کے اوس نوں پاگل خانے لے گئے۔ ہسپتال وچ دی اوہ لگا تا اوسے ریل گڈی دی گل کر رہی اے۔ اجاڑ، انھیریاں راتاں وچ دُوروں آؤن والی دُکھی، دلدہ رہی تے اُداں سیٹی و جاؤن دی نقل کر رہی اے۔ تے فیرا چن چیت آکھن لگا:

”حضرات، گڈی چل پئی جے، گڈی رُ پئی اے۔ کسے چلی اے؟ کدھر رُ پئی اے؟“

تے پھیر ساریاں دل اُداں، جمرزیاں نال بھریاں، پکاں توں دا بھیاں اکھاں نال کسے بچے وانگوں دیکھدے ہوئے بکواہ کر رہی اے۔ سدا مشین دی طرحاں کم کرن والے تے آکڑیاں، لیکھے جوکھے، حساب کتاب وچ کجے رہن والے بیلوکا دے موہوں ان ہونیاں، خیالی، تے اچر جگھاں نکل رہیاں سن۔ جیون نوں بدرنگ جانن والا بیلوکا آج نکل سگن نوں چھوہندے برف پوش پہاڑاں تے چکڑ نال لہزیاں گول دُم والیاں بہت وڈیاں سندری مچھیاں دی گل کر رہی اے۔ بے شمار ان سنیاں، خیالی گھاں۔

جیسوے لوک مینوں اوس دے پاگل خانے وچ داخل ہون دی خبر دین آئے، مینوں کے طرحاں دے اچھنبے وچ نہ دیکھ کے حیران رہ گئے۔

میں سکون نال اوہناں دیاں گھاں سنیاں۔

میری چُپ درو پئی سی۔ فیرو دی تھکدے ہوئے میں آکھیا:

”بیلوکا پاگل نہیں۔ تسیں یقین کرو کہ اوہ پاگل نہیں اے۔ اوس نال ضرور کوئی انہونی ہوئی اے، جیہوں تسیں نہیں سمجھ سکدے، کیوں جے کوئی دی اوس دی بن تیک دے جیون بارے نہیں جاندا۔ اوس دا ایہہ دور تارا بڑا ہی فطری اے۔ مینوں بھروسا اے کہ اک وار اوس نال ملنی تے گل کرن مگروں میں تہانوں کجھ سمجھا سکوں گا۔“

ہسپتال دے اوس کمرے وچ، جتھے بیلوکا داخل سی، اوتھوں تا میں اپڑ دیاں من ہی من وچ میں سوچ رہی اساں: کیوں کوئی بیلوکا وانگوں جی سکدا اے؟ کسے نوں جیکر اوس وانگوں جیوتا پئے تاں ایہدی کلپنا ہی اوکھی تے ناممکن لگدی اے۔ ایہہ ٹھیک اے کہ جیون وچ آئیاں ان متھیاں اڑ چٹاں جیون دا پندہ کھوٹا کر دیندیاں نیں۔ رستے دا اک عام کنڈاوی غیر معمولی اثر دکھا جاندا اے۔ پر منکھ نوں ایس صورتحال وچوں نکل کے اگے دھننا چاہیدا اے تے اک نویں شروعات کرنی چاہیدی اے۔ کدے کدے صرف پوچھل دی جھنگ دی سانوں راگھشس دی موجودگی احساس دوا جاندا اے۔ تے اصلوں اوہ ساڈے اندر دارا گھشس ہوندا اے۔ فیر جددوں گوہ نال اوس پوچھل نوں دیکھئے تاں اوہ صرف اک عام پوچھل ہوندا اے تے اوس وچ کوئی دی ڈروالی گل نہیں ہوندا۔

میں کدے کسے نوں بیلوکا وانگوں چُپا نہیں دیکھیا سی۔ میں اوس دا گوانڈھی ساں تے صرف میں ہی نہیں، ہور سارے کرائے دار وی ایہی سوچدے سن کہ کوئی دی بندہ بیلوکا وانگوں کیوں جی سکدا اے؟

اوس دے پر یوار وچ تن جی انھے سن، اوس دی سوانی، کس تے کس دی بھین۔ اوس دی سوانی دی ماں تے ماسی نوں موتیا بند داروگ سی تے اوس دی گھروالی پوری انھی سی۔

تنوہی چاہندیاں سن کہ اوہتاں دی سانجھ سنبھال ہووے۔ سویر توں شام تا میں اوہ کوکدیاں رہندیاں تے کوئی دی اوہتاں دی ساریک نہ لین آؤندا، کیوں جو بن کسے نوں اوہتاں دی لوڑ نہیں سی۔ اوہتاں تاں توں علاوہ گھروچ دور نڈیاں دھیاں دی رہندیاں سن۔ اک دے چار تے دجی دے تن منڈے سن۔ دونوں دھیاں دی اوہتاں انھیاں دی سید انھیں کردیاں سن۔ ہاں، کدے کدے انھیں اوہ اپنی ماں دی تھوڑی بہت مدد کر چھڈ دیاں۔

پورے پر پوار دا پالن پسن اک معمولی کمائی والی نوکری نال ہوسکد ۱۱ اے؟ ایس لئی اوہ شامیں دفتر وں آؤن توں بعد دی دستاویزاں دی نقل نویسی داکم کرداسی۔ گھر دا ماحول بالکل دی چنگا نہیں سی۔ پنج عورتاں تے ست بچے مطلب بارہاں چیاں دا ٹبر سکھے آپس وچ لڑ دے جھگڑ دے تے چیک چھاڑا پائی رکھدے سن۔ تے ایس صورت حال وچ بیلو کا دستاویزاں دی نقل نویسی داکم لگا تار کردار ہندا۔

گھر وچ چنگ جن ہی سن۔ وڈے چنگ۔ سچے اٹھیاں ہتھو پائی ہو جانداں، لڑ دیاں بھڑ دیاں ہونیاں گھر دا فرنیچر اُلٹا چھڑ دیاں، بھانڈے بھن توڑ دیندیاں سن۔ اوہناں دے جھگڑ دے واسبہ اچرج ہوندا سی۔ اوہ کدے ایس گلوں لڑ چنیدیاں کہ اوہناں داکوئی دوہتر اوہناں دے بسترے وچ کیوں آؤڑیا۔ تے کدی ایہہ پواڑا کہ آج چنگ اُتے وچکار کھڑی سو دے گی؟ اپنی واری اُتے دی اوہناں تناس وچوں کوئی وچکار نہیں سوتا چاہوندی سی۔ اوڑک بڑی مشکل نال اوہ شانت ہونہ پیاں۔ بیلو کا اودوں تائیں نقل نویسی داکم کردار ہندا اجدوں تائیں نیندر نال اوس دیاں اکھاں بند نہ ہون گلدیاں پیاں ہتھوں قلم بھنے نڈگ چنیدی۔ پھیر اوہ بنا کپڑے بدلایاں اک ٹوٹے پرانے صوفے اُتے جا چنیدا تے تھمتی ہی ڈوگھی نیندرے سکوں جاندا۔ سویرے اوہ بڑا اکھا اٹھدا تے بنا نیندر پوری کچے بے عمدہ جیہا ہی دفتر لئی نکل چنیدا۔

تھلج، ہر ف، ایسے وچوں بیلو کا جیہا در تار کر رہیا اے جو بڑا ہی فطری اے۔

میں اجدوں اوس نوں اندر ملیا تاں اوس نے مینوں ایہہ ساری وار تاسائی۔ اپنے نال اک اک ہوئی جی اوس کھل کے دی۔ ہاں، ایہہ سچ اے کہ آج اوس نے حد ہی کر چھڑی، پر یار اوس دا ایہہ سبھا تاں جائز ہی اے۔ اوہ اوہناں تمام ڈاکٹراں، نرساں تے دفتر دے ساتھیوں اُتے ہس رہی سی جو ایہہ سمجھدے سن کہ اوہ پاگل ہو گیا اے۔

”ہوسکد ۱۱ اے آج آکھیا ہووے۔“ ڈاکٹر نے کہیا، ”تاں پھر...؟“

جناب، بیلو کا لئی باہر لی دنیا دا وجود کئی سال ہوئے لگ بھگ ٹنک گیا ہو یا اے۔

اوہ اک ہل سکون دا ساہیجے بنا سدا دفتر دے کم وچ ٹھہرا رہندا سی۔ لگا تار کم کردا، ٹھیک اوس پشتو داٹھوں جس دیاں اکھاں اُتے کھوپے چڑھے ہون دیاں اوس چکی دی طرحاں جیہڑی لگا تار چلندی رہندی اے۔ اوہ باہر لی دنیا دی پہنچ توں دور اپنی منحوس ہستی دی بیل وچ ڈیوار ہندا۔ سالوں توں اوہ اپنے طرحاں جی رہیا اے۔ اوس لئی باہر لی دنیا دا وجود نہ ہون دے برابر اے۔ اچے پرسوں رات دی ہی گل اے۔ کم توں تھک کے پچھو ہو یا اوہ صوفے اُتے سون گیا، پر بہت زیادہ تھکیا ہون وچوں اودوں نیندر نہیں آؤن ڈیہی سی تے اودوں رات دے ڈوگھے ستانے وچ اوس نے ریل گڈی دی سیٹی سنی۔ تے اوس نوں جیہا لگا جویں اوس دے بند کن من کھل گئے ہون۔

ریل گڈی دی اوس سیٹی نے بیلو کا نوں جگا دتا۔ اوس دے جیون دے سارے ڈکھاں تے ورداں نوں جویں اوس کولوں اوہ دور لے گئی ہووے۔ اوس نوں جیہا جویں اوس نے کسے بند قبر وچوں نکل کے باہر دی وصال دنیا دی سیر کرنی ہووے۔ اوس نے اپنے آپ نوں اوس کیل نال ڈھکی رکھیا جیہوں اوہ ستا چیا پرانہ سٹ دیندا ہوندا سی۔ تے ساری رات اوہ اوس ریل گڈی دی سوچ وچ ڈیوار ہیا۔

اپنے گھر دے تناؤ بھرے ماحول تے اپنیاں ساریاں چیزاں نوں بھل کے اوہ اک بہت وڈی باہر لی دنیا وچ اپڑ گیا۔ اوہ ریل گڈی اوس نوں کئی سوہنے شہراں جویں طورنخس، بولونیا، تورینو، ونس و غیرہ، اوہناں تمام شہراں وچ لے گئی، جتھے کدے اوس نے اپنی جوانی دے کئی من موہنے ہلے گزارے سن۔ اوہ اوہناں ویلیاں وچ جا گواچا، جیہناں وچ اوہ ورھیاں پہلاں جیوندا ہوندا سی۔ پر بد قسمتی نال ہن اوس دی حالت اکھاں اُتے کھوپے چڑھے جنور ورگی یاں اوس چکی دی طرحاں ہے،

جوا کو تھیں گھمندی رہندی اے۔ ہابری دنیا اوس لئی بند ہو گئی، ایس دا بیلو کالوں ورھیں بدمی احساس ی نہیں ہو یا۔ ہمیشہ اوہ گھر تے دتر وچ ی الجھیا رہیا۔ پر بن اوس نے اک بدلاؤ دا تجربہ کیتا اے۔ اوس نے جاگدی اکھ دے سٹنے راہیں کئی جانے انجانے شہر اس، رکر میڈا ناں، پھاڑاں، سندھراں، وغیرہ وچ خود نوں موجود کھسکا تے او س پرانے سرہ تے جوش نوں محسوس کیتا۔ اوس نے دکھیا کہ اوس سنا روچ کر وڑاں لوک دکھ دکھ طرحاں جیون ڈیسے نیں۔ جس طرحاں دا اوکڑاں بھریا جیون اوہ جی رہیا اے، ایسے طرحاں بے حد نیچے اسٹان نوں چھو ہند یاں بریلیاں پھاڑیاں دی۔ ہاں، ہاں بیلو کانے دکھیا، اسپے داگوں ی نہ یاں، سندھراں تے جنگلاں نوں۔ بن اوڑک اوس نے دی ہابری دنیا دیکھ لئی اے۔ خود نوں قتل دے سکدا اے۔ ہاں، کدے کدے اپنی عقلی دنیا توں زور خیالی دنیا اندر تازہ ہوا وچ ساہمراں لیتا چاہے گا۔

بس بہت ہو گیا۔ بے شک، پہلے ی دن اوس نے حد کر دی۔ اجن جیت اوس نے ہابری دنیا دیکھ لئی تے جوش وچ آکے بغاوت کر دی جو ٹھیک نہیں سی۔ اوہ بن اسٹرکولوں معافی منگن تے پھلاں داگوں ی کم آتے پرتن لئی پوری طرحاں آس وند اے۔ اسٹروں اوس کوں بن پھلاں ورگے سجاد دی امید نہیں کرنی چاہیدی۔ اوس نوں کدے کدے میسز آتے روانہ ہون دی ٹھٹھ دینی چاہیدی اے، تاں جواوہ جاکے، کدے سا تبیر یاں کدے کاگر دے جنگلاں وچ۔ تے ایہ سدا اک ہل وچ ہو سکدا اے، کیوں جواں نوں بن ریل گڈی پکار دی اے ...!

پیش خدمت بے کتب خانہ گروپ کی طرف سے
ایک اور کتاب ۔

پیش نظر کتاب فیس بک گروپ کتب خانہ میں
بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے

<https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share>

میر ظہیر عباس روستمانی

0307-2128068

@Stranger

شاعری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش نظر کتاب ہمارے واٹس ایپ گروپ کے سکالرز کی طلب پہ
سافٹ میں تبدیل کی گئی ہے۔ مصنف کتاب کے لیے نیک خواہشات
کے ساتھ سافٹ بنانے والوں کے حق میں دعائے خیر کی استدعا ہے۔

زیر نظر کتاب فیس بک گروپ ”کتبِ حنائہ“ میں بھی اپلوڈ کر دی گئی ہے۔
گروپ کالک ملاحظہ کیجیے :

<https://www.facebook.com/groups/1144796425720955/?ref=share>



میر ظہیر عباس روستمانی

03072128068



آل عمران

لوداں تاگراں
 ہک لوداں نے گراہیں اپر
 نصیرے نے پر چھاویں
 کبریٰ کبریٰ کے
 واریوں واری
 جس ویلے ایہہ لہنڑیں
 آساں تے میداں نے شیشے
 ٹوٹے ہوئی ہوئی مہنڑیں
 فر
 چیکاں نیاں داواں اچھنڑ
 اسرے
 دسرے
 کسے گراہیں نی بوہٹی تا
 ہسناں ہسناں کھرا جڑی کچے

اختر رضا سلیسی

جس نے چبکھے پہا نڑیں ہونڑیں سیاں
 اس وی پہمارا گڈھا چانڑیں ہونڑیں سیاں
 مگھرے پوہ نیاں راتاں سڑنیاں رہنڑیاں سیاں
 ساہواں نے انگار پٹھاڑیں ہونڑیں سیاں
 مہل اسنی مرضی قل کھونے ہونڑیں سے
 ہوا نے کن اچ گوٹھے بانڑیں ہونڑیں سیاں
 حرام دی جے کوئی اپڑیں گل دی کھیتی دے
 اُسے نیاں گھاں اس قل بانڑیں ہونڑیں سیاں
 ماکھے ار ایہہ غزلاں ایویں لھنیاں نہیں
 بکھیں اسان مایے گا نڑیں ہونڑیں سیاں
 ہنڑو تے اپڑاں تل دی اختر بلتاں نہیں
 اگے اگ پانڑی دچ لائیں ہونڑیں سیاں

اختر عثمان

بیر تر دڑی ، باٹے پڑی بڑا ہوئیاں
 تھہپاں نے وچ دڑی دڑی بڑا ہوئیاں
 مہینیاں ، درھیاں ، نی ایہہ کٹری مینہ نیں اٹنی
 حالے تیں میں نانڈے توڑی بڑا ہوئیاں
 مھاڑے سنگتی مل ، پنجالی جونھ تے پھلا
 میں اُنہاں کی چھک مردڑی بڑا ہوئیاں
 مھاڑے نالے نے جاتک سبھ لوکے رہی گئے
 پوچے ، ماری اُکرے جوڑی بڑا ہوئیاں
 ہگ لایا ، پر مڑے نانہہ مھاڑے کولوں بندے
 مجھیاں گائیاں موڑی موڑی بڑا ہوئیاں

ارشاد چہال

اُس نے بہیت پھولے کُنڑ
 پتھر نی مُنھ کھولے کُنڑ
 ہر بندے کی کجے چٹا
 آسمان نیں آولے کُنڑ
 عماراں نالوں لیاں راہواں
 پیراں دُٹھ دھولے کُنڑ
 پانزیاں اپر کُگر جے
 پیار نی بشری کھولے کُنڑ
 ہنس دینے رُغزے کھڑا
 لہے اُذن کھولے کُنڑ
 بکراں نے پھل پئے سنگھڑیں
 اکاں کی پر چولے کُنڑ

عشق ہے بارش

عشق اساڈے اندروں پھلدا

ساڈے اندر شور مچیدا

عشق اساڈا

بارش کہیں بنے جگ والی

کنز منو کنز منو

ساڈے اندر وسدی پئی ہے

ساڈی لول لول آدی پئی ہے

انت حیاتی ہر شے کھلدی

پندہ کریندی تھلدی تھلدی

عشق ناں تھلدا

عشق ناں تھلدا

عشق ناں کدا

عشق ناں کھلدا

عشق اساڈی اکھ دا چانز

عشق اساڈے خون دا ڈانڈ

عشق دی ہڈی اچ

اساں مردے

باز مریندے

بڈے تر دے

اساں مردے

عشق ناں مر دا

عشق اساڈا

بارش کہیں بنے جگ والی

کنز منو کنز منو

ساڈے اندر وسدی پئی ہے

عشق دی جس وچ

لول لول ساڈی پھدی پئی ہے

بابا نجی

جگیاں وچ دی پھیرا پا کے دیکھ لوے
 ساڈی وی تے پڑ منا کے دیکھ لوے
 جسے ہالے تیک سمندر دیکھیا نہیں
 اوہنوں آکھو مینوں آکے دیکھ لوے
 میرے مڑھکے نال کھلوتا تاج محل
 جھوٹا واں تے فیر بنوا کے دیکھ لوے
 میرے دم نال گنگے دیزا مکھ دا
 مینوں وچوں پراں ہٹا کے دیکھ لوے
 تیرے پتر دانگوں پتر میرا وی
 نمبر دارا بت پا کے دیکھ لوے
 ساڈی اک اک جگلی اک مسودہ اے
 سخن وراں چوں کوئی وی جا کے دیکھ لوے
 میرا اک اک مصرع دکھ زمانے دا
 میرا کوئی وی شعر سنا کے دیکھ لوے

تابش کمال

مورتاں اکھیں لھیاں تے پرچھاویں ری گئے
 ہاڑے، ہنوکھڑے ساڑھے تانویں ری گئے
 جہاں چکھے ٹھمپاں نے نال مٹا لایا
 ویلا آیا تے اوہ سارے چھاویں ری گئے
 کہہ ہویا جے راہواں نے وچ غٹے پئے آں
 اپڑیں نور نانہہ چھوڑی چکھے پھاویں ری گئے
 اکھیاں تھکیاں آس اڈیک نا ویلا لھکیا
 سجتاں ہنوتے آویں یا نانہہ آویں، ری گئے
 کیہو اجا کے تابش اس کی ایہہ گل دے
 اس نے باجھ اسماں تے لکھاں ساویں ری گئے

تجمل کلیم

کیہو اہتہ نہیں جردا میں
 کیہو سہری ساہ نہیں مردا میں
 ہسن والی گل تے وی
 ہس نہیں سکيا ڈردا میں
 قسمت لہن آئی سی
 کرداتے کیہ کردا میں
 سارے بھانڈے خالی میں
 ہوکا دی نہیں بھردا میں
 خود مر یاواں تیرے تے
 جیہوں نہیں ساں مردا میں

جام شوکت عزیز

جاوید آصف

ساڈی وتی جے ہن پتر
لوکیں شیت رہائے ہن پتر
میں جو میڈی تات ہئی چولی
چارے پاس آئے ہن پتر
ڈیکھ آں میوں لکدے ہانی
لبو لبو کیوں تھے ہن پتر
میڈی حالت ڈیکھ کراہیں
شودے روندے گئے ہن پتر
اساں آخر پتر بن گہاں
ساڈے حق بمائے ہن پتر
پہلے مر پئیں شوکت مرے
اہاں راہندے پئے ہن پتر

بھالا
روہی دا اک سکاٹو بھا
ٹوہی دی بھر
موئے ہرن دیاں کلیاں اکھیں
ٹھلیاں اکھیں
لکدے میندے بھالے دے دج
کلیاں رہ گہن
ڈیکھو!
ہن اسان توں آندے میندیاں پھینگاں
اینڈے گھلیں اکھیں اتے
ہتھان ڈیندین
بھانویں!
ریت روہی دی

رووڑوات حیاتی

رووڑوات حیاتی بارے
جے رب ملیا تاہمساں
اتھاں اووڑوی رووڑھے
تے
ونجڑوی رووڑھے
دل کیوں حمیا ساکوں ربا!
دنیا اتوں رووڑمکا
یا دل
لارے الی جنت دا
کچھ تاں حصہ ڈیکھا
صدیاں اندر
موت موت دا کھیل ہے جاری
ہنڑتاں کوی اس ڈیوا

بڈھیا کی ایس گتیاں دے

بڈھیا کی ایس گتیاں دے
انھے کھمو راہ پے دے

آپے بزن سان سیانز
بڈھیا آتھویں ایس ایانز
کاری نی کوئی گل تیس کرنے
بڈھیا کی ایس گتیاں دے
انھے کھمو راہ پے دے

گل کسے کی باز تیس دینویں
چاکت ہوئی گئے بہوں سیانز
ہر گلوں ایہ وڈے بنونے
بڈھیا کی ایس گتیاں دے
انھے کھمو راہ پے دے

تاہہ ایس سوچو تاہہ ایس کھنوی
آپے آہوی زندگی کولہو
انھے وا ایس انھے کسے
بڈھیا کی ایس گتیاں دے
انھے کھمو راہ پے دے
اچیاں اچیاں ڈاری مارن
آپ تے آہوی ملدی چان
گل کسے نی ایس تیس تے
بڈھیا کی ایس گتیاں دے
انھے کھمو راہ پے دے
دو لا ہائی سبھایا بہوں اے

آہواں مفر کھپا بہوں اے
گئے اپر جوں نیس ٹرنے
بڈھیا کی ایس گتیاں دے
انھے کھمو راہ پے دے

آکھو سوہنرا کھمار بناساں
بوہے اگے کار کھلاساں
لاچ دئی مال پے کھسے
بڈھیا کی ایس گتیاں دے
انھے کھمو راہ پے دے

آہوی اینو متائی کے رمن
ہنر ایہ سر پتائی کے رمن
سدھی گل ایہ کوئی تیس دے
بڈھیا کی ایس گتیاں دے
انھے کھمو راہ پے دے

کھڑا ساہری گل نکاسی
منگل آئی راہ نلجھاسی
سبھاں آلے سمزویں گسے
بڈھیا کی ایس گتیاں دے
انھے کھمو راہ پے دے

ملنوی گل مکازی پے گنی
ہچی گل سی باہوی پے گنی
شک نیس سلطان نے نغے
بڈھیا کی ایس گتیاں دے
انھے کھمو راہ پے دے

سوہنڑا سانول

ساڈے کھل دیں چہرے تے
نہ بھل

اساڈی تاں مثال ایویں ہے
جیویں

خشک پہاڑیں اندر
کوئی غلابی بھل
رات دے بچھلے پہر

بے اساں

اپڑے اتے

کوڑی ہچی نیندر

تاری کر چہڑیوں

تاں کیا تھسی

اکھیں نوٹن نیندر فی حوندی

دل دیاں اکھیں

کونز تھسی

یاداں کونز بھلیسی

رات دے بچھلے پہر

بے اساں

اپڑے اتے

کوڑی ہچی نیندر

تاری کر چہڑیوں

تاں کیا تھسی

اکھیں نوٹن نیندر فی حوندی

دل دیاں اکھیں

کونز تھسی

یاداں کونز بھلیسی

سلیم ساگر

تہجد ویلے

عشق دے بن اچ دیوے بالاں قیس دا عرس منادوں
مرشد کولوں سبق لواں تے حرف دا ظرف ودھاواں
الغوں بس کراں تے اگے سمجھاں نہ سمجھاواں
اکھو اکھی بیعت کردا سینے سینہ لاواں
اندر بونی ٹٹک مچا دے مچاں، نچاں، گاواں

ڈھوک فرید دی جا بیٹھاں تے غم دیاں تاناں لاواں
پہاں بھار کھلوتا کھوکاں سنے قفل دساواں
حق باہو دے در تے دل دا پنڈا کردا جاواں
جتنے جتنے رات گزراں ہو ہو کرن سراواں
جا منصور دی سولی جھولاں سچ کوئی دہراواں
یاں فیریاں دے ویڑے چپ دی پیٹک چڑھاواں
میاں محمد بخش دے در توں دردی قلم لیاواں

دارث شاہ دے پیریں بیٹھا ہیر نویں لکھواواں
شاہ حسین دے ویڑے شامیں شعر دے دیپ جلاواں
داتا دی نگری وچ جا کے رزق تے عشق کھاواں
کچے گھڑے تے راوی لنگھاں رُسیا یار منادوں
بھلے شاہ دا چولا پا کے لبور اچ لچدا جاواں
دو نیناں دی جنت اولھے نٹنے میوے کھاواں
دل دی باری کھلے آون ٹھنڈیاں ٹھار ہواواں
اندرو اندری مویاں ماراں اتوں ہاسے پاواں
بچ دریاواں وچوں لنگھاں ساگر کیندا جاواں

منجاں خیر محبت دی تے لگیاں توڑ نہجاواں
ربا! میرا عشق سلامت تیرے ترلے پاواں
یار دے ناں دا ورد کراں تے تسی سینے لاواں
جانماز تے

متھا دھر کے آپ نوں لہن جاواں

فجروں پہلاں آن اٹھاندے بنو، ہوکے، پاواں
سجیاں گلیاں دے دج لاندے پہرے دار صداواں
دور مسجوں مٹاں پچھے رولا بکتے پاواں
قبرستان دا رستہ بھلیاں نکلیاں بھرن بلاواں
رات دے گھمے کبل کولوں اپنا آپ چھذاواں
ہجر دی اگ اچ بلدے پنڈے ٹھنڈا پانی پاواں
نئی اثبات دے جٹھے بھر بھر اکھیاں چٹھ لکاواں
دل دے کھوہ چوں بنو گیزاں زخماں اُتے لاواں

شہر دے لوکاں نوں جے اپنے دل دے پھٹ دکھاواں
گھراں دے رستے ٹھنکن لوکیں، بچے بھلن ماواں
جے رانجھے دی مرلی پھڑ کے ڈکھ ملہار سٹاواں
ادھ اسمانی بدل روون ہوکے بھرن ہواواں

بین دجا کے سین دکھا کے ہیر نوں کڈھ لیاواں
تحت ہزارے ملے لاواں رانجھا جی پرچاواں
مرزا بن کے سوں جاواں سبھ اپنے تیر تڑاواں
یاں فیر حسن دے موڈھے ٹکے عشق دی توپ چلاواں

مہینوال دے متھے بلکھ کے سوہنی دا سرتاواں
دل نال لکن جی کھیڈے ہوئی دا پرچھاواں
ربا! جے توں لکن آکھیں میں تیش کڈھ لیاواں
دودھ دی نہر دے نقشے اُتے لبو دی نہر بنادوں

ڈکھ دی رگ اچ وضو کراں تے ہجر دی اگ نال نہاواں
درد مسیح بائگ ہووے تے مہدوں ریت اڈاواں
رانجھے مرزے پنوں سداں ہجر دے جھنڈے لاواں

شعیب خالق

ہنھیری چپ

میں جیہڑا سوچتاں
 سُنو تاں، تجواں، تے بولناں
 سنگھراں، چکھراں تے لہواں
 اُس وچ میں کیڈا کج آں
 لختاں وچوں لہواں لہواں
 مینڈھے اندروں آکھے کوئی
 توں آپوں نیں لہواں کج دی
 مینڈھے وجود نے خلیاں اندر
 بیٹھے بندے
 صدیاں پنہموں
 ہولیں ہولیں
 ہلکی توں دوآ
 دُورے توں اگے
 رُنے رُنے اتھے آئے
 جتھے توں بُنر بیٹھا ایں
 اوہ توں نیں اتھے بیٹھا ہویا
 جیہڑا سوچتاں ایں
 سُنو تاں، تجواں، تے بولناں
 سنگھراں، چکھراں تے لہواں ایں
 میں اُساں پنہماں آں
 گل سُنو سکیا!
 میں جے میں نیں اتھے بیٹھا
 توں فرکتھوں
 صدیاں پنہموں
 مینڈھے اندر بیٹھا ایں
 اوہ نیں اگے آخواں کج دی
 اس ناجواب

شبانہ ایم فیض

نظم

فراق سارے تے وصال سارے
 محبتیں دے امن ہوندن
 پراواں محبت دا کیا کریسو
 جیہڑے اندر
 فراق ہووے، غدا ہووے
 وصل ہووے نہ خاب ہووے

شفیق احمد خان

ترے شہر وچ راہواں بھل گئے
 اسیں گلیاں دے وچ رل گئے
 ساڈے موتیوں مینے اہرو
 اتھے رستیاں دے وچ ڈل گئے
 ساڈا مل پیا نہ کوئی
 اسیں مٹی دے پاتل گئے
 انج عشق سمایا لوں لوں
 اسیں اپنا آپ وی بھل گئے
 اسیں رستیاں وانگوں دکھرے
 اسیں سوچاں دے وچ کھل گئے
 تیری یاد نصیری بن گئی
 فیر غم دے بوہے کھل گئے

شکورا حسن ماہیا

سرگی ناں ویلا ای
 ہنڑیکی مل ماہیا
 چڑیاں ناں میلا ای
 خواہاں وچ آنزیاں او
 لوکاں کی کہہ پتا
 گھاں کھڑیاں بانزیاں او
 پیاں آنز نماشاں نیں
 پہوئیں تہاں نہ آؤ
 نیں مکنڑیاں آساں نیں۔
 ویلا آس ناں مکنڑواں پیا
 آنزاں اے تے آجاؤ
 ایہہ ساہمھاڑا کنڑواں پیا
 پھل کھڑنے گلابے نیں
 کج گھاں میں کرساں
 پھیرے باہو کدے بانھے نیں
 کالی وردی میں لائی کھنساں
 تہاں تاں پہرہ دئی کے
 فرض اپڑواں نبھائی کھنساں

شیراز اختر مغل

کچاں نے ساک

جھلیاں تے کج سا دیاں کڑیاں
بھجیاں بنگاں جھولی باہی کے
نوںے چیزیاں وچ دبا کی کے
خورے کہہ سمجھانزیاں پئی آں
سدھراں کی ایہہ آ پڑیں ہتھیں
پھاہے لانزیاں پئی آں
انہاں کی ہنر کنز سمجھائے
کہ!
جے بھجیاں بنگاں وچوں جھلیو!
پیار نہیں ثابت لبھڑاں

شیراز طاہر

نوراں

لوکاں جوگی توں علینہ مھاڑے جوگی نوراں
تھاڑے اپروں دای ساں لکھ کر وڑاں حوراں
تو براگ ولے ناں مھاڑا
تو ایں لی آس
کورے کھڑے نے اپر رکھی
تو دیں کوری تاس
تو عرشاں ناں اچا کنکرا
تو پا کاں نی جاء
تھہ تھاڑے سب مرادیاں
تو ایں ہک دعا
تو ازلاں سوں کھلی روح
کوئی نہیں تھاڑا سنگ
تو نیکاں ناں عمل ایں نوراں
تو مجھ دباں ناں سنگ
تو مندیاں نی معافی نوراں
تو چنگیاں ناں چنگ
تو کناہاں نی چنی اپر
ہک بخشش آلا باڈر
میٹھ آلی نمی اپر
تو کھلے آلی چادر
تو ایں سیک جوانی آلا
تو ایں کج کوار
کھکی کھکی جس کی، بہیجے
پاکاں ناں اتار
تو ایں ایت قرآناں آلی
نچے تھاڑے بول
مستھا تھاڑا پاک مصلی
بول تھاڑے اصول

عامر عبداللہ

بولیاں (ہانڈریس)

تیری اکھیاں دی لالی کھاوے چنگی
توں خواہاں توں ہیں حیرتی ہوئی
سچ بھجیا توں حال میرا ہانے
میں جنگلاں سچ کوکدی پھراں

تیری اکھیاں دی لالی کھاوے چنگی
توں تاریاں دے نال جاگدی
سچ بھجیا توں حال میرا ہانے
اینڈرے نے ساڑھوڑیا

تیری اکھیاں دی لالی کھاوے چنگی
توں ہنواں نوں ڈکھیا ہویا
سچ بھجیا توں حال میرا ہانے
میں بک بک کھاراپی گئی

تیری اکھیاں دی لالی کھاوے چنگی
انھیریاں سچ کجھ لھدی
سچ بھجیا توں حال میرا ہانڈریس
میں چاننی کھڑا بیٹھی آں

تیری اکھیاں دی لالی کھاوے چنگی
توں ادھی راتیں تڑپھ پویں
سچ بھجیا توں حال میرا ہانڈریس
الانڈریس میرا پنڈاؤڈھدی
تیری اکھیاں دی لالی کھاوے چنگی
ہے گھڑیاں دا پانی کیا
سچ بھجیا توں حال میرا ہانے

عزیز شاہد

گل عباس اعوان

او جیہذا خیال وی روح کوں حرارتاں ڈیندے
 جے ل وی پودے تاں پودیاں بشارتاں ڈیندے
 روزانہ شام کوں حک ڈیوا بال رکھ ویندے
 پتہ نیس کون ہے کیغماں بجھارتاں ڈیندے
 جے آندیں ویندیں طے تاں مکر کے نگھ ویندے
 تے دور دور توں مڑ مڑ کے شارتاں ڈیندے
 منا منا کے میکوں خود رٹھا رٹھا رہندے
 لکا لکا کے او ظالم زیارتاں ڈیندے
 سجا سجا کے کھل خواب میڈیں پلکیں تے
 میڈیں اکھیں کوں جگاریں دیاں پارتاں ڈیندے
 جگا جگا کے او جادو نفیس انگلیں دے
 میڈے خیال کوں شرمو شرارتاں ڈیندے
 سہجے لکھدا ہے چنیاں دے پاند چڑ چڑ کے
 جھجک جھجک کے ادھوریاں عبارتاں ڈیندے
 "عزیز جان" لکھیندے کڈا ہیں "جان عزیز"
 او خط دے وچ وی میڈے ہاں دیاں شارہاں ڈیندے

سو جل غاب
 کئی ڈینہ تھیوے
 سارے پکھی رل مل بہوں،
 اپنے آپ کوں تولن،
 جے جتنی جنیں کولوں ہے پئی،
 چنگ چا۔ گھن آون،
 رل مل بہہ کے بچ مجا دن،
 جاگن، ڈھولے مایے گا ہون،
 آہن، دتی جاگ پودے تاں،
 چپ نیس راہندی،
 کچھ نیس راہندی،
 پکھی پکھی نال الیندے،
 جیون راز ڈیندے

محمد بن اکبر

اس مشن دور دے اندر کہوں دل دی دساں
 لہو دے دچوں روز پڑاں، خالص دکھ دیاں رساں
 دکھ ہو یا داں نہیں نالوں، میں داں سکا پتر
 جتے یار ہوا لے جاوے، اتھے جا کے دساں !!!
 اک جندڑی سی خاں ماری، دل ہسیا، میں رویا !!!
 اک جندڑی لے سوچاں ماری، دل روکے میں ہسی !!!
 دوڑ داوی میں عادی نہیں تے دل داوی کزور آں !!
 اندر پھر دے وحشی اگے، کدوں حیکر نساں !!!
 قتل دا پنڈا کر کے جدوی اپنے گھرنوں اپڑاں
 ماں دے ہتھوں پانی ہواں، مک جان سکے تہاں !!!
 جھلا اکبر بدلن ٹریا، ریتاں نال پریتاں !!!
 کھلی اکھے سفنا دیکھے، ماواں بن جان سساں !!!!!!!

محمود اعوان

غدری بابیاں دی ویل
 سوہن سنگھ بھگتاتے کرتا سنگھ سرا بھگت کان
 بھگت ہڑتالاں، سال دسالاں
 رت پوائی اتاں
 نیویں اکھ نہ ہوئی
 سینے بھانجراوی
 بھگت ہڑتالاں، قیری چالاں
 ہتھو ہتھو تھواراں
 کلک چڑھایا اتاں
 سنگت جیج بروئی
 سینے بھانجراوی
 بھگت ہڑتالاں، سنگل پیراں
 جیل و جیل گرامیں
 علی علی دے نعرے مارن
 مالا بار دے ساکیں
 دھوڑ دھوڑ لڑائی
 موتوں خوف نہ کائی
 کیہڑی قید رہائی؟

بابا بھگت سنگھ قید ہونے تے چاہے گدے مسلمان موپے
 باغی شہید، کوامبا تور Coimbatore جیل ایچ 1921

مزل حسین

تیرے میرے دلان وچ

مونجھ دیاں لے انت بکلاں

مونجھ دی سحر دی مونجھ

تے

مونجھ دا انت وی مونجھ

دل ایوین تھی مونجھا

مونجھ ہے سفر تیدا

تون تان جیوین لکھی کوچ

کوچ دا ہے نان وی مونجھ

مونجھ ہک سمندر ہے

مونجھ اساڈے اندر ہے

ممتاز راشد لاہوری

بولیاں

سدا کرم کماوے رب سو بٹا

وسا دی رکھے ویہڑے سب دے

نہی پاک دیاں راہواں جیہڑے چلے دے

اوہ دلاں اتے راج کر دے

جہاں پائے نیس شہادتاں دے رتے

سلام اوہناں ہستیاں نوں

صوفی شاعراں نے بھاگ ایسے لائے

اوہ سدا لئی مثال بن گئے

میاں محمد بخش دے ناں

جے توں بھانڈا بھرنا کڑیے
شاماں توں نہیں ڈرنا کڑیے
ڈبن توں وی اوکھا ہندا
اکھیاں دے وچ ترنا کڑیے
فیر نہیں رگی جانی جی
فیر نہیں بدل ورنا کڑیے
آندے آندے آجا جاندا اے
عشق محبت کرنا کڑیے
جیونا مرنا آجاوے تے
کہہ جیٹا کہہ مرنا کڑیے
جاندا وے لے بھل نہ جادیں
بھل سرہانے دھرنا کڑیے

صدیاں سنگھن آئے آں

آندیاں تینوں دیاں وی سی
صدیاں سنگھن آئے آں
توں سانوں،
اک بنے رکھ کے بھل جانا ایس
آندیاں تینوں دیاں وی سی
تر لے پاپا، کر عرضیاں
تینوں نال لیائے آں
پر فیر وی،
توں سانوں اک بنے رکھ کے
بھل جانا ایس
ستج پیرا!!
ستج پیرا! کن دھر ساڈے وے
ست آبی پوچی دیا دالیا!
پوچی بخش اسانوں
تیری پوچی راس ساڈا نور اچلے
کن دھر ساڈے وے
فیر وگ
پھڑکا اپنی رگ رگ فیر وگ
اسیں جن نکتا اے تیرے تھائی
تیرے تھائی سکیاں سانوں
جن ویڑھے دی رونق جا پے
تیرے تھائی چھو بیاں جن نوں
دستی چوں مک جان سیا پے
ستج پیرا!!
فیر سانوں ساڈا جن دے دے
ستج پیرا!!
فیر سانوں ساڈا اتن دے دے

مضمون

پنجابی زبان دی قدامت، اوکڑاں تے اُپاء

پنجابی برصغیر دی صدیاں پرانی زبان اے، ایہ زبان دراوڑاں دے وارے توں پہلاں دی استھ بولی جاندی اے۔ پنجاب دی صدیاں پہلاں دی تاریخ دے ورے تھلن تے پھرولا پھرولی کرن مگروں ایہ بھانگلہ اے کہ آج توں پنج ہزار سال پہلاں پنجاب تے منہ وچ دراوڑ تہذیب اپنے زوراں اُتے سی۔ پنجابی زبان ایہناں توں پہلاں ای استھ موجودی۔ پنجاب (اوس ویلے دے ستاں) دریاواں دی گودی وچ بولی جان زبان اوس ویلے دے برصغیر دی بھتوں پرانی زبان اے۔

اُگھے سوجھوان تے کھوج کار محمد آصف خاں ہوراں دے دکن موجب ”سپت سندھو دے علاقے وچ جدوں دی پہلا انسان پیدا ہوا اوہنے پنجابی زبان وچ ای گل بات کہتی سی“

آریاواں دے ایس دھرتی وچ غیر پاں ویلے توں پہلاں داویلا ڈوگھے ڈمھ وچ ڈیا جا پدا اے، اوس زمانے دے بارے کوئی ہکی پیڑھی جانتا ہی اے اُگھے شکھ نہیں لھدی۔ پنجابی زبان ہزاراں ورے پہلے پنجاب وچ آباد قدیم قبیلیاں دی زبان اے۔ ایہہ کسے ذوقی زبان وچوں نہیں بھئی تے نہ ای ہند آریائی بولیاں دے کسے نیرتال ایہہ اکوئی تعلق جاں رشتہ اے۔ آصف خاں ہوری دسدے نیں ہئی ایہہ زبان اوس ویلے دی موجودی جدوں شک پہلوی زبان بولن والے استھ آئے سن۔ ایہہ اودوں دی موجودی جدوں عربی، فارسی، انگریزی تے اردو بولن والے استھ آئے۔ پنجابی زبان، پنجاب دے گڑے علاقے وچ بولی جان والی زبان اے۔ ایہہ زبان دی توں لے کے خیر پور منہ تے پشاور توں لے کے تھو کشمیر تک بولی تے سمجھی جاندی اے، پر دکھ دکھ علاقیاں وچ ایہہ بولن تے لکھ دکھ نہیں۔ پاکستان وچ بولیاں جان والیاں زبانوں وچوں ایہہ اتناں بھتوں پہلاں آؤندا اے تے ایہہ پنج کر زتوں ددھ لوکاں دی زبان اے، پاکستان وچ بولیاں جان والیاں وڈیاں زبانوں دی ترتیب کجھ ایج اے: 1۔ پنجابی 2۔ پشتو 3۔ ہندمی 4۔ اردو 5۔ بلوچی تے پنجابی وڈیادی 10 ویں وڈی زبان اے جیہدے اُتے مان کجھ جاسکد اے، ترتیب ویکھو: 1۔ چینی 2۔ ہسپانوی 3۔ انگریزی 4۔ عربی 5۔ بنگالی 6۔ ہندی 7۔ پرتگیزی 8۔ روسی 9۔ جاپانی 10۔ پنجابی۔ پنجابی زبان دی ایہہ وی خوبی اے کہ ایہہ زبان اللہ دے ولوں، درویشاں تے بزرگاں دے آستانیاں تے پروان چڑھی اے۔ اوہناں لہنوں لوریاں دتیاں تے ایہہ دے سرتے شفقت دا ہتھ رکھیا۔ تاجپوں ای صدیاں بھتن دے مگروں دی ایہہ دی دکھ تے لکھ پشک وچ رتا بھروی فرق نہیں آیا سگوں لوکاں دی دے ولوں وچ ایہہ اویرا اے۔

میں سوال ایہہ دی اے پکی جدوں پنجابی اپنی پرانی، معتبر تے بکر زبان اے تاں ایس نے ترقی کیوں نہیں کہتی تے کیہڑیاں اوکڑاں نے ایہہ ارادہ کی رکھیا تے لہنوں اگے پیر نہیں پنن دتے پنجاب دی رتورت تے ہاڑے پاندی تاریخ ساٹوں دسدی اے کہ جدوں ایس دھرتی اُتے لہند یوں تے چڑھدیوں آؤن والیاں دھاڑ دیاں نے نقل غارت تے ٹٹ مار چائی رکھی تے کھوہا موسیٰ تے دھکے شای دی اخیر کردتی۔ اوس ویلے دے عالماں، اُچے شے والیاں چودھریاں، مذہبی آگواں

تے سرداراں نے ہر دھاڑ دی دا اندر کھاتے ساتھ دتا۔ اوہناں دے جھولی چٹک تے مالیشی بن کے جی حضوری دا پورا پورا حق ادا کیتا تے اوہ غلامی تے غداری تے پورے اتر کے اپنے دھاڑ دی آقا داں نوں خش کر دے رہے تے غریب ماپیاں دے ہیریاں ورگے پتر، بانکے سچیلے تے کڑیل جوان لڑائی دی آگ دا بالن بنا دتے گئے تے اوہ آپوں مربعیاں، رقبیاں تے جاگیراں دے مالک بن گئے۔ اوہ لوک زبان تے اوہدے حقان دے کدی وی را کھے نہ بنے سگوں اوہ سارے اپنے اپنے فائدے دی واڑی دی سمحال کر دے رہے تے اپنے پنجابی بھراواں دے تجربے قاتل بنے رہے۔ انج پنجابی زبان کھیہ تے سواہ ترقی کر دی۔

ایس گل توں انکار نہیں کیتا جاسکد اپنی کوئی وی زبان اودوں اُسارے چڑھدی اے جدوں اوہدی کنڈھا کماں ولوں تھاپڑی جاوے تے حاکماں دا اوس زبان دے برائے ہتھ ہووے تے اوہ اوس زبان دے ودھالنی اندروں صاف دل دی ہوں۔ بنن پنجابی زبان کوں اُسارے چڑھ سکدی سی جدوں کہسے وی راج سے اندر لہہووں سرکار ولوں کدی وی عزت تے حمایت نیس ملی سگوں لہہووں بیٹی، گھٹیا تے گالھاں دی زبان سمجھ کے پرانہہ کر دتا گیا۔ تے ایہدے خلاف ہون والے پرچاردا ایہ ماروا اثر پیا پئی پنجاب دا پانی پی کے تے اُن کھا کے جوان ہون والے افسر جدوں وی پنجابی داناں سن لیں تاں اوہناں دے متھے اُتے ست وٹ پنے جان دے نیس، مجال اے جے کدی بھل کے وی اوہناں دے مونہ وچوں پنجابی لئی کوئی خیر دا شبد نکلے۔

ذو جی گل اے پئی ایس پنجابی بڑے ہوڑ مت دی آں تے اوہناں ویریاں دے جھوٹے پرچار نوں ٹھیک من کے جیہڑے ناہن اُتے بیٹھے ہوئے آں اوہ نوں آری پھیری جان دے آں تے ظالم تے جابر حاکماں دی کھر چڑھ کے پنجابی زبان دا سنگھ کھٹن لئی ہر ویلے تیار رہندے ہاں۔ ایس نال بڑی ہوئی اک ہوہر دل چرویں گل انج اے پئی ایس اپنی زبان نال پیار کرنا ہی چھڈ دتا اے۔ مینوں ایس گل دا چانن اودوں ہو یا جدوں جیہے جیہے سرائیکی صوبے دیاں بڑھکاں بڑے زوراں اُتے سن تے ”پنجاب بچاؤ تحریک“ دا منہ بچھا۔ مین اپنی اکھیں دیکھی سی پئی پنجابی زبان دے ناں توں کھٹیاں کھٹن والے تے رنگیاں چیزھیاں تے پٹھن والے وڈے وڈے آگواں ویلے ٹکراں وچ برلکاندے پھر دے سن تے اوہناں دے مونہاں اُتے ہوائیاں اُڈیاں ہوئیاں سن تے اوہ بند بستیاں آگے ہتھ نہہہ کے اکھ دے سن پئی دیکھو ایس تحریک وچ کدھرے ساڈا ناں نہ آجاوے، انج دے لو بھ دے بھلیاں نال بچھے ہوئے ڈراکل تے بے اتبار لوک جو پنجابی آگواں ہوں دیاں بزاں مار دے نیس اوہ پنجابی دا حق کوں لے سکدے نیس، اوہناں وچ نہ ای غیرت دا مارا اے تے نہ ای شرم حیا، بس چلے ہوئے کار توں نیس تے ہر تھان اپنا ناں لکھوان وچ آگے آگے ہوندے نیس۔

جیہڑے پنجابی بولن والے پنجابی وچ انگریزی دے ٹوٹیاں دی گنڈھ تڑپ کر کے گل کتھ کرن لگے بڑے جودے نیس تے اپنے بالاں نوں انگریزی پڑھائی لئی پریر دے نیس، گھراں وچ اُردو بولدے نیس، اوہ پنجابی زبان دے را کھیوان کوں بن سکدے نیس؟۔ ایس پنجاب وای آپوں اپنی زبان نال ویر کٹن لگے آں اتے ایس دیاں جڑھاں اُتے آپوں دا تری پھیرن لگے آں۔

ایہہ اک پروڈنی حقیقت اے پئی جی جھستی بال اپنی ماں بولی راہیں غلم سکھ سکد اے کسے ہوہر زبان راہیں نہیں سکھ سکد اتے نہ ای ہوہر ناں زبان نوں جھستی کجھیا جاسکد اے۔ اپنی رہتل بہتل، وسیب، زبان تے دھرتی نال دھرتی وایاں دی جڑ تے تعلق بڑا ڈنگھاتے پکیرا ہوند اے۔

صوبہ پنڈتوخواہ دے لوک اکھ دے نیس پئی اُردو اوہناں دی قومی زبان تے رابطے دی زبان وی اے، ایس لہہووں ضرور سکھاں گے وی تے پڑھاں گے وی پر پستو ساڈی ماں اے۔ ایس لہہووں کسے صورت دسا نہیں سکدے ایس

لئی ایسوں پہلاں پڑھاں گے۔ اوس صوبے وچ بال پہلی توں ای پشتو تے اُردو نال نال پڑھداتے سکھدا اے تے بولداتے سکھداوی اے۔

انج ای بلوچستان وچ براہوی تے سندھ وچ سندھی پہلی جماعت توں اُردو دے نال نال پڑھائی تے سکھائی جاندی اے، ایس پنجاب دے لوک آپس دے مارے ہوئے لوک آں جو 72 ورہیاں وچ دی اپنی زبان نوں سکولاں وچ لاگو نہیں کرا سکے۔

چوناں توں پہلاں اپنے من پسند لیڈراں دیاں لمبے دار تقریراں سُن کے ایس دُحول اگے فہمبر پادن لگ پندے آں۔ اساں کدے وی ایہ نہیں سوچیا پئی انج تیک ساڈے کسے لیڈر نے اسبلی وچ جینے کے ساڈی زبان دی گل کیتی اے، ناں لینا تے بڑی زور دی گل اے ایہناں نوں تاں اتھے جا کے ایہ گل سوچن دی وی ولھ نہیں ملدی۔ جے پنجاب دے ایہ کھسی پتر اپنی زبان دے حق لئی داغ اُچی نہیں کرن گے تاں فیر کون کرے گا؟ تے پنجابی زبان کیوں اُسارے چڑھے گی۔ حالاں ساڈے پڑھائی دے آگواں نے ایس زبان دے منڈھلے قائم تے توں لے کے ہر جماعت دناں تیار کیا ہویا اے۔

ایہ بدل تے پنھ لان والیاں اوہ حقیقتاں نیں جیہناں توں اکٹھیں پڑائی جاسکدی، جے ذرا کوکھے جا کے اپنے چھوکر اُتے جمات پاویے تاں سانوں ڈاکٹر فقیر محمد فقیر دے قلعے لوک تے اوہناں دے ہورنگی ساتھی نظر آؤندے نیں جیہناں نے پنجابی زبان واسطے کئی جفر جالے، اوکڑاں کتیاں تے حکومتی نمائندیاں نال گل بات کیتی، بھکھ ہڑتالاں کیتیاں، دھرنے دتے، اڑی پنے بال وانگوں حال پاہریا کیتی، روڈ لے پائے، شور و غوغا کیا، ذہائی پائی تے پنجابی نوں پی ایچ ڈی، ایم فل، بی اے، ایف اے اتے میٹرک دی سطح تیک منظور کرا کے یونیورسٹیاں، کالجاں تے ہائی سکولاں تیک دے نصاب وچ رلا دتا گیا، پر پہلی توں پنجابی نوں سکولاں وچ نہ لایا گیا، انج روڈا پان والیاں نوں نوکریاں دی شکل وچ چوکا پا کے حراں اُتے اپڑی پنجابی تحریک دے بھکانے وچوں ہوا کدھ دتی گئی تے پہلی توں پنجابی نوں پڑھائی دا ذریعہ بنان دی منگ وچے ای رہ گئی۔

انج فیر اوس گل دی لوڑ اے پئی سارے پنجابی فیر اوسے جذبے نال اک مُٹھ ہو کے اگے دوجھن تے اپنی اپنی ذاتی چودھراتے سرکار دی جموں چکن دی کوچھی کارنوں تیاگ کے سچے دلوں پنجابی نوں پہلی توں ذریعہ بنوان لئی کھرے تے سچے لوکاں دی اک جماعت بنا کے سرکاری اہلکاراں اگے اپنی منگ دھرن تے جدوں تیک ایہ منگ پروان نہیں ہو جاندی اوس ویلے تیکر روس دکھالے کیجے جان۔ جے مزدوری سرکار نوں اثر نہ ہووے تے موزاں کاں اُتے آ کے پنجاب دے ہر جی نوں ایس مسئلے بارے جاگرت کیا جاوے، تھاں تھاں جیلے جلوس کیجے جاوے تے پنجابی پیاریاں دیاں سریراں وچ چٹکیاڑے بھرتے جان تے اک بگڑی تحریک راہیں اپنی منگ نوں منوایا جاوے۔ پنجاب اسبلی دے ممبراں نوں وی اپنے نال رلان دی لوڑ اے۔

یاد رکھو جدوں تیک بال رووے نہ، ماں دودھ نہیں دیندی تے اپنے حق لئی قربانیاں وی دیناں پندیاں نیں جو یں بنگالیاں نے قربانیاں دے کے اپنا حق منوایا سی انج جدوں تیک پنجاب دے گھر گھر وچ پنجابی پیار دا جھنڈا اُچا نہیں کیا جاوے گا اوس ویلے تیکر سانوں کسے نے پنجابی جموں وچ نہیں پادینی لمیرے چرتوں ستیو پنجابو جاگو تے اپنی زبان دا حق لین لئی اک مُٹھ ہو کے باہر نکلو، اپنیاں آؤن والیاں نسلاں نوں اُن پڑھ تے گونگے بنن توں بچان لئی اگے دوجھو۔ زبان تاں بندیاں دی ماں ہوندی اے۔ جے ماں ای کسے کولوں کھو لئی جاوے تاں چپکھے کبھ رو جاند اے۔ آخر تے میں احسان باجوہ دے ایس شعر اُتے گل مُکاواں گا:

ہا ڈانگ توں حق نہیں بلدا بھادیں نکساں لڈاں لینے
حق دی صاحبان کدھ منی پندے مُٹھ دین کے کدی نہ رہیے

بلھے شاہ اک صوفی تے سماجی دانشور

صوفیاں اتے الزام اے کہ اوہ فرددی حیثیت وچ معاشی تے سیاسی تبدیلیاں لئی عوام دی جدوجہد دا حصہ نہیں بندے سگوں تارک الدنیا ہو کے اوہدی عملی زندگی کر دے نیس۔ لوکاں نوں وی دنیاوی جھگڑے چھیڑیاں توں دور رہن دا مشورہ دیندے نیس۔ ایہ گل بہت حد تک ٹھیک ہے۔ خاص طور تے خانقاہی نظام دے نمائندیاں تے پرچارکاں تے سیوکاں بارے ایہ گل کچی ہے جنہاں دی حکومت تے ریاست نال جڑت رہی اے یاں فراہتاں لوکاں دی اپڑھتا تے عقیدت نوں پیری مریدی دے ٹکے وچ جکڑیا ہو یا سی۔ پر بلھے شاہ دے حوالے نال ایہ الزام کسے وی طرحاں پورا ج ثابت نہیں ہوندا۔ کیوں جے ایہدی گواہی اوہدی ذاتی زندگی تے عمل تے نہ ای کردار تے پیغام وچوں ملدی اے۔

جے انج ہوندا تے۔۔۔ اوہنوں ریاستی جبر تے گماشتہ فکری استحصال دا سامنا نہ کرنا چیدا۔ اوہ دے خلاف فتوے لکدے، نہ کٹ مار ہوندی، نہ دس نکالے ہوندے نہ اوہنوں للیانی تے بموئے اصل دے سکھاں کول جا کے پناہ لینی چینی۔ تے نہ ای اوہنوں قصور نوں بے دستور قرار دے کے اتھے پرت کے آؤن دی گل کرنی چینی۔

بلھے قصور بے دستور اتھے جانا بنیا ضرور

نہ کوئی من نہ دان ہے نہ کوئی لاگ دستور

تے غیر۔ اک ہور تھاؤں انج آکھیا

قصور نام قصور ہے اتھے مونہوں نہ سکھ بول

سچے گردن مارے جھوٹے کرن کھول

انہاں دوہاں اشلوکاں یاں دوہڑیاں وچ بلھے نے 'اتھے' دا اکھر دتا ہے۔ جو ایس گل دی گواہی ہے اور ایہوں دے ریاستی تے مذہبی جبر توں تنگ سی ایسے لئی اوہنوں ایہوں کئی داری ہجرت کرنی پئی۔ حالاں تواریخی سچ تاں ایسی کہ ایس شہر نال اوہدی جڑت سکھ تے زندگی دے انت تیکر رہی دو جا ایہ کہ پوری دنیا وچ قصور دی مشہوری یاں پہچان بلھے شاہ نال اے۔ اوہنے اپنی فکر عملی تے کردار نال قصور نوں پنھاناں کولوں کھوہ لیا سی۔ انج قصور دے پنھان صرف منفی دی پہچان بن کے رہ گئے نیس۔

کچی گل ایہ وی ہے کہ ہر شاعر اپنے سماج تے اوہ دے وچ موجود استحصال جبر ظلم تے زیادتی، بھادیں اوہ کسے دی روپ وچ ہو دے، اوہدا صرف انکاری نہیں وردی دی ہوندا اے اوہ ایس انکار وچوں ای لوکاں نوں آہری تے ادھی بناؤندا اے تے اوہتاں دی ذہنی تربیت کردا اے۔

ایہ تاں پوری دنیا تسلیم کردی ہے کہ ذہنی تربیت، عارضی تے ہنگامی عمل توں زیادہ خطرناک تے دیرپا، ہوندی اے۔ ایس طرحاں ایہ وی کچی گل ہے کہ عارضی تے ہنگامی تحریکاں بھادیں اوہتاں نوں عملی جدوجہد آکھیا جاوے، اوہ بعض ویلے ہائی جیک ہو جانیاں نیس۔ استحصالی طبقے اوہ دے نتائج تے قبضہ کر لیندے نیس جس دی ساڈے خطے وچ سمجھ توں دڈی

مثال ہندوستان دی ونڈ ہے۔ لکھاں لوکاں ایہدے لئی قربانیاں دتیاں، بے گھری تے ہجرت برداشت کیتی پر عام لوکاں نوں ایہدے بدلہ نہیں ملیا۔ سگوں استعمالی طبقے نے سازشاں تے اک دوجے تال گھ جوں کر کے زمین تے اوہدے ہور وسیلیاں اُتے وی قبضہ کر لیا۔ ایس ساری لٹ مار نوں تحفظ دین لئی ریاست دے اختیار تے اقتدار نوں استعمال کر دے ہوئے لوکاں دی ذہنی تربیت لئی نصابی گمراہی دا پر بندھ وی کیتا جس توں معصوم متاثر وی ہوئے۔ جس دی بدترین مثال اقتداری تے نصابی ترجیحات وچ سامنے آئی جہاں لوکاں نوں انتہا پسندی تے دہشت گردی دی آگ وچ سنیا جھڑی 40 سال لکھن مگروں دی بھجن وچ نہیں آری۔ چنگی گل تاں ایہ ہے آج ایہ آگ بجھاؤں لئی بلے شاہ دے پیغام صلح کل دا پانی استعمال کرن دی گل کیتی جارہی اے۔ ایہ بھادیس تھک کے چٹن والی گل ہے۔ پر فیروزی ایہ پنجابیاں لئی مان جوگ ہے کہ بلے شاہ تن سوسال پہلے جھڑی تبلیغ کیتی یاں فرڈ ہئی تربیت لئی جھڑے پیغام نوں لازم بنایا اوہو ایہ آج دی لوکاں دی نجات دا ذریعہ سمجھیا جا رہا ہے۔ اوہے نوں ای امن تے تحفظ دی ضمانت سمجھ کے ذہنی تربیت دارستہ بناؤں دی گل ہو رہی اے۔ کیوں جے ایہ گل وی سارے کچے ثبوتیں تال سامنے آگئی اے کہ سچ دھرو، کھڑبا کھڑبا، جھگڑا فساد، فکری تے نظریاتی لٹ مار، ملائیت دی کاروباری تے سیاسی ضرورت ہے صوفی دی نہیں، صوفی امن تے محبت، انسان تے انسانیت دی اچائی تے وڈائی دا پرچارک ہوندا اے۔ جد کہ ملائیت، صرف ہندو سکھ، عیسائی تے مسلمان وچ ہندی اے۔

ہندو نہ، نہیں، ہم مسلمان بھئے نرنجن جی اہمیمان

کیوں جے شاعر صرف شاعری نہیں ہوندا۔ اک سماجی ناقد وی ہوندا اے جد کہ صوفی شاعر تاں سونے تے سہاگا ہندا اے۔ اوہ وی جے کوئی بلے شاہ درگاہ عالم فاضل، سیاسی تے سماجی دانشور، فلسفی تے مورخ وی ہووے تاں ست بسم اللہ۔ ایہو جے انقلابی شاعر دانیادی مقصد لوکاں دی ذہنی دشادری درستی تے اوہنوں اک دشادی دینا ہوندا اے۔

اپنے ویلے دے انسان نوں بے سستی تے بے شکلی وچوں کڈھ کے اوہدے سچے تے کھرے سونہ مہاندیرے دی نشاندہی کرنا ہوندا اے۔ اک سوجھوان شاعر دی حیثیت وچ۔ معاشرتی تے معاشی سیاسی تے ثقافتی تواریخ تے فکری گھولیاں نوں دور کرنا ہوندا اے یاں فرگھو گھٹ اوہناں دی نشاندہی کرنا ہوندا اے۔

ایہو ای انقلاب ہوندا اے جس دے اثرات مدتیں جیوندے رہندے تے لوکاں نوں جاگرتی دیندے نیں۔ ایسے ہچکچو کڑای آج سانوں صرف صوفی بلحا نہیں شاعر تے انقلابی بلے شاہ یاد آؤندا ہے۔ جھڑاوس ویلے دی نگلی لکوار داگوں جھوٹے فریب، ریاکاری تے مکاری، مصلحت تے منافقت، استعمالی تے جبری رویاں دے پڑجیسے لاہوندا۔ تے حق دی بولی بولدا۔ نعرے ماردا دکھالی دیندا ہے۔

تینوں کافر کافر آکھدے توں آہو آہو آکھ

آج دی پوری دنیا دے سوجھوان تے سیانے بلے شاہ دے پیغام توں رہنمائی حاصل کر دے نیں۔ بھادیس اوہناں دا تعلق کسے دی مذہب یا نظریے تال ہووے۔ ایہ گل سارے پنجابیاں لئی مان جوگ ہے۔ ایہ دکھری گل ہے کہ پنجاب دے حکمران استعمالی طبقے اوہنوں تسلیم نہیں کر دے۔

بھادیس سچ تاں ایہ ہے کہ۔ ہر خالق اپنی تخلیق وچ لکھیا ہوندا ہے اوہی وچوں ای اوہی تخلیقی جو ہر ظاہر ہوندا ہے تے اوہ اوہدے اتے مان وی کردا ہے رب دی خالق ہے ایس سنسار وچ موجود ہر شے اوہی تخلیق ہے ایسے لئی اوہنوں مخلوق آکھیا جاندا ہے سورج چن ستارے سمجھ اوہی دی رچتا ہے پر سمجھتوں بہتا مان اوہنوں انسان اتے ہے اوہ انسان وچ لکھیا ہو یا وی ہے ظاہری۔۔۔ تے فیروزی اوہنے ایہ اعلان وی کردا کہ

”اساں انسان نوں اپنی صورت اُتے پیدا کیتا۔“

بہت سارے شک آپے دور ہو جاندا ہے نیس ملائیت دی اڈائی ہوئی دھوڑ پورا بچ وکھالی نہیں دین دیندی۔ ہوروی بہت ساریاں صفتاں دی سانجھ ہے پر ایس صرف تخلیقی جو ہر دی کل گردے ہاں جیہڑا رب دی کسے ہور حقوق کول نہیں صرف انسان کول ہے۔ رب نے ایہ سنسار بنایا ہے تے انسان نے ہوروی بہت کجھ بنایا ہے ایہ دکھری گل ہے اوہدے توں فایدہ گھٹ تے سنسار نوں نقصان بہتا ہوا اے۔ انسان وچ پائی گئی حرص، ہوس، لوبھ تے جہڑے نظام دی پرچلتا کھتی اوہنے سنسار نوں دی تباہ کرن وچ کوئی کسر نہیں چھڈی سگوں سبھ توں بیتی بر بادی وی انسان تے انسانیت دی ہوئی آج آپ انسان کول اپنی ہی بنائی ہوئی دنیا وچ کوئی پناہ نہیں رہی۔ ایہ دنیا اوہنوں آپ ای کھان نوں آگئی اے۔ ایسے لئی سلطان باہوا ایہ ہوکا دتاسی

اومی لغت دنیا تا کیں ساری دنیا دارا می ہو

پر لوبھ تے لالچ اک ایسا عذاب ہے جیہڑا اک واری اندر وڑ جائے فیر باہر نہیں نکلد ا۔ اندر و اندر ای زہر دانگوں پھیلدا رہندا اے۔ آئندہ شانتی نہ سکون۔

رب تے تاں آکھیا ہے پر ایہدے ول دھیان کسے دا نہیں رہندا۔

ایس لوکاں دے دلاں وچوں سکون کھچ لینے آں“

کیہ ایہ عذاب نہیں؟ ایہدے توں وڈا عذاب بھلا ہور کھڑا ہو سکدا اے، کیہ ایہ انسان نے اپنے لئی آپ نہیں بنایا ہے۔ کیہ ایہ انسان دی اپنی رچنا نہیں؟ ایسے لئی اپنی حد وچ رہن دی گل کر دے نیس۔

ایہو جی۔۔۔ رچنا توں پرے رہن دی پریرنا دیندے نیس، کیوں جے دنیا وچ جے وی عذاب سامنے آئے یاں فر آوندے نیس اوہتاں دے پچھے انسان دیاں لوبھ تے لالچ نال بھریاں ہوئیاں سدھراں نیس۔

گو تم بدھ آکھیا سی۔ سارے دکھ خواہشاں واسطے نیس

خواہشاں یاں سدھ جی وی گھٹ تے چھوٹی ہو دے گی عذاب دی او نے ائی گھٹ ہون گے۔

ایس کچھو کر دو جا وڈا بچ تاں ایہ ہے کہ ملائیت نے وی انسان لئی لوبھ تے لالچ نوں انسانی فطرت نال جوڑ کے، ایہناں عذاباں دے وادھے وچ کوئی کسر نہیں چھڈی۔ عشق تے تعلق دی تھاواں عبادت نوں ذریعہ بنایا۔

بچ نمازاں 30 روزے تے ایٹاں دے بدلے جنتاں دے دروازے کھولے۔ حالاں اوہنوں اپنے جنت وچ جان دا کوئی پتا نہیں۔ کیوں جے ایہدی ملکیت تاں رب دی ہے، رب جنہوں چاہوے جنت وچ داخل کر سکدا اے۔ مالک جوہو یا۔

پر ملائیت نے جنت دا دروازہ بند کر کے اوہدی چالی اپنے گھیسے وچ پائی ہوئی اے،

گل کسے خاص مذہب دی نہیں۔ سارے مذہباں وچ ای ملائیت نے قبضہ کیتا ہو یا اے اوہدے آل دوالے ٹھیکیداری نظام بنایا ہو یا اے۔ آپ بیوروکریٹ بن کے کمیشن لمیندی اے ایسے لئی تاں پیسے شاہ آکھیا سی۔

ٹھاکر دوارے ٹھگ بھیس پچا ہی دوار مسیت

پر کے دوارے بھکھ بسیں بھری ایہ پر تیت

تے فیر۔۔۔ ایس توں دور رہندے ہوئے ایہ ہوکا وی دتا

پلھیا دھرم سالہ دھڑوائی رہندے ٹھاکر دوارے ٹھگ

وچ مسیت کویتے رہندے عاشق رہن الگ

چیتے رہو کہ۔۔۔ اوس دے لے تکر عیسائیت ایس خطے وچ پرچلت نہیں ہوئی سی، نہیں تے اووی پیسے دی تنقید توں بچ

نہیں سکدی سی۔ اوہ وی اوہی ٹکری ٹکوار ہٹھیاں آجاندی اوہنوں وی اپنا آپ بچاؤ ناؤ کھا ہوندا۔ بہر حال، گل تاں خالق تے تخلیق دی سی۔ رب اپنی تخلیق انسان وچ لکھا ہویا دی ہے تے ظاہری۔

ایسے طرحاں۔ اوہ انسان جہدے کول تخلیق دا جوہر ہے۔ فنکاراے، شاعر اے، ادیب اے اوہ وی اپنی تخلیق وچ لکھا ہوندا ہے۔ اوہدے وچوں ظاہری ہوندا ہے ایہو ای اوہدے اظہار دا وسیلہ ہوندا ہے۔ جیویں پیلو تے حافظہ بر خوردار اپنی تخلیق۔۔۔ تے وارث شاہ اپنے رانجھے وچ لکھا ہویا اے۔

میاں محمد بخش، سیف الملوک دے اولھے بیٹا ہے۔ ہاشم شاہ نے اپنے اُتے کسی دا پردہ پایا ہویا۔ کلابندہ ہے جسے اپنے آپ نوں سوانی وچ لکھا اے نہیں، تے سارے مرد شاہی دے غلام بنے رہے نیں۔ فیروزی پور رانج تاں ایہ ہے کہ۔

گورو تاک اپنی بانی وچ سلطان باہو اپنی ہوتے بلھے شاہ اپنے شوہ وچ لکھیا ہویا اے
ایہد اوہ گھرو کی کردا ہے۔

بلھا شوہ توں دکھ نہیں
پردیکھن والی اکھ نہیں

اکھ وی تاں کسے کسے نوں دان ہوندا اے اوہدے لئی وی بھاگ چنگے ہونا ضروری اے
شاعر اپنے فن دے اصول تے اسلوب دا غیر شعوری احساس رکھدا اے جہڑا اوہدیاں رچتاواں وچ غیر ارادی طور تے اپنا کم کردار رہندا اے۔ اوہدے اندر اپنے عہد دے دے سیاسی تے سماجی، معاشی تے تواریخی حالات تے اوہتاں دے جبر وچوں ٹکری تے نظریاتی دشاواں لیاؤندا اے۔

تے فیروزی اپنے علم تجربے، مشاہدے نال ذہنی نتکیاں وچ اوہتاں دیاں مورتاں بنا کے۔ اپنیاں رچتاواں دا حصہ بناؤندا ہے۔ اوہدے لئی طاقت تشبیہ تے استعارے لفظاں وچ ڈھالدا ہے۔

ایسناں سمجھ نوں مجموعی صورت وچ جانچتا پرکھتا ضروری ہوندا ہے۔ ایس بچو کزدیک وچوں دانہ نوہن والی گل کچھ ٹھیک نہیں لگدی۔ کسے اک شعریاں اک تخلیق وچوں کسے اک شاعر یا فنکار دی پوری علمی ٹکری تے نظریاتی صورت نہیں بنائی جاسکدی۔۔۔ کیوں ہے۔

ہر تخلیق دی اپنی کیفیت، زمانہ تے ماحول ہوندا اے جہدے وچوں فنکار گزر رہیا ہوندا اے۔ ایہدے لئی اوہ اپنی سوچ دا گھر بناؤندا تے فیروزی دے وچ آپ آباد ہوندا اے۔ کچھ کمرے بناؤندا تے بوہے باریاں وی رکھدا ہے تاں جے تازہ ہوا وی آوے تے اوہ آپ دی باہر اندر ہووے تے ویلے نال سگت وی کرے کیوں جے ہوا اندر نہ آوے تے بند کمریاں نوں جالے لگ جانے نیں۔ کندھاں تے بوبیاں اُتے بنے نقش نگاراں نوں وی آلی لگ جاندی اے ہمسوس وچ نوں کھاوون لگ پنیدا ہے سدھار ماری جاندی اے

ایسے لئی بوہے کھلے رکھن تے ویلے دی سگت ضروری آکھی جاندی اے ایہو ای ارتقائی عمل اے۔ پر ہر کھ والی گل اے کہ اجو کے ویلے پاڑو گھٹ تے گھاڑو بچتے نیں۔ اوہ نکھماں غزلاں تے گھڑ دے نیں پرویا اوہتاں توں اگے نگھ چکیا ہوندا اے۔

بہر حال۔ اک ہور رانج تاں ایہ وی ہے کہ بعض اوقات شاعر دا اپنا طرز عمل رنگ، ڈھنگ، رہن سہن تے ورت دیہار کچھ ہور ہوندا ہے پر اوہدے شعوری سفر تے لاشعور وچ بیٹھے بندے دی پہچان تے شناخت کچھ ہور شکل وچ سامنے آؤندی

ہے۔ فیروزی سچا تھے چھا شاعر اور ہو ہوندا ہے جس دی بنیاد لو کا کئی نال محبت تے جڑت ہوندی ہے جد کہ لو کا کئی وی ایس سنسار دا حصہ ہے۔ او شو کہندا ہے

دل نوں محبت نال بھریا ہونا چاہیدا اے، محبت نوں اندروں پھنکھنا چاہیدا ہے
اوہ محبت جھڑی پودیاں نال ہووے، انساناں نال ہووے، انجاناں نال ہووے، پر دسیاں نال ہووے، دُور
وسدے چن ستاریاں نال ہووے۔ محبت نوں ہمیشہ دودھ دے رہنا چاہیدا ہے۔

جی تہاڑے اندر محبت دودھ دی، اے ادنا ای زندگی وچ جنس دا امکان گھٹ ہوندا جاندا ہے۔
محبت تے مراقبے چوں ای رب دادر دوازہ کھلا اے۔ محبت تے مراقبہ کھٹے ای رب نال وصال کر دے نیں۔ گوتم
بُدھ نے اپنے اک شاگرد نوں پچھیا تیری عمر کئی اے؟ اوہنے آکھیا پنج سال، گوتم بڑا حیران ہویا۔ اوہنوں آکھیا۔ تُوں تے ستر
سال دا بُدھا لگدا ایس شاگرد آکھیا۔ مراقبے دی کرن پنج سال پہلے ای میرے وچ داخل ہوئی سی۔ پچھلے پنج سال توں ای
میرے اندر محبت دی بارش ہو رہی اے۔ ایس توں پہلے میں صرف سفلیاں وچ ای جی رہیا ساں۔ اوہ حیاتی صرف خیندروی
حیاتی سی، اصل زندگی تاں پنج سال پہلوں ای شروع ہوئی اے۔ ایہو ای میری عمر اے۔

گل تاں ایہو ہے کہ۔ موتی دی زندگی اوس دے لیے شروع ہوندی اے جدوں اپنی ذات اپنی مستی تے فیرا دے
وچ لکے ہوئے وجود دا گیان ہوندا ہے فیرا ای اوہدے اندروں خاموشی دے پتھر ٹھٹھا جاندے نیں تے اوہ کھل کھلا کے آکھن
لگ پیندا ہے۔

میں پایا ہے میں پایا ہے تسلیں آپ سر پہ دٹایا ہے۔
ایس طرحاں ادھار اکے ہووے اصلی روپ سامنے آؤندا اے۔ شاہ حسین اک مست الٹ فقیر، دنیا جہان توں بے
نیاز پچھدا گاؤندا دکھائی دیندا ایہو دعویٰ کر دے۔
میڈی جان جو مٹے سو مٹے
پرفروزی اوہ ایہ کہہ کے وقت نال اپنی جڑت ثابت کر دے۔
کہے حسین فقیر سائیں دا تخت نہ ملدے مٹے

ایہ اک ای شخصیت دے دور روپ نیں جہاں توں وقت ماحول تے کیفیت دا پتہ لگدا ہے۔ ایہناں دور ویاں وچ اک
پاسے تاں تصوف دی تسلیم و رضا اے۔ تے دوجے پاسے سیاسی تے سماجی جبر چوں نگلن تے منزل ٹیکر اپڑن لئی ادہم تے
جدوجہد دی پریرنا ہے۔ ایس لہنوں وقت تے حالات، سیاسی تے سماجی ماحول دا کھریاں وی کہہ سکے آں۔ شاہ حسین بھاگاں
والا سی کہ اوہ ازمانہ اکبر اعظم درگے سیکولر حکمران داسی تے اوہدے زمانے کوئی باہروں دھاڑوی وی نہیں آئی سی۔ اکبر شاہ حسین
دی حیاتی دے پچھلے پندرہاں سالوں وچ لاہور رہیا سی، اوہنے اپنی راجدھانی، یاں ہندوستان دے قلعے دے شمالی دروازے
لاہور نوں مضبوط بناؤن لئی گزارے کیوں جے اوہنوں پتہ سی کہ سارے دھاڑوی، افغانستان دلوں آؤندے تے پہلے لاہور نوں
فتح کرن لئی تباہی تے بربادی ضروری سمجھدے نیں۔ باقی سمجھ میری جاچے قصے کہانیاں، خود فریادیاں تے خوش گمانیاں نیں۔ بہر
حال ایہو ای کارن ہے کہ شاہ حسین دے نال سیاسی، سماجی تے معاشی، بلکہ فکری تے نظریاتی جبر دی اوس طرحاں نشاندہی نہیں
ہوندی جسران بلھے شاہ دے زمانے ایہ دکھائی دیندا ہے۔ بلھے دا زمانہ 1680ء توں 1758ء ہے۔

بلھے شاہ دی تعلیم تے جوانی دے زمانے اورنگ زیب درگے انتہا پسندی حکومت سی جہدی انتہا پسندی دے عمل وچ
کئی طرحاں دیاں بغاوتاں نے جنم لیا۔ پنجاب وچ سکھاں دی چڑھت ہوئی، دکن تے مرہٹاں دی تاجری ٹھن لئی اورنگ زیب

نوں کئی سال اوتھے گزارنے پاپے۔ اوس توں مگروں مغلان وچ اقتدار لئی کج دھرو شروع ہو گئی۔ جہڑا اقتدار تے قبضہ کردا، اوہنوں اورنگ زیب دی روایت موجب سارے بھراقل کرنے چنیدے۔ تے فیر نادیر شاہ نے پہلے لاہور تے فیر دلی تے دھاڑ کیتی۔ ایہ بلھے شاہ دی سوچ تے سیانف دی نیسی دازمانہ سی۔ فیر بلھے شاہ دی حیاتی وچ احمد شاہ ابدالی دے پنج حملے ہوئے۔ مغل دربار شیعہ سنی جھگڑیاں وچ ونڈیا ہو یا سی کسے نوں کوئی پرواہ نہیں سی کہ پنجاب نال افغانستان توں آؤن والے دھاڑ دی کیہ سلوک کر رہے نیں۔ مغل حکمران اپنیاں عیاشیاں وچ رجمے ہوئے سن۔ ایس لٹ مارٹ بج تے کج دھرو دے ساج تے دی اثر پے رہے سن۔ انسانی اخلاقیات دی متاثر ہو رہی سی۔ معاشی تے معاشرتی رویے وی تبدیلی ہو رہے سن جہدی نشاندہی بلھے اپنے ڈھنگ وچ کیتی۔ روناوی رویا، حال دہائی وی کیتی۔ اتے فیر پناہ لئی مددوی منگی تے آکھیا۔

درکھلا حشر عذاب دابر حال ہو یا پنجاب دا

سانوں ہاویے دوزخ ساڑیا، کدی آمل یار پیار یا

چیتے رہوے کہ احمد شاہ ابدالی نے لاہور دے 184 پنڈاں چوں 120 پنڈ ساڑ کے سواہ کردتے سن۔ بلھے شاہ ہاویے دوزخ ساڑن دی گل نہ کرداتے ہو کر کیہ کردا۔ اصل وچ سڑن مرن والیاں وچ صرف مسلمان ای نیں سن دوجے مذہباں دے مانی وی سن جہڑے انسان سن۔ ایہ تاں برداشت دی انتہا چوں نکلن والی چیک سی۔

پرایس توں وی پہلے اوہنے جو کجھ وی اپنی اکھیں ویکھیا اوہنوں بیان کیتا۔ کسے مصلحت توں کم لیا نہ کدھرے کوئی دی منافقت دکھائی لوکاں نوں چٹاؤنی دے کے ادی بناؤن دے جتن کردار ہیا۔ ظاہر ہے رنگ اپنا، ڈھنگ اپنا، انج دی اسن تے بھائی چارے، برداشت تے رواداری دا پرچارک، صلح کل داد و عیدار، لوکاں نوں ہتھ وچ تھوڑاں برحمیاں پھرن لئی تے نہیں کہ سکدا۔ ایہ ادھارے فکری نظام دی وردو دھتا ہے۔

تے فیر فقیری چولے وچ لکھیا اوہ شاعر، جہڑا انسان دی اچپائی تے وڈیائی توں دی دوہتھ اگے جا کے وحدت ادیان دی پریرنا دیندا ہو یا کہہدا ہووے۔

دوئی دور کر کوئی شور نہیں

ایہ ترک ہندو کوئی ہو نہیں

سبھ سادھ کہو کوئی چور نہیں

تے فیر ایسے طرحاں جہڑا ذات پات تے اونچ نیچ دا مخالف ہووے لوکاں نوں آپسی تعلق ودھاؤن تے کھڑبا کھڑبی جھڈ کے برداشت دی تعلیم دیندا ہووے۔ اصلی تے وڈے دشمن دے خلاف لڑن لئی کہہدا ہووے جس دے اک دو نہیں نکھاسن استحصالی روپ نیں اوہ باہروں دی آؤندے سن تے اندر دی موجود سن۔ ایس لئی تے اوہنے پنجاب دی لوکاں نوں بہت پہلے آکھیا سی۔

اٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں ایہ سون تیرے درکار نہیں

ایس توں ودھ اوہ ہو کر سکدا اے۔ اوہ پریرنا دی دیندا ہے تے ادی ہو کے جدوجہد لئی دی کہہدا اے اک ہو کر کج تاں ایہ وی ہے کہ اورنگ زیب 1607ء وچ چلانا کیتا اوس توں مگروں بلھے شاہ مغلان دے اٹھ بادشاہ ویکھے ہر کوئی قتل و غارت کر کے مغلان دی روایت نوں نورادیندار ہیا۔ مغل دربار سازشاں دے گڑھ بنے ہوئے سن تے دوجے پاسے بنادتاں شروع ہو گئیاں سن۔ مرہٹے تے سکھ نویں سیاسی قوتاں بن چکے سن۔ تے بلھے شاہ و چارایوای کہہدا رہیا۔

مغلان زہر پیالے پیتے، بھوریوں والے راجے کیجے

اللے ہو زمانے آئے، تاں میں مجید بکن دے پائے

ایس پچھو کڑاک ہو کہانی تاں انج دی ہے کہ

دلی دربار وچ ہون والیاں سازشاں نے ای تادر شاہ درانی نوں حملے دی دعوت دتی سی جہڑا اگاں لاؤندالٹ مار کردالا ہو تون دلی گیا۔ بادشاہ نے کروڑاں داتاوان وی دتاتے دمی دارشتہ دے کے اوہنوں پچھانہ موڑیا۔ ایس تادان تے دمی دے رشتے نے احمد شاہ ابدالی نوں وی حرص دتی۔ احمد شاہ ابدالی دے پیٹھ اُتے 9 حملیاں نے لوکاکی دی جہڑی اجتماعی چیک کدھی اوہ سانجھی سو جھ چوں انج سامنے آئی۔

کھا داپتالا ہے دا باقی احمد شاہ ہے دا

اصل گل تاں ایہ وی ہے کہ سماجی دانش دا ایہ دکھالا سانوں نصابی تواریخ تے درباری لکھاریاں وچوں کیوں نہیں ملد اوہ سانوں پنجاب دی 97 فیصد آبادی جہڑی پنڈاں وچ آبادی اوہ دے بارے کوئی چٹکی تے پکی جانکاری کیوں نہیں دیندے۔ ایس اک شاعر سوجھوان فلسفی تے مورخ دی گل کیوں نہیں سندے۔ پر پچی گل تاں ایہ ہے کہ اوہنوں تے اوہ دے زمانے کوئی تسلیم نہیں کرداسی۔ ایس پچھو کڑاک تواریخ جی تاں ایہ ہے کہ اسٹیبلشمنٹ کل دی ہوئے یاں انج دی، اوہو اے۔ صرف اوہناں دیاں شکلاں تبدیل ہوئیاں نیں۔ بلکہ سائنس نے اوہنوں میک اپ وچ لکا دتا اے۔ بہر حال بلے شاہ اک حساس آبرور و دو انگوں سچ کچھ دیکھداتے اوہنوں بیان کردا ہے۔ ظاہر ہے جدوں اوہ دے اندر دافقیر، بھاری ہوندا ہے تے اوہ اپنے عشق دی پناہ گاہ وچ لکھن دی کوشش کردا کہہ دے۔

لمحا حکم حضوروں آیا تفس نوں کون مٹائے

پاکستان وچ اورنگ زیب سوئم جنرل ضیاء الحق دا زمانہ آیا تے سماج نوں کراہے پاؤن لئی فکری علمی ادبی تے نصابی گمراہیاں دا بڑا رولا پیاسی۔ ادب وچ حب الوطنی تے مذہب وی شامل ہویا۔ ادب برائے ادب تے ادب برائے زندگی دی گل ہوئی ترقی پسنداں تے کفر دے الزام دی گئے دو تن کچھ پاسے دے لکھاری حادثیاں دا شکار دی ہوئے بہر حال ایسے زمانے ای گل گل کھل کے سامنے آئی کہ شاعر ادیب تے لکھاری اپنے زمانے دا ناقہ دی ہوندا ہے تے اوہ اپنے زمانے دی تواریخ دی لکھدا ہے ایس لئی کسے دی فنکار دی تخلیق وچ عام آدمی دی زندگی تے اوہ دے حالات بارے پوری جانکاری ہونی چاہیدی ہے تے اوہ دے مال ای سماجی تے معاشی جبر وچوں پنکھرن والے دکھاں درداں دی داپرتاروی ہونی چاہیدی اے۔ اوہ دے لئی اسلوب تے ہیئت ثانوی حیثیت رکھدے نیں۔ ایسے طرحاں ایہ وی کہ کسے وی ادب نوں جانن لئی سماجی حالات طبقاتی و مذمعاشی تے معاشرتی ترقی دے امکانات، تواریخ تے تہذیب دے عمل، علمی تے فکری آزادیاں نوں جانچیا پرکھیا جانا ضروری ہے۔

ایس پچھو کڑاک، حقیقت تاں ایہ وی ہے کہ ریاستی تے حکومت جبر نے ہی علامتی نظام ادب دا حصہ بنایا سی تے فیر جدوں ایہ جبر بہت زیادہ ہویا تے اوہ دے وچوں تجریدی فن دا ظہور ہویا۔ میری جاچے تاں تصوف دی مذہب دا تجریدی روپ اے جہدی جانکاری دے کچھ اپنے تے وکھرے اصول نیں جہناں توں ہر کوئی اپنی ذہنی گرفت وچ نہیں لے سکدا۔ بلے شاہ دا تصوف دی تجریدی آرٹ دا شاہکار اے جہڑا عام آدمی دی پونج توں باہر اے۔ پردو بچے پاسے سچ تاں ایہ وی ہے کہ بلے شاہ دا انگوں کوئی ہو مصونی سوجھوان شاعر فلسفی، سماجی تے سیاسی دانشور نہیں جہنے اپنے وقت تے زمانے دی نمائندگی کیتی، لوکاکی دی تواریخ بیان کیتی ہو دے۔

سماجی منظر نامے دیاں کچھ مورتاں دیکھدے ہاں جہناں وچ سیاست دے اثرات دیاں لکیراں وی ہے نیں بے

پر کچی گل تاں ایہ وی ہے ایہ خواہش کچی ہجرت یاں نقل مکانی داروپ نہیں دھار سکی۔ مٹی نال محبت تے دھرتی نال جڑت مجبوری وچ ڈھل جان دی رہی۔ اپنے شہر دا معاشرتی منظر نامہ اک ہور صورت دی اوہنے بیان کیتا ہے کیوں جے کچی گل تاں ایہ وی ہے معاشرت معیشت وچوں جنم لے کے انسانی روایاں دے مشتر وچ مذہلا کردار ادا کر دی ہے تے فیر ایہ رویے اجتماعی دیہاد و پیار داروپ اختیار کر لیندے نہیں

لمھیا دارے جائے اوہتاں توں جہڑے مارن کپ شروپ
کوڈی لمھی دین چا، تے بھنچ کھاؤ گھپ

گل اتھے ای نہیں کدی، اک ہور تواریخی سچائی تاں ایہ وی ہے کہ ملائیت ہودے یاں برہمن ازم، ایہدی سرکار دربار تے دربار دی ایہ ضرورت رہی اے، ایسے بارن نال استحصانی نظام دا تسلسل تے لوکاں تے جبر چالور ہند اے۔ اک پاسے حق مارے جانے نہیں تے دوجے پاسے فکری گمراہی وچ لوکاں نال دھوکے بازی کیتی جان دی اے معاشی تے معاشرتی عدل نوں مذہب دے تاؤں تے ہائی جیک کیتا جاندا ہے جس توں مذہبی ادارے وی کاروباری ادارے بن جانے نہیں۔ ایہ صرف آج وی نہیں اوس ویلے دی وی گل ہے جس دا ذکر بلے شاہ وی کئی تھاکیں کیتا ہے۔

لمھیا قاضی راضی رشوتے ملاں راضی موت

عاشق راضی راگ تے نہ پرتی گھٹ بوت

ایہ اوہ بارنرخی جہڑا مذہبی جبر داروپ ڈھال کے سماجی تے انسانی، اجتماعی روایاں تے وی اثر انداز ہو رہی اے، مذہبی ادارے وی ٹھگاں وے گڑھ بن گئے سن۔ لوکاں اپنیاں لوڑاں تھوڑاں پاروں اہتاں نال تعلق رکھن تے مجبوری۔

ٹھا کردوارے ٹھگ بسیں بھائی دواریت

ہر کے دواریے بھکھ بسیں ہمری ایہ پریت

بلے شاہ لوکاں نوں ایہدے توں دور رہن دی پریرنا دیندے ایہ انتہا دی کیتا تے اوہدے دوغلے کردار وی نشاندہی کردے آکھیا۔

ملاں تے مشاپچی دوہاں اکوچت

لوکاں کردے چاننا آپ انھیرے نت

آپ تاں ایہدے توں کھل کے بغاوت دی کیتی، اوہدا اعلان دی کیتا۔ ایس بغاوت نوں عملی شکل دی دتی۔

لمھیا دھرم سال دھڑواک رہندے ٹھا کردوارے ٹھگ

وچ مسیت کو تے رہندے عاشق رہن الگ

بلے شاہ دے زمانے دا ایہ سیاسی سماجی تے معاشی منظر نامہ ہے جہڑا تواریخ دا حصہ ہے۔ بھائی بسوں ڈھائی تن سو سال گزر گئے نہیں۔ آج وی اوہو ای منظر نامہ ہے۔ مسیتاں، مندر تے گرجے کاروباری ادارے بنے ہوئے نہیں حکمراناں تے مذہبی ٹھیکیداراں وچ ہون والی بھائی والی نے اک دوجے وی ضرورت بنایا ہویا اے۔

اتھے اک ہور تواریخی گل یاد رکھن والی ہے ہندوستان وچ مسلمان بادشاہاں دے زمانے وچ وزارت اطلاعات، ملائیت کول سی مسیتاں وچ بادشاہ دے کارنامے تے قصیدے بیان ہوندے سن تے ایہدے بدلے وچ وظیفے دی جاری ہوندے سن۔ ایسے طریقے نال ای آج دھمکے اوقاف بنیا اے جہدے وچ باقاعدہ تنخواہ دار موجود نہیں۔ بہر حال آج وی سچائی تاں ایہ وی ہے کہ درباراں نالوں منارے اچے نہیں اوہتاں وچ لگے لاڈ لڈ پیکراں وچوں فتح دیاں کہانیاں سنا کے جہادی تبلیغ

کہتی جاندی اے۔

انسان دے مدھلے معاشرتی تے معاشی حقائق دی کوئی گل ہوندی اے نہ امن تے بھائی چارے دی نہ انسان دی عزت تے احترام دی، سگوں دوہے نوں کافر آکھ کے نشانہ بناؤن دی شدتی جاندی اے۔

بلے شاہ ورگے صلح کل دے پر چارک، بلکہ ایس توں وی دوہتھ اگے، وحدت ادیان، دے مانی صوفی نوں محمد عبداللہ بناؤن تے ثابت کرن دے جتن کیجے جاندے نیں حالاں اوہنے تاں صدیاں پہلے کہہ دتاسی۔ مومن کافر مینوں دوویں نہ سدے وحدت دے وچ آکے

پر فیروزال ایہ دی ہے کہ ایہ وحدت، منبر تے بیٹھے بندے نوں نظر کیوں نہیں آؤندی؟ گل تاں ایہ دی ہے کہ جے اوہنوں ایہ وحدت نظر آجاءے یاں اوہ لہسنوں کجھ جاوے تے سارے روئے نہک جادوں۔ پر نہ تے ایہ غاصب حکمران طبقے چاہندے نیں تے نہ ای روٹی دے بھکھے وپاری، گل اوہوای ہے جو بلے شاہ آکھی سی۔

کجھ رولا پایا عالماں کجھ کاغذاں پایا جمل

اصل وچ ایہ بارہی ساری خرابی دی جڑ ہے جس دے بن کئی روپ بن چکے نیں۔ بادشاہی نظام دی تھاؤں طبقاتی جمہوریت آگئی ہے جاگیرداری تے سرمایہ داری دی سانجھ نال اک نویں روپ دا استحصالی نظام آگیا اے پر اوہ دے بنیادی اصول اوہوای نیں جہڑے صدیاں پہلے سن تے اوہناں دا مقصد زنجی وسائل تے قبضہ کرنا تو لوکاں نوں اوہناں دے قایدیاں توں وانجھار رکھنا اے۔ ایہناں لئی حال دہائی کرن والا کل دی کوئی کوئی سی تے آج دی اوہناں دی گھاٹ اے۔ آج دے بادشاہواں اپنے اپنے توارخ دے لکھاری رکھے ہوئے نیں۔ جہڑے حکمراناں تے اوہناں دیاں غاصب حکومتاں دے کارنامے لکھدے تے اوہناں توں فیض حاصل کردے نیں۔ غریباں، ماڑیاں تے مجبوراں دیاں اوکڑاں تے مصیبتاں دی واپر بیان کردا ہے تے نہ ای اوہ دے وچوں نکل کے سکھ تے سوکھ لئی اوی ہون دی پریرنا دیندا ہے۔ بلے شاہ ورگا غریباں دا نمائندہ ماڑیاں مجبوراں تے مظلوماں دا مورخ یاد نہ آوے تے کیہ ہودے۔

پر کجھی گل تاں ایہ دی ہے اوہنوں کل دی کافر آکھیا جاندی اے آج دی اوہدی فکر، اوہ دے پیغام نوں گمراہی آکھ کے پروکھے کرن دی تعلیم دتی جاندی اے۔ اوہ یاں کرامتاں بیان کر کے اللہ دا بندہ تے تسلیم کیتا جاندی اے۔ بطور انسان تے حساس شاعر، سوجھوان تے فلسفی دانشور تے مورخ، اوہدی بیانی ہوئی سماجی تے سیاسی توارخ نوں، توارخ دا حصہ نہیں بنایا جاندی۔ کیوں جے اوہ دے پورے سچ نال نصابی گمراہی دا بھید کھل داؤراے۔ آخری گل ایہ کہ بلے شاہ اک علامتی اے اوہنوں اپنی ملامت دا احساس ای نہیں مان دی ہے۔ اوہ لہسنوں قبول ددی ہے تے فیرا یے قبولیت وچ ای اوہ آہو آہو ہوا ہوکا ویندا اے۔

دو جا ایہ کہ علامتی لہجے وچ سرکشی تے بغاوت وی ہوندی اے تے بے ساختگی وی ایہو سرکشی بغاوت تے بے ساختگی بلے نوں بلے شاہ بناؤندی اے جہڑی اوس ولے دارا کھاندی سی تے نہ آج دارا کھاندی اے۔ پر فیروہی چنگی گل اے کہ۔ صلح کل دا بندہ ڈراکل نہیں ہوندا۔ بلے شاہ وی ڈراکل تے بزدل نہیں سی۔ ایسے لئی تے اوہنے صلح کل دی گل کہتی سی۔ ایسے لئی تے سانوں اوہدی لوڑاے

مکدی گل ایہ ہے کہ صوفی ہودے یاں دانشور، رمانک موتی ہوندا ہے جہدے وچ چھید ہوندا ہے۔ اوہنوں تسبیح وچ وی پرویا جاسکدا۔ اے کن دا مندر اوہی بن جاندی اے۔ لوکی اوہ دے وچ دھاگا پا کے گل دا ڈھولنا وی بہلیہ دے نیں۔ آج دے دانشور تاں سچ دا نمکا اے اوہنے بھلا کیہ بننا اے۔ اوہ تاں کیلکولیٹر دا ہند سا بنایا ہوا اے۔ صوفی تے فقیر ایس نظام نوں نہیں مندے۔ اوہ کہہ دے نیں

رب تے بندہ اک دو جے تال جڑے ہوئے نیں اوہ اک دو جے توں بناں نہیں رہ سکدے۔ دوویں اک دو جے
 دی لوڑ نیں ملائیت نے ایس لوڑنوں وی لو بھلا بھدے ٹکے وچ جکڑیا ہویا اے۔
 فقیر اینوں سودے بازی لہندا اے جے ایہ سودے بازی ہے تے فیر جھوٹے کول بہتے سکے نیں اوہو ای خریدار بن
 سکدا ہے۔ رب کوئی وپاری نہیں جھوٹا اپنی مانٹا نوں دنیاوی ایس دکان وچ سجا کے بیٹھا ہویا اے۔ اوہدے لوڑ۔ خالق تے تخلیق
 وچ تعلق تے محبت وی ہے جھڑی اک دو جے توں بناں نہیں رہ سکدی ایہ کچھ ایہ تاگھ دوویں پاسے ہے۔
 اک پاسے رجمی تے کریمی ہے، دو جے پاسے تسلیم تے رضا ہے۔
 ایہ عشق ہے۔ اُتے عشق وچ کوئی لو بھ نہیں ہوندا۔ محبوب دی رضا تے اوہدی مرضی ہوندی ہے سرہنواں ہوندا ہے
 کوئی سوال جواب نہیں ہوندا۔ بس ہاں ای ہاں ہوندی ہے۔
 توہیوں ہیں میں ناہیں دے سجتا توہیوں میں ناہیں
 ہاں پر اک خواہش ضرور ہوندی ہے۔ سدونی مینوں دھیورا نجا ہیر نہ آکھو کوئی

علامہ اقبال و پنجابی زبان تے ادب نال پیار

علامہ اقبال برصغیر دے وڈے فلاسفر، دانشور، مفکر تے شاعر سن۔ اوہ پنجاب دے وسنیک سن۔ اوہناں نے پنجاب دی زبان وچ صرف دو تن نظمیں لکھیاں، اوہ وی بالاس لئی، پر اوہناں دے مزاج، رویے، رہن سہن، بول چال تے طمن ورتن وچ اوہناں دی پنجابیت گورھی رہندی سی۔ پنجابی زبان تے ادب نال علامہ اقبال دا دلی تعلق سی۔ ایس دا ثبوت ایہ دے کہ اوہناں نے 1930ء وچ پنجابی رسالہ ”سارنگ“ لئی ایڈیٹر عزیز میسوری نوں انٹرویو دیندیاں آکھیاں کہ ”پنجابی شاعری بڑی ودھیا شاعری اے تے خاص طور تے جذبات نال بھی ہوندی اے۔ بولی سدھی سادی، نرول تے مٹھی ہوندی اے۔ عشق دیاں رحزاں پنجابی وچ داہوا کہیاں جاسکدیاں نیں۔ پنجابی شاعری تصوف نال بھری ہوئی اے۔ ایس وچ دس پیار تے جوش و دان والے گیت نیں۔ فوجی گیتاں دا وی گھانا نیں۔ عام لوکاں دیاں بولیاں تے گیتاں دا کوئی انت نیں۔“

فیض احمد فیض دا آکھناں کہ ”اقبال مڈل کلاس دا شاعر اے تے میں درنگ کلاس دا شاعر ہاں۔ علامہ اقبال نوں میں اردو دا اک لفظ وی بولدیاں نیں سی۔ اوہ پنجابی بولدے یاں انگریزی“

علامہ اقبال دے فرزند جسس ڈاکٹر جاوید اقبال نال میریاں ڈھیر ملاقاتاں رہیاں۔ اوہناں دا آکھناں کہ ”علامہ اقبال پنجابی شاعری دے قدردان سن۔ اچھا اوہ شاعری جس وچ رب دے گن گائے گئے ہوں مثلاً بلھے شاہ تے خواجہ غلام فرید دیاں کافیاں تے وارث شاہ دی داستان ”ہیرا نمجا“ شوق نال سُن دے سن۔ یعنی اوہناں نوں تصوف دی شاعری پسندی۔ عام کر کے گھر وچ ساریاں نال گل بات پنجابی وچ کر دے۔ جے کدی ناراض ہوندے یاں غصے ہوندے تاں اردو انگریزی بولدے سن۔ گائیک دیوان ملی کولوں ہار مونیہ تے پنجابی شاعراں دا کلام ترنم نال سُن دے شوقین سن۔“

سید قاسم محمود نے اپنی کتاب ”پیام اقبال بنام نوجواناں ملت“ وچ لکھیا کہ ”علامہ اقبال نے سیالکوٹ کے سچ مشن کالج کی طالب علمی کے زمانے میں شعر کہنا شروع کر دیا۔ پہلے پنجابی میں شعر کہتے رہے ہیں۔ راولی میر حسن کے مشورے پر اردو میں کہنے لگے۔“

علامہ اقبال نوں قدرت نے بیٹا ر خوبیاں توں نوازا یا سی۔ اوہ اک وڈے فلسفی، سنے پر سنے شاعر، دردمند، حکیم الامت، ملت تے نبض رکھن والے سچے عاشق، رسول، فطرت دے نمائندے تے کئی زبانوں دے جانو شاعر، لکھک تے موجدوں سن۔ ایہ اک ہکی حقیقت اے کہ ہر سو جھرمکن والا انسان اپنے ملک تے کلچر نال پیار کر دے۔ انج اوس نوں اپنی مادری زبان نال دی محبت ہوندی اے۔ ایہ اک فطری جذبہ اے جس دی سچائی تے اہمیت توں انکار نہیں کیتا جاسکدا۔ علامہ صاحب دی جیون کہانی توں معلوم ہوندے کہ اوہناں دی زندگی دا آخری حصہ اڈیا ریاں وچ گزریا۔ بیماری دے دوران اوہ دیوان ملی کولوں بلھے شاہ دیاں کافیاں ترنم نال سُن دے۔ علامہ اقبال نے مولوی عبدالحق دے ناں اک چشمی وچ پنجابی زبان نال اپنی دلی محبت دا ذکر کیتا۔ شورش کاشمیری نے اپنی کتاب ”فیضان اقبال“ وچ لکھیا کہ علامہ روحانی فیض لئی کئی درگاہاں تے دی جانے۔ حضرت نظام الدین اولیا، حضرت مجدد الف ثانی، تے حضرت داتا گنج بخش اوہناں دے محبوب صوفیاں سن۔

علامہ اقبال پنجابی توں دکھو وجاں زبانوں دے کلاسیکی شاعراں دی وی قدر کر دے سن۔ پشتو دے ممتاز شاعر خوشحال خاں

خشک بارے علامہ دا آکھنسی کہ اوہ اک ہر صفت ادیب تے شاعر سن۔

بجنوں گورکھ پوری نے علامہ اقبال نوں ایس لئی تنگ نظر لکھیا کہ اوہ ٹھیکہ پنجابی سن۔ گویا اوس دے نزدیک علامہ صاحب دے غلط فکری جھکاؤ دا سبب اوہناں دا پنجابی ہونا سی۔ اک اعتراض بجنوں نے اہل پنجاب اتے دی کہتا۔ اوہ ایہ کہ پنجابی فطری طور تے صوبائی فرق دا دلوں قائل ہوندا اے۔ انج جا پدا اے کہ بجنوں پنجاب دے خلاف تعصب وچ مبتلا سی۔ بجنوں نے ایہ وضاحت نہیں کیتی کہ ٹھیکہ پنجابی کون ہوندا اے؟ کیہ اوہ صرف پنجابی لباس یا انداز ہووے پنجابی زبان بولداتے لکھدا ہووے پنجاب نال محبت کردا ہووے اوہ ٹھیکہ پنجابی ہوندا اے۔ ایس معیار تے پرکھے تاں نتیجہ کجھ ہور نکلد اے۔ درحقیقت اقبال دی محبت کسے دائرے تک محدود نہیں۔ اوہناں دی شاعری چار کوٹاں وچ سی۔ اقبال دی پوری شاعری تے نثر وچ صوبائی فرق تے امتیاز دا کوئی نشان نہیں ملدا۔ بجنوں نے علامہ اقبال اُتے بے بنیاد الزام لائے نیں۔

علامہ اقبال سیالکوٹ وچ پیدا ہوئے۔ ایہ شہر پنجاب دا گڑھ اے۔ ایس شہر وچ پنجابی بولن والے وڈے لوک پیدا ہوئے۔ علامہ اقبال دی والدہ ایہناں نوں پیار نال ”بالی“ کہہ کے بلاندے سن۔ عام لوک اوہناں نوں ”بالا، آکھدے سن۔ ماں بولی نال پیار ایہناں دا اوتھوں ای شروع ہو جاندا اے۔ علامہ ہوراں نوں پوری زمندگی لفظ ”بالی“ نال جتا پیار ہووے گا، اوہ علامہ ڈاکٹر شیخ سریاں اقبال دے لفظ وچ نہیں۔ علامہ ہوری بچپن وچ فالوڈہ دی بجائے ”پھلوڈا“ بولدے سن۔ دوستاں اوہناں دی اصلاح کیتی کہ صحیح لفظ ”فالوڈہ“ اے پر علامہ ہوری آکھدے کہ یار! سبھوں ”پھلوڈا“ کہن وچ جھڑی گل بندی اے اوہ ”فالوڈہ“ آکھن وچ نہیں۔ اہم کمال دا آکھنسی کہ ”علامہ اقبال نوں پھلوڈی دا شوق سی۔ اوہناں نے اپنے گھر جاوید منزل (میورڈ) اکھاڑا بنایا سی۔ اوہناں دا آکھنسی کہ مٹی وچ لونٹیاں لیٹا صحت تے جسم لئی ضروری اے۔ سگوں اوہ اپنے پتر جاوید اقبال نوں آکھدے سن اکھاڑے وچ لونٹیاں لیا کر“

انڈیا دے اک لکھاری تے شاعری سردار سرچیت سنگھ لالہ دی دلی توں لاہور آئے تاں میری اوس نال ملاقات ہوئی۔ اوس دا آکھنسی کہ ”علامہ اقبال دی بدولت مینوں ادبی حلقیاں وچ عزت ملی۔ بھارت وچ وی علامہ اقبال نوں عزت دی نظر نال دیکھیا جاندا اے کیوں جے اقبال دا پیغام آفاقی اے۔ اوتھے اقبال تے بہت کم ہویا اے۔ علامہ اقبال دیاں کتاباں بانگ درا، ضرب کلیم تے بال جبریل نوں پنجابی ڈیپارٹمنٹ پٹیلہ نے پنجابی (گرگھی رسم الخط) وچ شائع کیتاں جے اوہ لوک دی علامہ اقبال دے کلام نوں پڑھ سکے جھڑے اردو نہیں جاندے۔ مینوں اقبال دی شاعری دا اوہ کجھ بہتا چنگا لگدا اے جتھے اوہ انسان وچ خود اعتمادی پیدا کرن واسطیا دیندے نیں تے انسان نوں اپنے وجود دا احساس کراندے نیں۔ میری مراد خودی توں اے۔“

شریف کجباہی ہوراں نے ”جاوید نامہ“ دا پنجابی ترجمہ کیتا جس نوں مجلس ترقی ادب نے چھاپیا۔ اوہوں مجلس دے ڈائریکٹر احمد ندیم قاسمی سن۔ نوکواں نوکواں ترجمہ ”امروڈ“ اخبار وچ چھپدا رہیا۔ شریف کجباہی نے دیا پچ وچ کیا کہ ”علامہ اقبال دی ایس مثنوی نوں میرے خیال وچ دنیا دیاں گویاں کتاباں وچ شمار کیتا جاسکدا اے۔ ایس کر کے میں علامہ اقبال دیاں سوچاں دے ایس سخن نوں پنجابی زبان دی جمہوری خالی نہیں رہن دینی چاہندا اسان۔“

1963 وچ قریشی احمد حسین قلعہ داری نے ”شکوہ“ جواب ”شکوہ“ دا پنجابی ترجمہ کیتا۔

صوفی غلام مصطفی تبسم نے ”نقش اقبال“ دے ناں نال کلیات اقبال نوں مکھ رکھدیاں علامہ دے قاری کلام وچوں اک سو نکماں غزلاں تے قطعیاں دے ترجمے کیجے۔ غلیل آتش نے ”اسرار و رموز“ دے عنوان نال ”اسرار خودی“ وچوں ترجمہ کیتا۔ علامہ اقبال دی نثری کتاب ”علم الاقتصاد“ دا پنجابی ترجمہ سمیع اللہ قریشی نے کیتا۔ ایس نوں میں اپنے رسالے ”سافجھان“ وچ قسط وار چھاپیا سی۔ ایس کتاب دا دو جاتے مکمل ترجمہ شریف کجباہی نے کیتا۔ جھڑا 1978 وچ بزم اقبال لاہور نے چھاپیا۔ ایس توں دکھ دی بے شمار

سجناں نے علامہ صاحب دے کلام تے ٹردے پنجابی وچ تر جئے کیجے۔
 جس طرحاں میں پہلے لکھیا کہ علامہ اقبال دیاں پنجابی وچ دو نکماں ملدیاں نیں جہناں نوں اسیں ”بال نکماں“ آکھ سکے
 اں۔ ایہ نکماں اوہناں اپنے پتر جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال ہور اں لئی آکھیاں سن۔ ”پیارا جیدی“ دے سرباویں پٹھ علامہ صاحب دی
 اک پنجابی نظم دا بند ملاحظہ کرو۔

جیدی پیارا پیارا جیدی
 میرا راج دلارا جیدی
 نیندے چھتی چھتی آویں
 سوئے مٹھو دے خاب دکھاویں
 دیکھے سوہنا پیارا جیدی
 پنجابی وچ علامہ اقبال بارے میں اک نظم لکھی سی۔ پہلا بند انج سی:
 اقبال

اساڈے لدیاں ہیکر
 ہوئی ہوئی کٹھے ہوئے شعور داسبل
 صدیاں ہیکر جیون والی
 ہکی پیڑھی اک علامت
 نصیرے کھادی دھرتی اتے
 اک نورانی لاٹ دے وانگر چائن ونڈے
 پیارا من تے
 ساجھی
 ملت دا ایہ ساجھا
 سبیل بھلیا

”جدید سرائیکی شاعری“ تے ہک جہات

جیویں جو ہر جان کیجے ساہ گھسنن ضروری ہے انویں ای ادب آرٹ وچ وی تنقید ضروری ہے تاں تخلیقی کم مزید نکھرے سنورے تے سنپ نال سامنے آوے۔ تنقید دا فائدہ تخلیق کار کوں ای تھیندے جو تنقید دے بعد وچ آون والی تخلیقات اچ کوئی کئی نہ رہنجن تاں جو تمام نقص توں پاک آرٹ سامنے آوے جیویں جو گھر وچ ترمیم مٹی تے مٹی نال گھر دے تھاں دھوتے چکا گھیندی ہے ایویں ای تنقیدی سوچ وی چتھری تے تھیندے آلی تخلیق گھیتی تے مانجھی ہوئی سامنے آندی ہے۔

ایس تخلیق کوں سنوارن دی خاطر کس بدیسی ادبی سوجھان ٹی ایس ایلٹ آکھیا ہئی جونواں تجربہ ول دی پرانی شے توں بہتر ہے۔ تجربے وچ وی اتی جان تے عام انسانی سطح تک ایوں گھسنن دا اشارہ کئی موجود ہے۔ تاں دل ایہ کامیاب تجربہ ہے۔ اگر عوامی سوچ کوئی اپڑ سکد اتاں ایہ تجربے ول تجربہ گاد تک رو ویندن۔ ادب وچ وی جدت ہک خاص حد تک عوامی ذہناں تے ستر ریندی ہے اگر ایہ گالھ عوامی سطح تک سیٹ کے کہتی دجنے تاں ایہ شبکار یا ایندی شہرت اگی تے سترنی کر سکدی۔ جدید تخلیق کاری دے اس سفر کوں ڈاکٹر گل عباس اعوان نے ڈیکھن، پرکھن، بھالن، تے جانچن وی آہر کیتی ہے۔ ایہ موضوع تے ایہ انگ ساڈے ویلھے دی لوز وی ہے جو ساڈا نختہ تنقیدی رویاں تے آشنا تھیوے تے تخلیق دے سبب دے ورت ورتارے تے شکلاں دی پہچان رکھے۔

ڈاکٹر گل عباس اعوان نے ایس تنقیدی سوجھنے کوں جدید رنگ اچ کیوں ڈٹھے انھاں ایوں اپنی کتاب جدید سرائیکی شاعری اچ چھی خصیاں اچ تقسیم کیجے۔ جدید شاعری وی جو بات کیا ہن شاعراں اچ ایہ رویے کیوں آئیں جدید شاعری دے مسائل تے انھاں دے تسوہ بارے ایہ گوئیئر کہتے نیں جو ساڈی بھوئیں تے ساڈی رہنسل تے زبان دے علاوہ کوئین اتے ساڈی سنبان گھسن دی شعوری تے غیر شعوری کوشش کہتی ہے۔ جیویں جو ریاست بہاول پور وچ پنجابی آباد کاراں وی آمد یاوت ملک وچ سترن والے دے ڈیریاں تربیلا ڈیم، منگلا ڈیم دے نیڑو سترینک لوکاں کوں ساڈی بھوئیں تے آباد کیتا گے۔ چولستان اچ ریٹائر تھیون والیاں کوں لاناں ڈبتاں گھسین۔ یا جعلی کاغذات تے روپی اچ پر پنجاب دے لوک لاناں گھن تے آباد تھیندے پھن تے کل داوسٹرینک ادبیلانویں سنجارہ گے۔ اینویں ای پاکستان نیزف والے سرائیکی وسیاح مہاجرین دی آباد کاری دے علاوہ انگریز نڈل دی غلامی کرتے خوشامد کرتے جاگیراں حاصل کرن والے دے زمیندار آج زبردستی سرمائے دی وجہ توں اچ ساڈے آقائے سردار بنے دون۔ وسیب دے غریب تے شودے لوکاں تے جاگیرداران دا ڈھپ تے اندر دا کھپ وسیب داسیاں کوں اپنی آواز بلند کرن تے مجبور کر ڈتے۔ اس سمجھو جو ساڈے لکھاری نے اپنی بھوئیں تے معاشی، معاشرتی، ثقافتی ادبی، تاریخی سے علمی استحصال کوں جبر تے زور حاصل کوں محسوس کریندے بھوئیں اپنی شاعری تے آہنی کفایت دے موضوعات کوں بدلے تے شاعری وچ فکری تے فنی سطح تے انسان دوستی تے امن کوں لیکن دا آہر کیجے۔ ایں طرحاں نویں شاعری اچ ثقافتی اسلوب دے اجرک رنگے رنگاچ سراجتی

تے علامتی تے علامتی رنگ تے ایک نثر تے سامنے آگے۔ ایہ نثر برنگ بن ساڈی اجو کی شاعری دی پچان بن گے۔ سن
ایندے دج مختلف شاعراں ہائیکو، سرائیکو، نظم کافی تے انقلابی گیت تے ڈوہڑے دج اپنی جدید سوچ دے موٹی پوتن۔ اجو
کی شاعری اچ نظم تے ڈوہڑے دے نظام نال نفرت، بے انصافی دا خاتمہ، ملکی وساکل دج برابر دی حصہ داری، رائج تے
کلمن تے بھوکس واسیاں دا کراٹ تے دین، غریب امیر دی دھ، مال عزت آبرو تے جان دے تحفظ نہ ہوؤن، سودی تے
موڈی نظام دا ڈنگ خاص موضوع بن۔

ڈاکٹر گل عباس ونڈھی کھ پنیاں اچ جدت تے سچ دا دیور اکتے تے نثار تے جدید سرائیکی شاعری دے ایک
کون نثر کہتیں۔ ترجمے کھیں اچ ڈاکٹر گل عباس سیں نے نصر اللہ خان تے غزل دے نویں شاعر اقبال سوکزی دی شاعری اچ
جدید رنگ گھولن۔ ایہ جدید ادب نویں گوررجانات دا اظہار ہے۔ اجو کے جدید موضوعات اچ سماجی قدراں وی بھن مروڑ، اجو
کے اوچھے پھن کون لیکارے تے انسانی معراج تے فائر روایاں وی تلاش کئی گئی ہے۔ شاعری اچ بندے توں بندے نال
اوپر اپن، چلاں دی دھ خالصیاں دی دھ تے غالب آگئی۔ اجو کی آپ تڑاپی، غلام نظام توں بے زاری، اخلاقیات دا کوکھن
، دین دھرم تے عمل دا ڈیوانہ، بے عملی پاروں انسان دا روضا، اسطوری پچھوال دی گول اچ آگوال دی دھند نال جڑت شاعری
ساڈے ادب تے بھوکس دی کال بنی ہوئی ہے۔ جدید شاعری میڈے تر دیک جو حاروں تھیں لکری نظر دا نال ہے۔ ایہ سماجی
حقوق، بھوکس دے واسیاں کوئی شعور و نڈن دے نال نال بے دی دے دین بن۔

ڈاکٹر گل عباس اعوان تے جدید شاعری دا منڈھ گولیدیں ایس جا بھ تے بھن جو ایند ا منڈھ غلام فرید سیں نے
سوسال پہلے ہی ڈس چھوڑیا ہتی۔ اپنی لکری آپ وساتوں پٹ انگریزی تھانے جھے روپے استعمالی قوت دے چنے کھن دی
اطلاع ہئی۔ ایہ آون والے وقت کتے ہوکا ہئی۔ خواجہ سیں دے بعد جہاززم ملائم تے گولا چسولالہجہ اختیار کیا جویں جو

شالا کڑکی فیجی گولا کھیں دا پڑ گنڈھ دا پولا

اینویں غزل دے موندھی سراج احسن رضا گردیزی، دبیر الملک نقوی احمد پوری، رفیق خاور جسکانی، اقبال
سوکزی، سرور کر بلانی، نسیم لہ، تیں جدت دانواں تانا و سدا بے جویں جو نسیم بعد آدن
توں وی لا بھن زور میں وی قسم پائی دواں

ترجمے کھیں اچ ساکوں سماجی قدراں دی بے حرستی، روحانی کھپا، لمب پنزاں، آپنیں ثقافت رنگ دی گول بھول
اجو کے غصہ قصیدے حقوق، دی آواز بلند دی آہر تے ہوکا، شاعری اچ کافیہ تک بندی تک بندی تے لفظی زور بیان توں
ہٹ کے حقیقی جذبات دی ترچال ڈور دی نظر آندی ہے ایس پکے اچ نصر اللہ خان ناصر کوں جدید سرائیکی نظم دا بانی آکھیا ہے۔
انھاں دین نقصان سیاسی تے سماجی کھن کون بیٹھے بیٹھے اظہار دا چولا پوائے۔ اقبال سوکزی جدید غزل دا ڈاڈا شاعر بن نے نشا
بر تھئے۔ زندگی کوں احساس دی سولی تے لڑکن تے وکھن والا زندگی دیاں آرزوئیں دا مقام آہدے۔ چایاں کوں ستاں
ڈیون، سردی سخی سوغات، عجیب شہرہ بالیس دے بال سگتی کاتی لکری کتے سکدے بال آرزواں تے لکھ پال تے لکھ دے منظر
سوکزی دی شاعری دے نثر بر منظر ہن۔

سلیم احسن نے جدید دائرے دج اپریاں دی کجھ کاری کر۔ چھتاں تے نہ گارے لاجے چونکا ڈیون دا لہجہ اختیار
کر بندے داخل تھے۔ سرمایہ ولاں کوں بھیلے آکھن تے مجبور بن کلام دج سلامت تے ملاعت نکیں بحراں ورتیندن، حیر
دے آکول سیر نہ سنن دادرس، کلام اچ اسطوری تے ثقافتی حوالے، نفطیات پائی وانگیں ترنم بن تیں فریدی اردو ترکیبیاں کو
سرائیکی انگ ڈیون والے موندھی شاعر بن۔

پتھر ادا ہو مارے جو گہرنگار نہ ہو دے
 لائوئیں لاہندی واڈاں کیڈے گیا
 ایہ لہجہ قیس دا لہجہ ہے ت۔ قیس نوئیں لفظاں دی چون کیجے صحران کھلے۔ کلام اچ خیریت فکر دی اڈاری ہے۔
 سماجی شعوری چٹنگی تے فائز ہیں چند شعر ملاحظہ فرماؤ۔
 ریں جگہ کون قیس کیا تھی گے مریدا ہے مگر چپ اے
 جیندے ہتھ کھوار ہے بچڑا استھ اوہو سردار بچڑا
 قیس دی شاعری حوصلہ مند انسان دی جذبات نگاری ہے جابر غاصب قوت نال متالا دن انھاں داکم ہے متاز
 حیدر ڈاکٹر ہک مضبوط تے نوئیکے لہجے دے مالک بن۔ سیاست تے سیاسی مایوسی انھاں دے خاص موضوعات سن۔ انھاں
 دے کلام وچ انسان دی ناقدری داما تم ملدا اے۔
 عزیز شاہد نے مارشلائی دور دے جس تے آبادے ماحول اچ سو جھلے دا سمجھ بن کے اُبھرے تے بے روزگار تے غم
 تے کاوڑ نال وٹھیلے ننگراں دے ترجمان بن کے ابرے 80 دہائی بعد پورے ڈاہا کے وچ انھاں دی لکھم ہر کرسی تے کھورا چہرہ ہر
 چہرہ پنجابی ہر ننگر دے دل دی آواز بن گئی۔ کراچی جے شہر سند راج زبانیں دی سبھاں اچ عزیز شاہد دا کردار اہم ہے۔ عزیز شاہد
 نے حقوق دی آواز بلند کرن کیجے آپنیاں نظماں دے ذریعے پڑھیا۔ کلام اچ خیالات دی نزاکت تے لفظیں دی محاسن،
 قفل و مان دی رُت، رین رت اچ ہمیش جیون دی بسک، غریب امیر دا فرق، تے قومی وسائل دی تقسیم تے خوب زور رکھتی۔
 حریفیں کون کجھ سوچ سمجھ تے دیتا کر
 مونہہ توں نکھٹا لفظ پرایا تھی دیندے
 عزیز شاہد تے نرم ملا تم کوں لفظاں نال سرائیکی شاحت دی سخت جنگی لڑی ہے۔ لہجہاں دی رومانی شاعری ننگراں دی
 ترجمانی کریندی ہے۔
 اشوالال فقیر سرائیکی ادب وچ چھیڑو ہتھ نہ مڑی، تے گوتم مال چھڑا کریندے داخل تہن ساڈے دیس دا ایہ اسبھا
 چھیڑو دے جھڑا اوپرے وگ داری ہے جیندے کوں عقل سنبل دان، پتکے سندے تے گڈاں گھوڑے دی حمزہ کائی اچہ
 ناں میں ہر سال دی اہمیت دا احساس کائی۔ اشو دے مطابق انسان کوں جیون واقعی ہے تے ایہ حق ورتنڑاں چاہیدا ہے۔
 اشو دی شاعری وسیب کوں غیراں توں نجات تے غلامی دی تھنیراں تر وڈیون دی شاعری ہے۔ اشو نے علاقائی تشبیہاں
 تے استعاریاں دے علاوہ ویک کھائیں کھائیں عوامی لہجہ اختیار کیجے جھڑا عوام تک جلدی پہنچے۔ مثال دے طور تے
 ملاحظہ قیوے
 دھرتی تے قابض دیہہ
 ہک ہے کجھ پئی ہے تریہہ
 ساڈے کیجے ہے ایہو دیہہ
 نہراں دے دس ساراوسیا
 بھلا دینج کے روئی دے راول کوں
 رُت اچ دھاتی ویندن
 بھٹھیں تخت لہور دے کیا آیا
 اشو دا لہجہ صاف ساٹ ہے، برصغیر دی قدیم اسطوری متھ تے اُوندی ساری اُساری ہے سندھ تے سندھ نال خشبوئے
 پھل وانگوں جڑیا تے ہک مک ہے۔

رفعت عباس نے اپنی شاعری دی ابتدائی نوپے انداز کی تھی۔ اور رعایت دیا بالکل شاعر کا کتنی اور جو گالہ کریندے
اوندے اچ اپنی ثقافت تاریخ سے سماج کوں جڑیندے تے موتی جڑیندے۔ اوندے نزدیک انسان کائنات دی حقیر ہستی
ہے۔ رفعت انسان دوستی تے وجودیت دیاں تحریکاں توں متاثر ہے۔ جمالیاتی قدراں دی بے حرمتی دی بجائے مردہ جمالیاتی
قدراں کوں ولانہ کرنا داتا کریندے جبر دے خلاف ہے بالکل

اماں دی جرنیل نہ جاویں نت مریند اساکوں

کون منادے ساوئی شہر دے باہروں چھاوئی

اساں ڈھارپ انویں تیں جیویں ملاں توں ڈکھلایا ہئی

ایں چوتھے کچھے دے آخری شاعر دے طور تے سعید اختر سیال بن انھاں قومی شناخت کتے اہر کیتی اے استحصال،
جبر ڈھپ تے معاشی دامن دے خلاف داویا کرن ساگے نواں نوپکا تے گرجدار لہجہ اختیار کیجے۔

ساڈے کنوں کجھ نہ کھسو بیٹک ساڈے کھیت اچ دسو

بہوں اوکھے جنگل وسدے ہن بہوں سوکھے جنگل مٹ ویندن

ڈاکٹر گل عباس اعلان تے کتاب دے پنجویں کچھے اچ خالد اقبال، جہانگیر ظلم تے ارشاد تونسوی کوں رکھے۔
خالد اقبال نے شاعری اچ جدت ساگے نویں مشاہداتی رنگ کوں متعارف کرائے۔ انھاں دے نزدیک استحصالی قوتاں
کنزوراں کوں کیڑیاں کھڑیاں توں ودھ اہمیت نی ڈتی تہوں اوکھلی تے ہاں تھی دی علامت درتیندن۔ ادا ادا جو کے وسیب کوں
غیر طاقتاں دے ڈھپ توں آشناک کریندن۔ خالد اقبال امن دے سفیر نیں۔ پرامن مزاج رکھیندن

اسلمہ شہود چ سمندر اں تھیوے امن سفیر

جہانگیر ظلم وسیب تے چھائی ڈکھیں تکلیف تے درد دی رات کوں سوچھل سویرا اچ تبدیل تھیون دی تانگ بن۔
اور اوہ پریاں طاقتاں دے نال نال ساڈے اپنے دے دیاں اچے شعلے کوٹ بھل منارے کجھ دیاں لاناں دا گوپے نے
سالمیں اچ چاندنی دارستہ رکیندن او وسیب دی ترقی دی خواہش رکھیندن اپنے حق کتے قلم نال یلغار کریندن تے قلم کوں کھوار
بھریں بندن، غریب دی پک، درد سیال، ترنا ڈے، گریڑے، جموکاں، چھاندڑیں، گوپے، نوہیے سالمیں تے چلھانے دی
موت دانو نہ کھدے۔

ارشاد تونسوی ثقافتی زندگی دے نویں پورٹریٹ بنریندے مل پودے ناں جوگی، جے نہ ملے تاں روگی دے شاعری
اچ ساختیات تے پس ساختیات دی ملدی ہے۔ اور آبرو، مرلی، کتن، رانجھا، جھانجھر، مورکھ جیسے لعظاں کوں زبان عطا کیتی
ہے۔ روندی شاعری اچ معاصر عالمی شعور دیاں لہراں محسوس تھیندن۔ اورا جو کے خاصا نہ نظام دے خلاف ہے۔

چھبویں کچھے اچے سرائیکی پالیساں صفاں کافی، ڈوہڑے نوں نظم تے غزل دے وچ جدت دے موتی تلاش کیجے
گن۔ ڈوہڑے وچ احمد خاں طارق، امان اللہ ارشد، شاکر شجاع آبادی تے شاکر مہر دی دے کلام اچ اچ کے لہجے کوں تلاش
کرتے وسیب کوں آشناکیتا گے۔ ایس جدید سرائیکی شاعری اچ خواجہ غلام فرید توں لاتے شیم عارف قریشی نیں جدت دے
سفر وچ وسیب دے سجاک آشناک دا ہتھ ہے۔ ایہ کتاب دے لیے دی لوڑ ہے لیکن ایندے نال ای آون والے نقاد کوں
وسیب دے انقلابی جدید لہجے دے شاعر اں خورشید بخاری تے فیروز بخاری، سفیر لاشاری، مظہر مسعود، ثاقب قریشی، رفیق احمد
پوری جیسے شاعر اں دی شاعری کوں کھنگالنا پوسی۔ خورشید بخاری تے فیروز بخاری تاں بن ای نرے انقلاب دے شاعر۔ ایہ اچو
کے نقاد دیاں نظراں توں اوڈھریں ہن؟ ایہ واضح ہے یا دساں کتنی گول پھول دے۔۔۔؟

اچو کی سرائیکی تنقید: نویں تناظر

شعر تے ادب دی بحث اچوں جے اسان "تنقید" کوں کڈھ گھنوں تاں شعری اتے ادبی تفہیم دے یکے در بندھی کے رو دین، کیوں جو تفہیمات ادب تے تحقیق اتے تجزیہ کیجے تنقید بنیادی حوالہ ہے، پر ایکوں صرف ادب دا حوالہ سمجھنا دی صحیح کاٹنی۔ تنقید دی اپنی اہمیت ہے اتے اپنے طور تے خود وی اے "ادب" ہے۔ ایندی اہمیت بارے ڈاکٹر عبادت بریلوی آدھے بن:

"تنقید" کو ادب کے لیے ضروری بلکہ ناگزیر سمجھتا ہوں وہ ادب کو صحیح معنوں میں ادب بناتی اور صحیح راستوں پر لگاتی ہے۔ اس کا کام صرف ادب کی نکتہ چینی یا مدح سرائی، نہیں وہ اس سے بہت بلند ہے" (۱)

پھلیاں ڈھندیاں اچ شعریات تے ادبیات دے میدان اچ تنقید ہک دڑے "ڈپلن" دے طور تے متعارف تھئی ہے۔ تنقید جستجو تے کاوش توں عبارت ہے حیدری تحریک انسان دا فطری ذوق جستجو، تجسس تے نوایاں گالھیں دی دریافت، حصول علم اتے اپنے تخلیقی تجربات کوں بیان کرن دے جذبے نال تھیدی ہے۔ ایں گالھ دے پیش نظر مغربی نقاد آرٹلڈ تنقید دی وضاحت کریندے ہووے لکھدے بن جو:

"دنیا میں اچھی سے اچھی باتیں سوچی اور معلوم کی گئی ہوں اور پھر ان کی جستجو اور کھوج کی ایک والہانہ خواہش کا عنوان "تنقید" ہے، چاہے اس کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبے سے کیوں نہ ہو۔" (۲)

ایں گالھوں آسکر وائلڈ دی آکھ ڈتا ہا جو:

"جس دور میں اچھی تنقید موجود نہ ہو اس عہد میں اچھا ادب تخلیق نہیں ہو سکتا۔" (۳)

چنگی تے دڑی تنقید صرف معلومات نی ڈیندی بلکہ اوکے اوکم وی کریندی ہے جہذا ہک مورخ، ماہر نفسیات، ہک شاعر اتے پیغمبر کریندا ہے۔ تنقید انسانی ذہناں اچ سوچلا کریندی ہے اتے اے سوچلا اتنا ضروری ہے جو بعض اوقات ایندے نہ ہون نال تخلیقی جو ہراج کہیں شے دی کی محسوس قیون لگ پوندی ہے۔ (۴) اتے جڈاں تنقید تخلیق دی سطح تے چج وئجے تاں اوول صحیح معنیاں وچ تنقید ہے نہ تاں اوول ڈوجھے درجے دی تنقید آکھی ویسی۔ (۵)

ڈاکٹر عبادت بریلوی ہوراں دڑی تنقید کوں "مشاطگی" نال وچ جڑیندن:

"تنقید" ادب کے لیے بے انتہا ضروری اور اہم ہے۔ وہ ادب کی بنیادوں کو استوار کرتی ہے اور اس کے لیے وہ کام کرتی ہے جو جن کے لیے باغبان کرتا ہے یا کسی نو عروس کے لیے مشاطہ" (۶)

ایں بیان توں اے حقیقت سامنے آندی ہے جو نقاد اپنے مطالعے تے ذوق سلیم دے سوچلے اچ قابل قدر، معنی خیز اتے بصیرت افروز تجربات دا پتلا لیندے۔ انہاں تے غور کریندے اتے قاری کوں غور و فکر دی دعوت ڈیندے۔ (۷) ایں بحث توں اے گالھ سامنے آئی ہے جو تنقید ادب عالیہ دی تخلیق اچ ہک اہم کردار ادا کریندی ہے پر پاکستان دیاں علاقائی

زبانیں اچھی دڑی تنقید داہک بہوں وڈا غلامو جو دے، جتھوں اے خطرہ پیدا تھیدا اپنے جو اتھاں عظیم شعر و ادب دا سلسلہ رک نہ ونجے۔ اساذی اس گالھ دا اے جواب دی ڈاؤنچ سنگد اجاے گالھ سچ ہے تاں ول علاقائی زبانیں اچ (پنجابی، سندھی، سرائیکی، بلوچی تے پشتو) وارث شاہ، بھل سرمست، خواجہ غلام فرید، مست توکلی اتے خوشحال خان خٹک جیسا شاعری تاں پیدا تھئے ہن اتے اوں ویلے تنقید تے تنقیدی افکار دا کہیں وی سطح تے چرچا نہ ہئی، ایند اجاب اے ہے جو انھاں زبانیں دیاں وارث توں تہذیبی تے تاریخی اعتبار تال بہوں کامل تے پنڈت ہن اتے صدیاں کنوں اداسی الگ تے نویکی سچان تال زندہ ہن۔ (۸) اس گالھ دی روشنی اچھی ایس ایلٹ آدھے ہن:

”کلاسک اس وقت وجود میں آتا ہے جب کوئی تہذیب کامل یا پنڈت ہو چکی ہوتی ہے۔ اس کا ادب اور زبان کامل ہو چکی ہوتی ہے۔ کلاسک حد درجہ مہذب اور ترقی یافتہ دماغ کا کارنامہ بھی تو ہوتا ہے جو اپنی تہذیب و زبان کی سب خوبیوں کو جامعیت کی صورت دے کر ان کو آفاقی درجہ دلادیتا ہے۔ دماغ کی پختگی، زبان کی پختگی اور اسلوب کی آفاقی جامعیت ایک کلاسک کے اوصاف ہیں۔“ (۹)

اس تناظر اچھی جڈاں اسان وادی سندھ وچ دسن آلیاں توں دی بشریاتی تاریخ تے اکھ بھنوں تاں اے گالھ نشا برتھیدی ہے جو اے یکیاں توں زندہ تے جاندار تہذیب دیاں رکھوالیاں ہن۔ ایہو وجہ ہے جو اتھاں تخلیقی طور تے وڈے شاعر پیدا تھئے ہن، انھاں چوں خواجہ غلام فرید سمیت کئی بے شاعری ہن۔ خواجہ غلام فرید گوں ورے اچھی جہڑی زبان ملی ہئی اوندے بارے اے گالھ من گدی گئی ہے جو اے زبان انھودی سب کنوں قدیم اتے تخلیقی زبان ہئی۔ ول اے دی ڈیکھو گھن جو خواجہ سچیں جہڑے وسیب دے واسی ہن اتھاں دیا دے قدیم ترین قبیلے جیویں جو ”منڈا“ قبیلہ ہئی، او وسدے ہن۔ سرائیکی دے مہاندے لکھاری سچیں اسلم رسول پوری سرائیکی زبان بارے آدھے ہن:

”سرائیکی علاقہ اور سندھ میں کھیل، بھیل اور اوڈوں کی قدیم موجودگی بھی غیر آریائی آوازیں، لغت اور پیچیدہ قسم کی صوتی نحوی تبدیلیوں کی اس جدید نظریے کی حمایت کرتے ہیں کہ سرائیکی زبان یہاں کے قدیم مقامی باشندوں کی زبان ہے اور اس کی موجودہ صورت قریباً ایک ہزار سال پہلے وجود میں آ چکی تھی۔ مسلمانوں کی ملی اور مذہبی زبانیں ہونے کے باوصف عربی اور فارسی نے اسے موجودہ شکل دینے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔“ (۱۰)

سرائیکی زبان اچھی تخلیق حیون آ لے شعر و ادب دے منڈ ملے موضوعات تصوف تے مذہبی ہن۔ ایندیاں مثالاں اسان نور تے، معراج تے، مولود، نعت، پکی روٹی، امل بیت تال گندھے مرے، اولیاء کرام تال بڑیاں عقیدتاں اتے قرآنی قصیاں دی بنیاد تے قصے کہانیاں تے لوک داستانیں اچھی فن گھٹ روحانی حوالے، سرائیکی شعر و ادب دی سچیں ہن۔ کالونیل تے پوسٹ کالونیل عہد اچھی مزاحمت تے موجودہ عہد اچھی جاگیر دارانہ ذہنیت، سرمایہ دارانہ رویے دے خلاف آوازاں تے دھرتی تال محبت دے پس منظر اچھی انہنی قومی، انسانی شناخت تے محرمیاں دے اظہار دے نویں شعری اسالیب دی سامنے آئے ہن۔ آکھن دا مقصد اے ہے جو سرائیکی زبان جیہڑی انہنی تاریخی اچھی ہک وڈی تہذیب رکھیدی ہے اوندے شعر و ادب دی پرکھ کیجے تنقیدی افکار تے پرکھن دے انداز نہ ہون دے برابر ہن، اسان اسلم رسول پوری دی ایس رائے تال متفق ہن:

”موجودہ سرائیکی ادبی تنقید زیادہ تر عملی ادبی تنقید ہے۔ نظری تنقیدی کا نسبتاً فقدان ہے۔ اس کے علاوہ یہ تنقید تاریخی تنقید کے زمرے میں آتی ہے اور یہ ماضی یا آج کے مختلف ادبی نظریات

سے تابلہ ہے اور کہیں بھی ان کا اطلاق نہیں کیا گیا۔ اس لیے یہ زیادہ تر ایک ادھوری تنقید ہے جو قاری کو سوچنے اور سمجھنے کے عمل کو تحریک نہیں دیتی اور یہ عملی تنقید زیادہ تر شائع ہونے والی سرائیکی کتب کے جائزوں یا تبصروں پر مبنی ہوتی ہے یا پھر کسی لکھاری کے کام کا جائزہ سرائیکی میں نظری تنقید پر کام کا رجحان بہت کم ہے۔ بعض تخلیقی لکھاری ابھی تک اردو سے اپنا دامن ہی نہیں چھڑا سکے اور وہ سرائیکی ادبی تنقید بھی اردو میں لکھتے ہیں۔“ (۱۱)

اے بالکل ایویں ہی ہے جیویں اردو دا افتاد آج تو نوزیں اپنا لڑ مغری تنقید کنوں نی چھڑا سگا۔ پر اے وی حقیقت ہے جو عالمی شعریات تے ادبیات کوں جیڑی فنی اتے فکری توانائی ملی ہے او اہل مغرب دی ای عنایت ہے۔ ارسطو دی ”بوطیقا“ توں بعد ہور یس دے کجھ تنقیدی اصول، انہاں توں بعد رومیوں نے تنقید دے فن اچ بہوں ساریاں خدمات سرانجام ڈیاں ہن۔ وسطی دور اچ تنقید اچ کئی دڑے ناں سامنے آئے اتے تنقید دے اندر کئی نویں مباحث دا آغاز تھیا۔ انہاں ناقدین اچ لان جاکئی نس، کروچے، ولیم درڈز، آرمیلٹ، آرٹلڈ، ڈرائیڈن، ڈالٹن پیٹر، آئی اے رچرڈز، جانسن شیلے، سنڈنی اتے کولرج دے تنقیدی افکار آج وی تروتازہ ہن (۱۲) ایویں ای اچ دے بہوں سارے مغربی دانشوروں دے افکار دے محابوں تانیثیت، کولونیل، پوسٹ کولونیل، ساختیات، پس ساختیات اتے رد تکفیل جییں تنقیدی نظریات زیر بحث ہن۔

ایں بحث دا اے مقصد وی کانسی جو اساں اپنے فن کوں ہر صورت مغربی تنقیدی تصورات تال پر کھن دی ضد کروں۔ اساڈے اپنے کولوں دی تنقید دا مشرقی تناظر موجود ہے۔ جہڑا اگرچہ فارسی توں اردو اچ منتقل تھیا ہے۔ فارسی زبان دے تال تال عباسی عہد اچ عرباں نے وی کئی تنقیدی افکار ڈتے۔ اے افکار اچ اردو زبان اچ ترجمہ تھی چکن، فارسی تے اردو اچ آون آلیاں اہم تنقیدی کتب (اے زیادہ فنی محاسن دے مباحث تے جہن ہن) حدائق البلاغت، چہار مقالہ، اعجاز خسروی اتے میعادہ الاشعار وغیرہ ہن۔ (۱۳) انہاں کتاباں اچ کھائیں کھائیں تنقیدی اصول وی موجود ہن۔ ایندے علاوہ فارسی تے اردو زبانیں اچ تذکریں دی روایت موجود ہے۔ صوفیانہ تے علاقائی زبانیں دی شاعری دے اوزان کیچے عروض دی جاہ تے ”پنگل“ توں مختلف شروں دی روشنی اچ شعری تخلیقات کوں پر کھن دی روایت معروف ہے۔ سرائیکی زبان اچ شعر تے ادب دی تنقید تے کوئی خاصی کتاب سامنے نی آئی۔ جیہدی وجہ تال تخلیق کار دی ذہنی تے فنی تربیت اچ کجھ رکاوٹاں پیدا تھائیاں ہن۔ تخلیق تے تنقید دے درمیان ہک منطقی تے فطری رابطہ ہوندے اتے اے ڈوہیں ہک ڈوجھے کیچے سوچھلے داسبب بندن مشرقی تنقید بالعموم تے پاکستان دیاں علاقائی زبانیں دی تنقید اچ بالخصوص جہڑا انداز اختیار کیتا دیندے اوندے دج سوائے تاثراتی تنقید دے کوئی زیادہ سنجیدہ اتے علمی تنقید دا تناظر نی نظر دا۔ تاثراتی تنقید اچ ساج، مذہب، اخلاق، معاشیات، روحانیت، انسانی نفسیات، تہذیبی، تاریخ، ثقافتی تے سیاسی رویویں تال کہیں وی قسم دی دلچسپی نی گدی دیندی۔ صرف تخلیق اتے ایندے چوں حاصل قصیون آلے تاثرات ہی دا کئی قدر دے حامل تے انہاں توں ملن آلی سرت ای بنیادی قدر ہوندی ہے۔ (۱۴)

الیہ اے ہے جو اچ دے ایں گولیل وچ اچ راہون دے باوجود سرائیکی زبان نے بہوں وڈی شعریات تال تخلیق کر چھوڑی پر سرائیکی تنقید تاثراتی رویے کوں باہر نی نکل۔ تنقیدی اصول ہمیشہ فنی تخلیقات دی بنیاد تے استوار تھیندے ہن اتے عظیم فن پاروں اچوں اخذ کیچے دیندن اتے جڈاں ہک داری اے اصول وضع کر گدے دیندن تال دل اے آون والی فنی تخلیق دی راہنمائی کریندے ہن۔ ایندی وڈی مثال ارسطو دی معروف کتاب ”بوطیقا“ ہے جیہدے دج فن دے جہڑے اصول پیش تھے ہن او انہاں نے یونان دے وڈے ڈرامہ نگاراں کوں سامنے رکھ کر ایں وضع کیچے ہن۔ ارسطو دی

اے کتاب صدیاں تو نرہیں فن دی تخلیق کیجے سو جلاؤ ہندی پئی ہے۔ بعض دفعہ ایندے الٹ وی تھیدے۔ انگلستان وچ سنڈنی دی تنقید دے اخلاقی تے اصلاحی پہلو توں متاثر تھی کر ایم ایلز بیچہ دے دور دے مشہور شاعر ہنسن نے اپنی کتاب ”غیری کوئین“ لکھی۔ اس تناظر اچ اردو ادب دی مثال ڈیکھو گھن جو محمد حسین آزاد دے لیکچر اتے الطاف حسین حالی دامتدہ ”شعر و شاعری“ اردو شاعری دی ہک انقلابی ”رو“ دی بنیاداں بنے اتے ڈیہدے ای ڈیہدے اردو شاعری دی دنیا اچ فکری اتے اسلوبیاتی سطح تے ہک نویں بحث چھڑ گئی تے انہاں دے (آزاد، حالی) تنقیدی تے شعری تصورات دے محابوں اردو شاعری اچ موضوع فن اتے تکنیک دیاں نویاں راہواں متعین تھی گئیاں، ایس طرحاں اردو زبان اچ نویں افکار تے نویں اسالیب متعارف تھئے تے انہاں دے تصورات نے آون آلی کی اردو شاعری دامتدہ بدل کے رکھ ڈتا۔ (۱۵)

ایلیٹ دا خیال اے ہے جو ہر نسل اپنی تنقید دا نظام خود پیدا کر ہندی ہے۔ ہر نسل دامتدہ سی مزاج الگ ہوندے۔ او اپنے ورثے اچ علمی تے ادبی روایت دے نال اپنا تاریخی شعور وی گھمن کے آندی ہے اتے اے ہک لکھ ہر شخص جانے جو روایت، جذبات تے احساسات دے اوں تسلسل داتاں ہے جیہڑی (روایت) ہر عہد دی سماجی، تہذیبی تے شعری تبدیلیاں توں متاثر تھی کے اپنی اصل کنوں خدائی سبکدی۔ جدید سرائیکی شاعری داؤڈ الیہ اے ریہا ہے جو ایند اپنہ کلاسک نال رابطہ نی ریہا۔ اردو دی مغلوبیت نے اکیوں ”کافی“ دے باطنی احساس کنوں بالکل آج کر ڈتے۔ حفیظ خان بوراں نے مربوط انداز اچ ”کافی“ تے جیہڑی بحث کیتی ہے اوسرا لکھی تنقید دے حوالے نال ہوا داتا زہ جھونکا ہے۔ اردو تنقید بارے دی اچ دافتادے آکھن تے مجبور تھی گئے:

”انیسویں صدی کا نصف آخر اردو کے شعر و ادب کی نظریہ سازی کے ضمن میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد کے زمانے میں اردو تنقید، تذکرہ نویسی کے دور سے باہر نکلے۔ اسی زمانے میں اردو کی کلاسیکی ادبی سرمایے کے مربوط اور مبسوط جائزے کا سلسلہ شروع ہوا اور اسی دور میں مغرب کے بعض ادبی نظریات اور تنقیدی رویوں کو عالمی اور آفاقی اصول و معیار کی حیثیت حاصل ہوئی۔ اس انداز فکر کے اثرات اتنے ہمہ گیر اور دور اس ثابت ہوئے کہ تقریباً سو سال تک اردو کے نظریہ شعر و ادب میں مغربی فکر کو واحد تقابلی طریق کار کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ نتیجے کے طور پر کسی نے اردو شعری اصناف میں زوال آمدگی کے عناصر تلاش کیے، کسی نے قصیدہ، مثنوی اور مرثیہ کو از کار رفتہ قرار دیا، کسی نے ہماری شاعری کی سب سے توانا اور مستحکم صنف غزل کو مغربی نظم گوئی کے پیمانوں پر پرکھنے کی کوشش کی، کسی نے اردو شاعری کے بڑے حصے کو جاگیر دارانہ معاشرے کی عکاسی کا نام دیا، کسی نے شاعری کو محض اظہار کے طور پر دیکھنے کا انداز اختیار کیا اور اس کے رد عمل میں دوسرے حلقے نے ادب میں جنسی اور نفسیاتی محرکات کی اہمیت منوانے کی کوشش کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ کبھی مغرب کی رومانی شعری تحریک کے زیر اثر مرتب ہونے والے اصولوں کو قطعی اصولوں کا اعتبار حاصل ہوا۔ کبھی ہر طرح کی شاعری کو شاعری کی تین آوازوں کے چوکھٹے میں رکھ کر دیکھنے کو مقبولیت حاصل ہوئی اور کبھی علامت، قول محال اور ابہام کو ہر فنی اظہار کی تنہیم کے ایسے وسیلوں کے طور پر استعمال کیا گیا۔ گویا یہی انداز مطالعہ تاگزیر آفاقی طریق کار ہو سکتا ہے۔ تنقید کے مغربی اصول و ضوابط اور شعری تدابیر نے اردو میں ادبی تنہیم اور تعین قدر کو یقینی طور پر غنی بلند یوں سے آشاکیا۔ مگر افکار و نظریات کی ہما بھی میں اس بات سے یکسر صرف نظر کیا گیا کہ ادب کے کون سے نظریات

ایسے تھے جو ہماری اپنی تہذیب و ثقافت سے اغذ کیے گئے تھے اور ان نظریات میں کون سے ایسے عناصر شامل ہوئے جن کا ہماری ثقافتی قدروں سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ ان سوالات کا جواب ہمیں اردو تنقید کی موجودہ صورت حال میں نہیں بلکہ اس کے محرکات میں ملے گا۔“ (۱۶)

سرائیکی تنقید جیسے اردو تنقید کنوں سو جھلا گمہ ہے، اوندی حالت تاں اردو دے مقابلے آج ہوں بھیڑی ہے۔ اہمات تاں بن تو نرین فقط ”واو، واو“ آلی تنقید لکھنوی پئی ہے۔ ڈاکٹر طاہر تونسوی، ڈاکٹر انوار احمد، شوکت مغل، ڈاکٹر خالد اقبال، ڈاکٹر الفت ملغانی، محبوب تابش، ڈاکٹر نسیم اختر اتے ڈاکٹر مغل عباس احوان بوراں نے کس حد تو نرین سرائیکی تنقید تے نویں انداز اچ قلم چاتے۔ موجودہ لمحے اچ حفیظ خان تے رانا محبوب اختر نے سرائیکی تخلیقی اصناف اچ اپنی تہذیب، ثقافت، سنجائے قومی تا نظرائے ”مزا حسنی روئے“ کنوں انتقادی انداز اچ قلم کھیکر کراہیں سرائیکی تنقید اچ نویں مباحث دے درکھولے بن۔ سرائیکی شاعری دے پچھلے تا نظرائے گیت، مایا، نپا، مکی، دوہڑا، کافی، قصہ کہانی، نور نامے، بانیاں صفحاں موجود بن پراج دے سرائیکی شاعر نے اردو نال بھڑت دے محابوں نظم معری، آزاد نظم، نثری نظم، غزل، ہائیکو اتے پابند نظم دی تابع فرمانی کر کے سرائیکی شعری روایت کوں بالکل نرین آجنگ نال قبول کر کے اپنی نظری روایت کوں بالکل نویں آجنگ نال قبول کر کے اپنی نظری روایت نال گاندھارت و گمہ ہے۔ بن ایندیاں علامتاں، استعارے، تلازمے، کنائے، اشارے اتے تشبیہاں سرائیکی ”لینڈ سکیپ“ دی بجائے کس بنی جاد توں آون لگیاں بن۔ ایسو حال سرائیکی نثر خاص کر ”سرائیکی تنقید“ دا ہے سرائیکی ادب داؤڈا ایسے ہے جو اہمات ”جدید تنقید“ دا کوئی وڈا حوالہ کاکی۔ اساں عزیز شاہد، اشوال تے رفعت عباس کوں کڈاں تو نرین معروضی تے سرسری تجزیات تے تبھریاں نال پرکھندے راہسوں۔ بن سرائیکی شعر و ادب کوں معاصر تنقیدی افکار، ساختیات، پس ساختیات، رد تشکیل، جانشیت، سرلیزم، وجودیت، نوآبادیاتی فکر اتے ایو جیس بنے ہوں سارے افکار دی روشنی اچ ڈیکھنا پوسی۔ ایں وقت پوری دنیا وچ جھٹھاں جھٹھاں استعماری قوتاں دیاں کالونیاں راہیاں بن اہمات ایں تہذیبی اتے ایندے نال مندی جلدی ڈھجھیاں صورتاں و انتقید دے وسیلے نال اسے جائز و گند و ایندے اتے ایو جیس جائزے اچ ریڈیکل لفٹ (Redical Left) تے نیو لفٹ (New Left) صورتاں خاص کر حاوی بن۔ ہیرن گوچین (Hiren Gohain) نے ایں تا نظرائے ”کلو نیل ازم“ کوں کچھ ایویں ڈیٹھے:

”پوسٹ کلو نیلزم، انسانیت کو نجات دلانے کے لیے کسی جدوجہد یا کسی آئینہ یا لوجی کی تدوین کی بات نہیں کرتی بلکہ یہ سابق کالونیاں بنانے والوں یا کالونیوں میں برتے جانے والے طور طریقوں کے خلاف مقابلیت کی لفٹ لبرل دانشوروں کی آواز ہے جو ایسے مغربی انٹیلیجنٹ منٹ کے خلاف اٹھی ہے جو کالونیاں بنانے پر یقین رکھتے تھے اور اپنے اس عمل کو حق بجانب سمجھتے تھے۔“ (۱۷)

پوسٹ کلو نیلزم یا پس نوآبادیاتی ہے۔ ہک اتھما مطالعہ ہے جیدے وچ اہل دانش پوری تفصیل نال اوں صورت حال کوں ڈیٹھے بن جیہڑی نوآبادی جنن آلیاں قوماں کوں ہک بے عفریت اچ پھسائی کھڑی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مملدار حسین بخاری ہوراں ایں بارے آکھیا ہے:

”بیسویں صدی کے آخری دو عشروں میں، پس نوآبادیات (Post colonialism) نے خاص طور پر ادبی مطالعے کا ایک مربوط نظام (Discipline) کی شکل اختیار کر لی، جس میں نوآبادیاتی دور کے کلام اور متون کے عمیق مطالعے اور تجربے کے متنوع طریقے ہائے کار تشکیل پائے، ان مطالعات کا دائرہ اسی دوران میں موجودہ دور تک

پھیلا دیا گیا، کیوں کہ ایک مضبوط موقف یہ بھی ہے کہ موجودہ عہد میں عالمی سماج اور سیاست و معاشیات کا مطالعہ یہ منکشف کرتا ہے کہ آج بھی کسی نہ کسی صورت میں ہر نئے نظام نوآبادیات کے تسلسل اور اس کی توسیعات کی عمل داری ہے۔ اس لیے موجودہ عالمی نظام کو نئے نظام نوآبادیات (Neo colonialism) کا نام دیا گیا۔ نئی عالمگیریت (Globalization) آزاد مارکیٹ اکانومی اور نیا نظم جہاں (New World order) بھی اس نئے نظام نوآبادیات ہی کے پھندے ہیں اور نئے عالمی مالیاتی ادارے اور کثیر الملکی کارپوریشن، اس کے مہک آلہ ہائے کار، ان کے سب کے اپنے اپنے "بیانے" اپنے موقف اور اپنے منفرد طریقہ ہائے عمل ہیں، جن کے تال میل سے ایک ایسا بیان (Metanarrative) تشکیل پا رہا ہے جو پس ماندہ اور ترقی پذیر ملکوں کے لوگوں کو اس بھلاوے میں ڈالے رکھنے کے لیے فکر کا ایک ایسا ہمہ گیر جال بن رہا ہے کہ جس سے ترقی پذیر دنیا کو جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں سوجھتا۔ پس نوآبادیات پسند اہل دانش (جن میں ایک بڑی تعداد ایشیا، امریکہ اور لاطینی امریکہ کے اہل علم و دانش کی ہے) اسی جال کے گورکھ دھندوں کی رد تشکیل کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہے ہیں۔ انھوں نے خود مرکز ہائے استعمار کے تشکیل کردہ کلام اور بیانیوں کی تنقید کے ایسے انداز پیدا کیے کہ جن سے استعماری فکر و عمل کے خلاف، مزاحمت کی صورتیں پیدا ہوں۔" (۱۸)

جدید سرائیکی شعروادب آج مزاحمت دے کئی نشانہ حوالے ملدے ہیں، مزاحمت توں علاوہ اپنی تہذیب، ثقافت اتے قومی سوان کیجے آج دی سرائیکی شاعری آج بہوں سارا کم تصنیف اپنے پرائس شاعری دے تجزیات صرف "واہ واہ" تے کھڑے گئے ہن۔ مثلاً عزیز شاہد وسیب دا دُڑا شاعر ہے، ایندے دی ماحول کوں سبھے بغیر انہاں دی تحلیل نفسی، ایندے مابعد جدیدیت مطالعہ ناممکن ہے۔ اشوال کوں تھلو جی تہذیب تے سندھ دریا دی ثقافت دے تاظر آج ای "ڈی کوڈ" کہتا وچ سبکدے اتے رفعت عباس دی شاعری کوں چناب دیاں لہراں تے آسوں پاسوں دے فطری "لینڈ سکیپ" دی Depth آج وچ کراہیں ای سمجھا وچ سبکدے۔ وڈی عجیب گلہ اے ہے جو تنقیدی، ادبی اتے شعری فنی تے فکری مباحث کوں سبھے بغیر شاعری کہتی دیندی پئی ہے۔ جڈاں اپنے شاعراں دی شاعری کوں قارئین دے سامنے پیش کرن ہووے تاں ول اردو آج پڑھے گئے تبھریاں تے تجزیات دے پس منظر آج محدود مطالعے دے زور تے ڈوچار سطران لکھ ڈیتاں دیندیاں ہن۔ میڈیا ذاتی خیال اے ہے جو آج دی سرائیکی شاعری کوں پوسٹ کالونیل تے مابعد جدیدیت مطالعات جیسی تصورات دی روشنی آج پڑکھنا پوسی۔ اسان مقالے دے آغاز آج پوسٹ کالونیل تصور تے کجھ گلہ کر آئے ہیں۔ مابعد جدیدیت دا تصور جیہڑا جو اپنی ماہیت آج اے خبر ڈیندے جو "جدیدیت" توں بعد یعنی بہوں جدیدیت وغیرہ پر اے بحث اتلی سوکھی نی، مابعد جدیدیت کیا ہے؟ ایندے بارے ڈاکٹر گوپی چندر نارنگ آدھے ہن:

"تاہم مابعد جدیدیت کی فلسفیانہ بنیادوں کو سمجھنا قدرے مشکل اس لیے ہے کہ ہمارے ذہن ابھی تک ترقی پسندی اور جدیدیت کی آسان تعریفوں کے عادی ہیں۔ ان سابقہ تحریکوں کی بندگی کی

فارمولائی تعریفیں ممکن تھیں، پھر یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد تھیں، یعنی جو ترقی پسندی نہیں تھی وہ جدیدیت تھی اور جو جدیدیت تھی وہ ترقی پسندی نہیں تھی۔ یعنی ایک میں زور انقلاب کے روحانی تصور پر تھا دوسرے میں ساری توجہ شکست ذات پر تھی۔ مابعد جدیدیت نہ ترقی پسندی کی ضد ہے اور نہ جدیدیت کی اور چوں کہ یہ نظریوں کی ادعائیت کو رد کرنے اور طرفوں کو کھولنے والا رویہ ہے۔ اس کی کوئی بندھی نگی فارمولائی تعریف ممکن نہیں ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو مابعد جدیدیت ایک کھلا ڈالا ذہنی رویہ ہے تخلیقی آزادی کا، اپنے ثقافتی تشخص پر اصرار کرنے کا، معنی کو سکے بند تعریفوں سے آزاد کرنے کا، مسلمات کے بارے میں از سر نو غور کرنے اور سوال اٹھانے کا، دی ہوئی ادبی لیک کے جبر کو توڑنے کا، ادعائیت خواہ سیاسی ہو یا ادبی اس کو رد کرنے کا، زبان یا متن کے حقیقت کے برعکس محض ہونے کا نہیں بلکہ حقیقت کے خلق کرنے کا، معنی کے معمولہ رخ کے ساتھ اس کے دبائے یا چھپائے ہوئے رخ کے دیکھنے دکھانے کا اور قرأت کے تفاعل میں قاری کی کارکردگی کا۔ دوسرے لفظوں میں مابعد جدیدیت تخلیق کی آزادی اور بحیثیت کا فلسفہ ہے جو مرکزیت یا جدیدیت یا کملیت پسندی کے مقابلے پر ثقافتی بوقلمونی، مقامیت، تہذیبی حوالے اور معنی کے دوسرے پن The Other کی تعبیر پر اور اس تعبیر میں قاری کی شریعت پر اصرار کرتا ہے۔“ (۱۹)

جے اسماں میں بیان دے تا نظر اچ ڈیکھوں تاں خواجہ غلام فرید توں گھن کر ایں آج تو نرئیں سرا رنگی شاعری آج مختلف حوالے نال ثقافتی تنوع، مقامیت اتے تہذیبی حوالے نال کالمہ نزدی راہی ہے پر اچاں تو نرئیں سرا رنگی شاعری دا مابعد جدیدیت مطالعہ کی کیتا گیا۔ ایہو حال ”تانیٹ“ دا ہے۔ اساڈے کولوں ”کافی“ اے گیت آج تریتاواں لہجہ ملدے۔ ایں بارے پر و فی سر شیم قریشی ہوراں ہلکا جیاں اشارہ دی کیے۔

”کافی وادی سندھ کے لوگوں کے ساتھ کم و بیش ایک ہزار سال سے چلی آئی ہے۔ ”کافی“ آج بھی لوگوں میں رچی بسی ہوئی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے جاگیردارانہ اور قبائلی سماج میں عورت کو کم تر درجے کی شے ہی سمجھا گیا لیکن ہمارے کافی گو شعراء خاص طور پر خواجہ غلام فرید اپنی تمام تر کافیوں میں اس جاگیردارانہ قبائلی سماج کی نفی اور مزاحمت کرتے ہوئے ”تانیٹ“ کے پیرائے میں ہم کلام ہوئے، یہی عہد فرید کا تہذیبی عرفان ہے۔“ (۲۰)

ایں تہذیبی عرفان کوں آج نویں انتقادی اصولوں نال پر کھن دی وڈی لوڑ ہے۔ اُردو دی پاکستان دیاں بائیاں ثقافتی اکائیاں دی زبانوں دے مقابلے آج سرا رنگی زبان تے ادب دا اے نوکھا امتیاز ہے۔ جو ایندے پچھوں ہک وڈی تہذیب، وڈی شعری روایت، تاریخ، اساطیر اتے لوک ادب موجود ہے۔ اساڈے ہوں سارے شاعر ایں تناظر کولوں نادائق بن۔ اے اپنی علمی، ادبی اتے شعری شعور کوں اپنے اساطیر، لوک ادب اتے شعری روایت نال وابستہ فی کریندے۔ ایہو حال سرا رنگی تنقید دا ہے۔ آج دی سرا رنگی تنقید ہووے یا دل اردو تنقید، وڈی دا ہک مسئلہ اے دی ہے جو انہاں زبانوں دی تنقید آج مشرقی تنقیدی روایت، بحث اچوں خارج تھی چکی ہے۔ ایں پاروں قاری کیے تخلیقی شاہکاراں کوں سمجھنا اوکھا تھیندے اویندے۔ علم معانی، بیان، بدیع، عروض یا علم قافیہ ساڈے شرق دیاں تنقیدی تے فنی بحثاں بن پر انہاں تے

اج داغدا گالھ نہ کر کے انہاں علوم کو قاری کیجے او پر اگر بندے ہے۔ ایں بارے ریاض احمد نے فرمائے:

”علم معانی و بیان دی اصطلاحات اکثر اس وجہ سے بھی غلط فہمی پیدا کرتی ہیں کہ وہ اس وقت کے عام فلسفیانہ نظام کی تابع ہیں۔ اس فلسفیانہ نظام میں بنیادی اہمیت مذہبی حقائق کو حاصل تھی اور اس کا انداز استدلال نوافلاطونی فلسفہ پر مبنی تھا۔ اس کے مقابلے میں جدید نظام فکر میں خصوصاً جہاں تک ادب کا تعلق ہے۔ بنیادی اہمیت نفسیات کو حاصل ہے۔ اس لیے ادبی تنقید میں نکتہ نظر کا ایک واضح فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اہم بات یہ ہے کہ جدید تنقید کے لیے ہم فلسفیانہ اور نفسیاتی پس منظر کا تقاضا کرتے ہیں۔ لیکن قدیم انداز تنقید کو سمجھنے کے لیے اس عہد کے فلسفہ کو سمجھنے پر زور نہیں دیتے۔ اس وجہ سے بھی یہ تنقیدی نظام ہمارے لیے ناقابل فہم ہو جاتا ہے۔ مثلاً عروض کی بحث میں آغاز اس نکتے سے کیا جاتا ہے کہ آیا وزن شعر کے لیے ضروری ہے یا نہیں۔ بظاہر یہ بحث بے فائدہ نظر آتا ہے لیکن اگر یہ بات پیش نظر ہو کہ قرآن مجید کو کفار نے شعر کہہ کر اس کے الہامی منصب سے انکار کرنے کی کوشش کی تھی اس لیے شعر اور قرآن مجید میں ایک فنی تفریق پیدا کرنی لازمی تھی تاکہ اس ادعا کی نفی ہو سکے تو اصل بات مکمل جاتی ہے۔ حکیم نجم افغانی اور شمس المصباح عبدالرحمن نے اس سلسلے میں دلچسپ بحث کی ہے۔ (۲۱)

آنکھن دامقصد اے ہے جو سرا بھی شعریات تے ادبیات دامحا کہ مشرقی اتے مغربی انتقادی اصولاں دی روشنی اج تھیو نا چاہیدا اے۔ پر اے محاکمہ کس خاص توازن نال فی تصدیہ اپنا۔ پچھلی صدی اج علم دی دنیا وچ بہوں سارے نویں تصورات تے افکار آئے ہن پر سرائیکی شاعری جیہڑی ایں دے لے عالمی معیار تے تصدیہ پئی ہے اندی پرکھ کیجے انہاں تصورات تے افکار کوں صحیح درتیانی کیا۔ شاید اے الیہ پاکستان دیاں یکیاں علاقائی زبانیں دی ادبیات و مقدر بن گئے۔ اساڈیاں جامعات اج جتھاں ایم۔ اے، ایم۔ فل اتے پی۔ ایچ۔ ڈی دی سطح دی تحقیق تصدیہ پئی ہے اتھاں دی چور دروازیں نال صرف ڈگریاں وندیاں وندیاں پائیاں ہن شخصیت تے فن پسندیدہ موضوعات ہن اتے کویں سطح دی تاثراتی تنقید کنوں کم کھن کے مقالے لکھوائے ویدے پئے ہن۔ عالمانہ تے دانشورانہ موضوعات نہ ہوان دے برابر ہن۔ مزے دی گالھ اے ہے جو انہاں جامعات نال وابستہ اکثر پروفیسر خود دی جدید ادبی تحقیق تے تنقید دا شعور نی رکھیدے۔

ایندے وچ کوئی شک نی جو زبان تے ادب دی ترقی اج ریاستی سرپرستی وادی ہک وڈا کردار ہوندے آتے اساڈے کول اے خلا موجودی ہے پر ریاست، زبان و ادب دے شعبہ جات دے کم اج کوئی رکاوٹ تاں نی پئی۔ انفرادی سطح تے اوکھڑی طاقت ہے جس جیدے تے قدیم علوم دے مطالعات

دارستہ روک رکھیے جو اساں اہم ادبی مطالعات کوں مختلف افکار اتے نظریات دی روشنی اج نہ پڑھوں؟ تحقیق کیجے وجدانی ذوق بہوں ضروری ہے پر تنقید کیجے ایں ذوق دے نال نال کبرے مطالعے، تاریخی، فنی شعور اتے ادبی، علمی، ادبی تے شعری روایت نال جڑت دی بہوں ضروری ہے نی تاں اساں سطحی تے سستے مذاق نال عبارت تنقیدی تہرے تے تجزیے ای پڑھدے راہسوں اتے ادبی شاعری کوں کوئی وڈی تے جاندار علمی بنیاد نہ ڈے سکوں۔ ایں تناظر اج سرائیکی زبان دے تحقیق کاراں اتے نقادوں کوں نہ صرف اپنے تخلیقی ورثے دی حفاظت کرن کیجے اج دی عالمی تنقیدی اصولاں توں روشنی گھنڑی پوسی بلکہ ادبی مشرقی تنقیدی روایت کنوں فائدہ وی چاودا پوسی۔ ول عالمی تے ادبی روایتی تنقید دے میلاپ نال

سرائیکی شعروادب کونویں سروں ”ڈی کوڈ“ کر کے وڈی تخلیقات کیے نوں حوالے تے اسباب پیدا کرنے پوسن۔ ایں ”قدر“ دے حصول کیے وڈے علمی اعتماد دی وی لوڑ ہے۔ جیڈاں وڈیاں شعری تے ادبی تخلیقات سامنے آندیاں ہن تاں وڈی تنقید کیوں نی لکھی وچ سگدی؟

حوالہ جات

- ۱۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، تنقیدی زاویے، کراچی، اردو اکیڈمی، سندھ دوم ۱۹۶۱ء ص ۲۰
- ۲۔ اورنگزیب نیازی، پاکستان میں اردو تنقید، ملتان، بیکن بکس، ۲۰۱۵ء ص ۳
- ۳۔ علی محمد خان، ڈاکٹر، اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، اصناف لقم و نشر، لاہور، الفضیل ناشران، ۲۰۱۳ء ص ۳۰۶
- ۴۔ آل احمد سرور، ادب اور نظریہ، لکھنؤ، ادارہ فروغ اردو، ۱۹۵۲ء ص ۵
- ۵۔ شبلی، محمد صدیق خان، ڈاکٹر، مکالمہ، مشمولہ گفتگو نما، ص ۵۹
- ۶۔ عبادت بریلوی، ڈاکٹر، تنقیدی زاویے، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، دوم، ۱۹۶۱ء ص ۱۳
- ۷۔ آل احمد سرور، نئے اور پرانے چراغ، لکھنؤ، ادارہ فروغ اردو، ۱۹۵۲ء ص ۷۶
- ۸۔ منزل حسین، ڈاکٹر، نشریات، لہ، آرٹ لینڈ، ۲۰۱۵ء ص ۷۶
- ۹۔ منزل حسین، ڈاکٹر، عنایت حسین لغاری ”سرائیکی تنقید اور اردو تنقید، مشمولہ مقالہ، تحقیقی جرنل ”کارونجیر“ شعبہ سندھ، وفاق اردو یونیورسٹی، کراچی جون ۲۰۱۷ء ص ۱۲۳
- ۱۰۔ اسلم رسول پوری کا انٹرویو، مشمولہ ”پیلوں“ مدیرانوار احمد، ملتان، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء ص ۳۳۱
- ۱۱۔ اسلم رسول پوری کا انٹرویو، مشمولہ ”پیلوں“ مدیرانوار احمد، ملتان، جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء ص ۳۳۲
- ۱۲۔ علی محمد خان، ڈاکٹر، اشفاق احمد ورک، ڈاکٹر، اصناف لقم و نشر، ص ۳۰۷
- ۱۳۔ منزل حسین، ڈاکٹر، عنایت حسین لغاری، سرائیکی تنقید اور اردو تنقید، ص ۱۱۶
- ۱۴۔ اسلم اختر، ڈاکٹر، تنقیدی اصطلاحات (توضیحی لغت) لاہور، سنگ میل پبلی کیشن، ۲۰۱۱ء ص ۶۸
- ۱۵۔ منزل حسین، ڈاکٹر، نشریات ص ۷۹
- ۱۶۔ ابوالکلام قاسمی، اردو تنقیدی اور نوآبادیاتی فکر، مشمولہ مضمون، تنقید کی جمالیات (رجحانائیت و تحریکات) جلد ۱۷، پروفیسر شفیق اللہ مرتب، لاہور، گلشن ہاؤس، ۲۰۱۸ء ص ۳۶۱
- ۱۷۔ سید محمد عقیل، پوسٹ کولونیازم، ایضاً ص ۳۳۰
- ۱۸۔ علمدار حسین بخاری، ڈاکٹر، جدید ادب کا سیاق و سباق، لاہور، گلشن ہاؤس، ۲۰۱۹ء ص ۱۵-۱۳
- ۱۹۔ گوپی چندر نارنگ، ڈاکٹر، مابعد جدیدیت اردو کے تناظر میں، مشمولہ، مضمون، مابعد جدیدیت (اطلاقی جہات) ڈاکٹر ناصر عباس نیر، مرتب یا ملتان، بیکن بکس، ۲۰۱۵ء ص ۶۶-۶۵
- ۲۰۔ شمیم قریشی، پروفیسر، ”امن، محبت اور عدم تشدد کا فروغ“ ”کافی“ کو زندہ رکھ کر ہی کیا جاسکتا ہے۔ مشمولہ بحث، نیا سرائیکی مکالمہ، جاوید اختر، بجنی اور دوسرے، مرتبین، ملتان انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ، ۲۰۱۲ء ص ۷۳
- ۲۱۔ ریاض احمد، علم معانی و بیان، مشمولہ مضمون، تنقید کی جمالیات (تصورات) جلد ۸، پروفیسر شفیق اللہ، مرتب، لاہور گلشن ہاؤس، ۲۰۱۸ء ص ۱۷



PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS

99 Upper Mall, Lahore

Ph: 42-35751714

Email: academylhr@gmail.com